

Vol. I
No. 12



Saturday
14th March, 1953

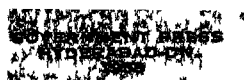
HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY DEBATES

Official Report

CONTENTS

| | PAGES |
|--|---------|
| Starred Questions and Answers | 765—776 |
| Short Notice Questions and Answers | 776—779 |
| Unstarred Questions and Answers | 779—788 |
| Budget—Demands for Grants | 788—877 |

Price: Eight Annas.



THE HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

SATURDAY, 14th MARCH, 1953.

The House met at Half Past Eight of the Clock.

[*Mr. Speaker in the Chair.*]

Starred Questions and Answers

Mr. Speaker: We shall now take up Questions.

CONSUMPTION OF PETROL.

*103 (92) *Shri Ch. Venkatrama Rao* (Karimnagar): Will the hon. Minister for Home be pleased to state:

(a) The total number of gallons of petrol consumed in the State during the year 1950, 1951 and 1952 and their value?

(b) The number of gallons of petrol consumed by the Home Department including the District Police Service during 1951 and the cost thereof?

ہوم منسٹر (شری دگمبراؤ بندو) - اے - ٹرول کی مقدار اور قیمت یہ ہے

سال پٹرول کی مقدار قیمت

۱۹۵۰-۵۱ ع ۵۰,۷۳,۷۳۰ گیالن ۱۳,۳۴,۷۰۰ روپے

۱۹۵۱-۵۲ ع ۶۳,۲۲,۶۱۹ ۱۸,۲۵,۳۰۰ روپے

بی - ہوم ڈپارٹمنٹ میں جو الگ الگ ڈپارٹمنٹس ہیں وہ یہ ہیں - انسپکٹر جنرل

پولس - آر - ٹی - ڈی - انفرمیشن اینڈ پبلک ریلیشنس ڈپارٹمنٹ - چیف الیکٹورل آفس - آئی -

جی - ہرزس - ان جملہ ڈپارٹمنٹس پر جو پٹرول ۵۲ ع میں خرچ ہوا ہے اس کی مقدار (۵۰,۵۹,۲۸)

گیالن ہے جس کی قیمت (۱۵۸۰,۶۵۸-۱۱-۵) روپے ہوتی ہے - اس کی تفصیل یہ ہے -

پٹرول کی مقدار قیمت

۳,۰۰,۲۲۱ گیالن ۱۳,۰۰,۸۰۳ روپے

۹۳,۶۷۵ ۲,۳۱,۲۳۹ روپے

۳,۳۸۹ ۱,۵۵,۲۱۱ روپے

۳۶۰ ۱,۱۸,۳ روپے

۷,۱۸۲ ۲,۲۹,۱۰ روپے

آئی - جی - پولس

آر - ٹی - ڈی

انفرمیشن اینڈ پبلک ریلیشنس

چیف الیکٹورل آفس

آئی - جی - ہرزس

شری سی ایچ۔ وینکٹ رامارائو۔۔ ٹرول کا کوٹا منظوری کے بعد حر دیا جانا ہے اس پرکس طرح چیک (Check) کیا جانا ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو۔ اکرنٹ جرنلس آفس اسکو چیک کرنا ہے ۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے (انا گروڈ) جو اعداد بتلائے گئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اسٹٹ میں جننا ٹرول خرچ ہوتا ہے اسکا دسواں حصہ ہرم ڈپارٹمنٹ خرچ کرتا ہے ۔ بتایا گیا کہ پوری اسٹٹ کا خرچ (۵۰) لاکھ گیلان ہے اور ہرم ڈپارٹمنٹ اس میں سے تقریباً (۵) لاکھ گیلان خرچ کرتا ہے ۔ اس طرح یہ تقریباً دسواں حصہ ہوتا ہے ۔ کیا اس سے پہلے یہی اتنا ہی خرچ ہوتا تھا ؟ اگر اس میں کمی کبھی ہے تو کتنی اور آئندہ کتنی کمی کی جاسکتی ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو۔ پہلے تقریباً ۱۲-۱۳ لاکھ گیلان خرچ ہوتے تھے ۔ آئندہ کے بجٹ میں یہ لاکھ گیلان کی گنجائش رکھی گئی ہے ۔ اب یہ طے کیا گیا ہے کہ بعض آفیسر جنہیں ٹی ۔ اے وغیرہ ملتا ہے وہ اپنا ٹرول کا خرچ اس میں سے برداشت کر سکتے ہیں ۔ اور صرف ایسے عملہ کو جسکی نسبت یہ سمجھا جاتا ہے کہ اگر ٹرول نہ دیا جائے تو انکو ٹور (Tour) کرنے میں دقت ہوگی انہیں کو ٹرول دیا جانا ہے ۔ یہ فیگرس نو اس وقت میرے پاس نہیں ہیں کہ ہر ڈپارٹمنٹ کو علحدہ علحدہ کتنا ٹرول دیا جاتا ہے ۔ ٹرول کے خرچہ میں ہر سال کمی ہو کی جارہی ہے ۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے ۔ اگر ٹرول دینے کی بجائے ٹی ۔ اے ۔ دیا جائے تو کیا اس سے بچت نہیں ہو سکتی ؟

شری دگمبر راؤ بندو۔ ان دونوں کے ساتھ ساتھ ملا کر جو اسکیم بنائی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ورکیبل (Workable) ہوگی ۔ تجربہ کے بعد اس پر مزید غور کیا جائیگا ۔

شری سید حسن (حیدر آباد سٹی) ۔ ہرم ڈپارٹمنٹ کیلئے ٹرول کے خرچ کی جو تفصیل بتلائی گئی ہے اس میں پولس آفیسر کی فیملیز کیلئے کتنا خرچ ہوتا ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو۔ بات یہ ہے کہ اگر کسی آفیسر کے پاس کار ہو تو یہ ناممکن ہے کہ اسکی بیوی بچے اس کار میں کبھی نہ جائیں ۔ اگر وہ جائے ہیں تو اپنا ذاتی ٹرول خرچ کرتے ہیں یا آفس کا ٹرول خرچ کرتے ہیں اسکا حساب لگانا مشکل ہوتا ہے ۔ یہ تو ان کے کانسنس (Conscience) پر چھوڑ دیا جاتا ہے ۔ اگر انہیں زیادہ پھرنا ہو تو ظاہر ہے کہ وہ اپنا ذاتی ٹرول استعمال کرتے ہونگے ۔ البتہ یہ چیک ہو سکتا ہے کہ آفیشیل انہوں نے کتنا ٹرول کیا ہے اور انہوں نے کتنا خرچ بتایا ہے ۔

شی۔ भागवंतराव गाढे (अंबड) :- क्या डिस्ट्रिक्ट पोलिस ऑफिसरों के पास से यह शिकायत आयी है कि कुछे अपने जेबसे पैसा खर्च करना पड़ता है, और हरबार पैसा पास नहीं रहता है जिस-
किमे पेट्रोल लेने में दुब्तारी हो रही है, और काम करने में दुब्तारी हो रही है ?

شری دگمبر راؤ بندو - اسی سکاڈیں دہب سے آفسیس کے پاس سے آئی ہیں۔ یہ بھی ہے کہ وقت نرئی۔ اے نہیں ملتا۔ جس کی وجہ سے انہیں اپنی جیب سے پہلے ہسہ خرچ کر کے منظوری تک اسکر راپس حاصل کرنے کیلئے انتظار کرنا پڑتا ہے۔ ۶-۶ مہینے لگ جاتے ہیں۔ جس سے کام نہ بھی اڑتا ہے۔ اسلئے بیوی ہم نے مناسب سے جھکا کہ بعض آفسیس کو انرول دینے کی ضرورت ہے۔

شری کے۔ ایل۔ نرسہوان راؤ (یاندی)۔ کہہ: اسی سکاڈیں وصول ہوئی ہیں کہ انرول کا ناجائز استعمال کیا جاتا ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو۔ ایسی شکایتیں ہیں جنکی نسبت درنات کیا جا رہا ہے۔

POLICE EXCESSES

*104 (83) *Shri Ch. Venkatarama Rao* : Will the hon. Home Minister be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that the S. I. of Yellandu beat severely Mr. Mohammed Kasim, the local mutton seller in the month of January, 1953 ?

(b) Whether it is also a fact that the aforesaid S. I. demanded mutton on a lower price than the market price which was not accepted by the seller ?

(c) If so, why ?

شری دگمبر راؤ بندو۔ اے۔ نہیں۔

بی۔ یہ خود اپنے بیوی بچوں کے ساتھ نہیں رہنے بلکہ ہوٹل میں کھانا کھاتے ہیں۔ مٹن کم بھاؤ پر دینے کے متعلق کوئی تکرار نہیں ہوئی۔

شری سی ایچ۔ وینکٹ راما راؤ۔ اگر انکے بیوی بچے نہیں ہیں تو انہوں نے اپنے دوستوں کے لئے مٹن مانگا ہوگا۔

شری دگمبر راؤ بندو۔ ایسی کوئی خاص شکایت نہیں آئی۔ اگر ہو تو دریافت کی جائیگی۔

REGISTRATION OF MOTOR VEHICLES

*105 (84) *Shri Ch. Venkatarama Rao* : Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(a) Whether the Motor Vehicles of the Rajpramukh of Hyderabad have been exempted from taxation and registration fee leviable under the Hyderabad Motor Vehicles Act ?

(b) If so, the reasons for the same ?

(c) The number of Motor Cars owned by the Rajpramukh ?

شری دگمبر راؤ بندو۔ اے ہاں۔

ی۔ انٹیگریٹڈ اسٹیٹس (Integrated States) کے رولز (Rules) کیلئے کانسنٹی ٹرین میں یا اگزیمپشن (Exemption) رکھا گیا ہے۔ اسکے علاوہ انکے ساتھ جو کروینٹنس (Covenants) ہوئے ہیں ان میں سے دو فقرے جو ٹیکریشن (Taxation) اور دوسری چیزوں کے بارے میں ہیں وہ میں ٹاؤس کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔ اس میں یہ بدلایا گیا ہے کہ

“To have their cars registered without payment of registration fee”.

اور دوسرے یہ کہ

“Exemption from payment of road taxes provided the same practice prevailed before 15th August, 1947”.

یعنی انہیں پہلے جو امینٹیز (Amenities) حاصل تھیں وہ برقرار رہیں گی۔ یہ گورنمنٹ آف انڈیا کے احکام کے مطابق ہے جس پر عمل کیا جا رہا ہے۔

سی۔ راج ہر سکھ کے پاس جر کارس (Cars) ہیں انکی تفصیل یہ ہے۔

کارس (۲۰) بسس (۸) ٹرک (۱) آٹو رکشا (۱)

ڈی۔ نہیں۔

شری ایم۔ پچیا (سربراہ)۔ کیا یہ اگزیمپشن انہیں ملے دیا گیا ہے کہ وہ غریب ہیں اور ٹیکس ادا نہیں کر سکتے؟

Mr. Speaker.

It is decided by the Government of India.

شری ایم۔ پچیا۔ اگر ٹیکس وصول کیا جائے تو یہ کس قدر ہر سکتا ہے؟

شری دگمبر راؤ بندو۔ اس وقت اسکا حساب نہیں ہے۔

شری سی ایچ۔ وینکٹ رام راؤ۔ کیا کسی اور کو اس طرح ٹیکس سے مستثنیٰ کیا گیا ہے؟

شری دگمبر راؤ بندو۔ اسکا جواب دیا جا چکا ہے کہ نہیں۔

HIGH COURT LIBRARY

*106 (142) Shri Gopal Rao Ekbote (Chaderghat): Will the hon. Minister for Home be pleased to state:

(a) What is the amount sanctioned for the High Court Library?

(b) Is there any proposal to increase the amount for purchasing more books ?

(c) How many books are there at present in the Library ?

شری دگمبر راؤ بندو۔ ہائیکورٹ اور ماتحت عدالتوں کیلئے الگ الگ براؤن (Provision) نہیں ہے۔ ایک ہی براؤن ۱۵ ہزار روپے سالانہ کا ہے۔ جملہ ضروریات کے لحاظ سے یہ رقم کچھ کم ہے۔ چنانچہ حال ہی میں (۶۰) ہزار روپے کتابیں خریدنے کیلئے دئے گئے ہیں۔ جس سے ہائیکورٹ اور ماتحت عدالتوں کیلئے لا جرنل (Law Journals) اور لا بکس (Law Books) خریدنے جائینگے۔ فی الوقت ہائیکورٹ لائبریری میں (۲۵۸۳۶) کتابیں ہیں۔

شری گوپال راؤ اکبوتے۔ (۶۰۰۰۰) کی گرانٹ صرف ہائیکورٹ لائبریری کیلئے ہے یا ماتحت عدالتوں کیلئے بھی ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو۔ سب کیلئے ہے۔

श्री जगन्नाथराव चंदरकी (यादगीर जनरल) :-मातहत अदालतों में लायब्ररीज भी नहीं है क्या यह मिनिस्टर साहब को मालूम है ?

شری دگمبر راؤ بندو۔ میں جاننا ہوں۔ معصوم کتابیں جسے کامنٹریو غیرہ بھی نہیں ہیں

श्री. भगवंतराव गाढे :-हायकोर्ट को किताबे खरीदन के लिये जो रक्कम दी जाती है क्या उसमे मातहत की अदालतों को भी रक्कम दी जाती है ?

شری دگمبر راؤ بندو۔ ہاں رقم ہائیکورٹ کے نفوض ہر قی ہے جہاں سے ماتحت عدالتوں کا انتظام ہوتا ہے۔

شری سید حسن۔ کیا ہر عدالت کے لئے رقم کی مقدار مختص ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو۔ ہر عدالت کیلئے علاحدہ گنجائش نہیں ہے۔ ہائیکورٹ کو یہ رقم دی جاتی ہے۔ ہائیکورٹ اپنی ماتحت عدالتوں کو حسب ضرورت تقسیم کرتا ہے۔

شری جے۔ رام ریڈی (نرسا پور)۔ ہائیکورٹ کو جو رقم دی گئی ہے ہائیکورٹ اسے اپنی کتنی ماتحت عدالتوں میں تقسیم کرتا ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو۔ یہ اس وقت نہیں کہا جاسکتا۔

श्री. जगन्नाथराव चंदरकी :-क्या गव्हर्नमेंट को बिसका बिल्म है कि जो मातहत अदालते है उनको निगलेक्ट (Neglect) किया गया है और वहां की लायब्ररीज ठीक तरह से नहीं रही है ?

شری دگمبر راؤ بندو۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ تحت کی عدالتوں کی لائبریریاں واقعی نگلیکٹڈ (Neglected) حالت میں ہیں۔ چیف جسٹس نے بتایا ہے کہ معمولی کتابیں بھی نہیں ہیں۔ اس لئے ۶۰ ہزار روپے کی ٹرانٹ اب منظور کی گئی ہے۔

شری دگمبر راؤ بندو۔ کم از کم کامنٹریز (Commentaries) اور اے آئی۔ آر (A. I. R.) بہ ضروری ہیں۔ جو گنجائش منظور کی گئی ہے اس سے یہ کتابیں مہیا کی جائیں گی۔

شری دگمبر راؤ بندو - میں نے سنا ہے کہ بعض عدالتوں نے اس طرح عمل کیا ہے۔ باہر کی انڈیا میں کیا نئے وکلاء نے بھی مدد کی ہے۔

شری : گمراہ و پندو۔ توجہ کرنے کا سوال نہیں ہے۔ سوال تو رقمی گنجائش کا ہے۔

*107 (151) *Shri Gopal Rao Ekbote* : Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(b) How many books each library has ?

(c) Does the Government propose to sanction more amount to purchase more books for these libraries?

(d) What is the annual amount sanctioned for every District and Taluqa Court ?

شری دگمبر راؤ بندو۔ میں نے اس سے پہلے کے سوال کا جواب دیتے ہوئے یہ تفصیل بتائی ہے کہ تینہ نئی عدالتوں میں بھی لائبریریز (Libraries) ہیں۔ جزو بی کا جواب یہ ہے کہ ہائیکورٹ میں اسکا ریکارڈ نہیں ہے۔ اور اس عرصہ میں اسکے فیکرس (Figures) جمع نہیں کئے جاسکے۔ جزو سی کا جواب یہ ہے کہ مارچ سنہ ۲۰۰۳ء میں (۶۰) ہزار روپیہ کا سبلیمنٹری گرانٹ (Supplementary grant) لاجرنلس (Law Journals) اور لایکس (Law Books) کی خریدی کیلئے منظور کیا گیا ہے۔ یہ کتابیں ہائیکورٹ اور تحت کی عدالتوں کیلئے خریدی جائیگی جزو ڈی کا جواب یہ ہے کہ تحت کی عدالتوں کیلئے علیحدہ علیحدہ رقم کی منظوری نہیں دیجاتی ہے بلکہ ہائیکورٹ اپنی صوابدید سے رقم تقسیم کرتا ہے۔

شری گوہال راؤ اکبوتے۔ - تحت کی عدالتوں میں سنٹرل لا (Central Law) اور لا جرنلس نہیں ہیں کیا اسکا آپکو علم ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو۔ ہاں یہ صحیح ہے ۔

شری اے۔ راج ریڈی (سلاطین آباد)۔ چیف جسٹس صاحب جب کریم نگر کے دورے پر آئے تھے تو اس بارے میں انکے ناس رپریزنٹیشن (Representation) کیا گیا تھا ۔ انہوں نے اس بارے میں کوئی تسفی بخش جواب نہیں دیا کہ انکو اس کا علم ہے؟

شری دگمبر راؤ بندو۔ کریم نگر کے تعلق سے نہیں بلکہ عام طور پر انہوں نے اس کا ذکر کیا تھا کہ عدالتوں کا معیار بڑھانا چاہئے ۔ وکلاء کے ناس لائبریریز ہونی چاہئیں تاکہ وہ اچھی طرح سے تیار ہو کر آسکیں اور عدالتوں میں بھی کتابیں مہیا ہونی چاہئیں تاکہ انصاف رسائی میں سہولت ہو ۔

OFFICE OF THE ADVOCATE GENERAL

*108 (151) *Shri Gopal Rao Ekbote* : Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(a) What is the staff given to Advocate General's Office ?

(b) What amount is spent annually on this office ?

(c) Has the Advocate General a separate library ? If so, what is the amount spent on it ? Is there any annual expenditure incurred on this library ?

شری دگمبر راؤ بندو۔ ایڈوکیٹ جنرل کے پاس اسوقت ایک سکند گریڈ کلرک اور ایک سکند گریڈ اسٹنووہ ۔ دو تھرڈ گریڈ کارکس اور ایک تھرڈ گریڈ ٹائیپسٹ ہے ۔ جزو بی کا جواب یہ ہے کہ ایڈوکیٹ جنرل اور دوسرے ہائیڈرس کیلئے جو انکے تحت کام کرتے ہیں سنہ ۵۲-۵۲ کیلئے (۲۰۶۸۰۰) کی منظوری دی گئی تھی ۔ اس میں وہ ہائیڈرس بھی شامل ہیں جو اضلاع میں کام کرتے ہیں ۔ سنہ ۵۲ میں دو لاکھ کی منظوری انکے ٹی۔ اے وغیرہ کیلئے دی گئی ہے ۔ چونکہ انکا دفتر ہائیکورٹ میں ہے اسلئے الگ کرایہ وغیرہ کا سوال نہیں ہے ۔ جزو سی کا جواب یہ ہے کہ ایڈوکیٹ جنرل کیلئے کوئی الگ لائبریری نہیں ہے اسلئے وہ ہائیکورٹ کی لائبریری سے استفادہ کرتے ہیں ۔ رقمی منظوری سے متعلق سپاٹنٹری گرانٹ کا جو فیگر میں نے ابھی دیا ہے اس میں سے ہائیکورٹ کچھ رقم انکے لئے بھی اپنی صوابدید سے منظور کرتی ہے ۔

شری گوپال راؤ اکبوتے ۔ کیا ایڈوکیٹ جنرل کے تحت جونیئر ایڈوکیٹس (Junior Advocates) بھی کام کرتے ہیں ؟

شری دگمبر راؤ بندو۔ ہاں ۔

شری گوپال راؤ اکبوتے ۔ کتنے ہیں ؟

شری دگمبر راؤ بندو - دو ہیں -

شری گوپال راؤ اکبوتے - انکا تقرر ٹمبرری (temporary) ہے یا ہر مینٹ (Permanent) ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو - بہ تقرر حکومت نے نہیں کیا ہے ۔

شری گوپال راؤ اکبوتے - کیا ایڈوکیٹ کے تقرر کرائے کوئی قواعد نہیں ہیں -

شری دگمبر راؤ بندو - ایڈوکیٹ جنرل کا تقرر ہوا ہے۔ چونکہ جونیر ایڈوکیٹس کا تقرر نہیں ہوا اسلئے اسکے قواعد نہیں ہیں ۔

شری گوپال راؤ اکبوتے - پھر ایڈوکیٹ جنرل اور جونیر ایڈوکیٹس کا کیا سمبندھ (संबंध) ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو - وہ زار ہدایت ایڈوکیٹ جنرل کام انجام دیتے ہیں ۔

شری گوپال راؤ اکبوتے - کیا یہ صحیح ہے کہ ایڈوکیٹ جنرل خود کام نہیں کرتے بلکہ صرف اپنے جونیئرس سے کام لاتے ہیں ؟

شری دگمبر راؤ بندو - بعض مرتبہ ایسا کرنا پڑتا ہے ۔

شری عبدالرحمن (مک پیٹھ) - ایڈوکیٹ جنرل کو علاوہ تنخواہ کے بعض مقدمات میں محنتانہ بھی دیا جاتا ہے

مسٹر اسپیکر - بہ انفرمیشن ہے

شری دگمبر راؤ بندو - ہاں دیا جاتا ہے ۔ ان کے ٹرمس آف اپوائنٹمنٹ (Terms of Appointment) کے لحاظ سے بعض اہم مقدمات میں دیا جاتا ہے ۔

SPECIAL PROSECUTING OFFICERS

*109 (155) *Shri Shrihari (Kinwat)* : Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(a) The number of Special Prosecuting Officers working all over the State ?

(b) The number of S.P.Os. attending more than one court ?

(c) Whether any special salary is granted for them ?

(d) Whether the Special Prosecuting Officers were given any grade during the last three years ?

شری دگمبر راؤ بندو - امپینل پراسکیوٹنگ آفیسر کی جملہ تعداد (۶۰) ہے .. جن میں سے دو عدالتوں میں کام کرنے والوں کی تعداد (۴۷) ہے .. ان کے لئے کوئی امپینل سیلری (Special salary) مقرر نہیں ہے - انہیں فکسڈ سیلری (Fixed salary) (۲۵۰) روپیہ دی جاتی ہے -

شری انت ریڈی - ان کا تقرر ٹمپری (Temporary) ہے یا پرمیننٹ (Permanent) ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو - ٹمپری ہے -

شری جگناتھ راؤ چندر کی .. اون پراسکیوٹنگ آفیسر کو جو ایک سے زیادہ عدالتوں میں کام کرتے ہیں ایک عدالت سے دوسری عدالت میں جانے کے لئے دو دن ضائع کرنے پڑتے ہیں - کیا آپ کو اس کا علم ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو - ہاں ایسی شکایتیں آتی ہیں .. ان کو جوٹی - اے ایصال کیا جاتا ہے اس کا حساب کر کے بتایا گیا ہے کہ اس صوفہ کے لحاظ سے ہر عدالت میں ایک جونیئر پراسکیوٹنگ آفیسر مقرر کیا جاسکتا ہے - میں نے اس بارے میں آئی - جی .. پی کو لکھا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ خرچ جوٹی - اے کا ہو رہا ہے اس میں یہ ہو سکتا ہے -

شری گوپال راؤ اکبوتے - کیا یہ پراسکیوٹنگ آفیسر پولس کے تحت کام کرتے ہیں ؟

شری دگمبر راؤ بندو - چونکہ مقامات میں قانونی مسائل ہوتے ہیں اس لئے مناسب تصور کیا جاتا ہے کہ پولس ان کے مشورہ سے کام کرے -

شری جگناتھ راؤ چندر کی - دوسری عدالتوں میں بھی کام کرنے کی بنا پر تین تین دن تک پراسکیوٹنگ آفیسر عدالت میں حاضر نہ ہونے سے کیا ہلک کو تکلیف نہیں ہوتی ؟

شری دگمبر راؤ بندو - اسی وجہ سے اسپر غور کیا جا رہا ہے کہ ہر عدالت کیلئے ایک مختص پراسکیوٹنگ آفیسر مقرر کیا جائے .. اس بارے میں آئی - جی - پی کو لکھا گیا ہے -

شری بی - ڈی - دیشمکھ (بھوکردن - عام) - کیا ان کے لئے علیحدہ لائبریری کا انتظام نہیں ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو - ہر ایک کیلئے الگ الگ لائبریری نہیں کی جاسکتی - عدالت میں لائبریری ہوتی ہے اس سے یہ لوگ استفادہ کر سکتے ہیں -

شری بی - ڈی - دیشمکھ - کیا ان کے لئے کسی منشی وغیرہ کا انتظام ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو - منشی وغیرہ کا انتظام نہیں ہے -

श्री. भगवंतराव गाढे :—डी. यस. पी. और कलेक्टर के मातेहत रहते है और वे पूरी तरहसे किसी अंक को जिम्मेदार नही रहते है जिसलिये मुष्किलात पेश आती है।

श्री दगंबर राऊ बन्दो- हर अफसर अंक तरह से डमे दार हुना है - डी - इस -
 है अन्के अफसर है - معمولी طور पर अन्का فرض है के ओन के हदाबत की تعمिल करे
 कक्कर چونके ला अन्ड अर्डर क्साँ ضلع का اعلى افسر हुता है اسائے جہاں ان سے مشورہ حاصل
 کرنا ضروری ہو حاصل کیا جانا ہے جیسا کہ میں نے کہا کہ قانونی امور میں انڈوکٹ
 جنرل سے ہدایات لینا ضروری ہوتا ہے -

श्री गोपाल राऊ ایکोٹे- کہا ایسے بھی براسکیوٹنگ آفیسر ہیں جنہوں نے کوئی
 قانونی استعجان پاس نہیں کیا ہے ؟

श्री दगंबर राऊ बन्दो- میرے علم میں نہیں ہیں -

श्री अन्त रीड- अन्को परमिन्ट (Permanent) کرنے के बारे
 में भी غور हो रहा है या नहीं ?

श्री दगंबर राऊ बन्दो- به بات میرے علم میں نہیں ہے -

श्री जगन्नाथ राऊ चन्द्रकी- अन्का तبادله भी होकरता है या नहीं ?

श्री दगंबर राऊ बन्दो- नहीं हुता -

श्री जगन्नाथ राऊ चन्द्रकी- کیا به صحیح ہے کہ وہ پولس کے تحت رہنے کو پسند
 نہیں کرتے ؟

श्री दगंबर राऊ बन्दो- یہ بات میرے علم میں نہیں ہے -

CASES AGAINST COMMUNIST PARTY WORKERS

*110 (189) *Shri K. Venkatrama Rao* (Chinakondur) : Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(a) The number of cases instituted against the workers of the Communist Party in Telengana since Police Action ?

(b) The amount spent on these cases ?

(c) The number of cases yet pending ?

(d) The number of cases and the persons, in which the accused were acquitted or convicted ?

श्री दगंबर राऊ बन्दो- جزو اے کا جواب یہ ہے کہ ایسے مقدمات کی تعداد (۳۸۵)
 ہے - جزوی کا جواب یہ ہے کہ بطور خاص ان مقدمات کیلئے کوئی رقم صرف نہیں کی گئی
 کیونکہ پولس با عدالت کا جو اسٹاف عام طور پر مقرر ہے اسی نے ان مقدمات کے مسلحانہ

میں کام انجام دنا ہے۔۔ جزو سی کا جواب یہ ہے کہ (۱۶۹) کیس عدالتوں میں بندنگ (Pending) ہیں۔۔ جزو ڈی کا جواب یہ ہے کہ جو مقدمات خارج ہوئے انکی تعداد (۲۱۸) ہے جنہیں (۴۵۶) آدمی بری کئے گئے۔ ایسے کیس کی تعداد جو کنوکٹ (Convict) ہوئے (۹۸) ہے اور انہیں جو لوگ کنوکٹ ہوئے انکی تعداد (۱۶۹) ہے۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ جزو بی میں پوچھا گیا ہے کہ ”دی امونٹ اسپنڈ آن دیز کیس“ (The Amount spent on these cases) میں سمجھتا ہوں کہ اسپیشل کورٹس (Special courts) وغیرہ میں خرچہ کافی کیا گیا ہے۔ اگر کیا گیا ہے تو کتنا کیا گیا ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو۔ اسپیشل کورٹس بھی ان مقدمات کیلئے نہیں قائم کئے گئے تھے۔ اسلئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ان عدالتوں میں جو خرچ ہوا ہے وہ ان مقدمات سے متعلق ہے۔

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ قتل کے کیس جو اس سلسلہ میں آئے ہیں اون میں ڈیفنس (Defence) کیلئے حکومت کی طرف سے کتنی امداد دی گئی ہے ؟

شری دگمبر راؤ بندو۔ جن کیس میں عدالتیں سفارش کرتی ہیں کہ ڈیفنس کیلئے کچھ دیا جانا ضروری ہے تو حکومت امداد کرتی ہے۔

PUBLIC SECURITY MEASURES ACT

*111 (190) Shri K. Venkatrama Rao: Will the hon. Minister for Home be pleased to state:

(a) the number of people interned and those externed under the Public Security Measures Act, before the present Government came into power ?

(b) the number of detention warrants issued under the Preventive Detention Act in this period and the names of the Detenus ?

(c) Whether it is a fact that only the members of political parties were interned, externed or detained and that no black marketeer was dealt with under the above Acts ?

شری دگمبر راؤ بندو۔ سوال کا مفہوم ٹھیک طور پر سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔ منشا اگر پوچھنے کا یہ ہے کہ اس گورنمنٹ کے فارمیشن (Formation) کے پہلے پبلک سیکورٹی میژس ایکٹ (Public Security Measures Act) تحت کیا عمل ہوا ہے تو میرا جواب یہ ہے کہ دراصل اس گورنمنٹ کے باور (Power) میں آنے کے کچھ مدت پہلے سیکورٹی میژس ایکٹ نافذ کیا گیا۔ ہم نے آج تک جو عمل

کیا ہے وہ یہ ہے کہ (۱۷) اکسٹرنمنٹ آرڈرس (Externment orders) اس کے تحت انڈیو (Issue) ہوئے لیکن کوئی انٹرنمنٹ آرڈر (Internment order) انڈیو نہیں ہوا ۔

(بی) کا جواب یہ ہے کہ (۱۱۶) ڈیٹینشن آرڈرس (Deteniton orders) انڈیو ہوئے ۔

(سی) کا جواب یہ ہے کہ انٹی سوشیل اکیٹیویٹیز (Anti-social activities)

اور سب ورشو ایکٹیویٹیز (Subversive Activities) میں جن لوگوں کا حصہ رہا با جن کے بارے میں بہ اندیشہ ہوا کہ وہ آئندہ بھی اسی طرح کیا کرینگے انکے بارے میں کلکٹرس نے اپنے سروابدید پر احکام جاری کئے ہیں ۔

شری وی ۔ ڈی ۔ دبشپانڈے ۔ اس میں ایک سوال یہ بھی بوجھا گیا تھا کہ کسی بلاک مارکٹیر (Black-marketeer) کو اس کے تحت کیوں ڈیٹین (Detain) نہیں کیا گیا ؟

شری دگمبر راؤ بندو ۔ صرف ایک کیس کے بارے میں مجھے معلوم ہوا تھا ۔ ڈیٹینشن (Detention) کے لئے لکھا گیا تھا لیکن آدمی ایک عرصہ تک مفرور رہا ۔ جب آرڈر کیانسل (Cancel) ہوئے تو اس کا آرڈر بھی کیانسل کیا گیا ۔ اس وجہ سے ایک بھی بلاک مارکیٹیر ڈیٹینشن (Detention) میں نہیں ۔

شری بھگونت راؤ گنبھیر اؤگاڑھ ۔ جن لوگوں کو ڈیٹین (Detain) کیا گیا کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ اون میں کوئی بلاک مارکیٹیر نہیں تھا ؟

شری دگمبر راؤ بندو ۔ آرڈرس (Orders) میں اسکی صراحت نہیں ۔

SHORT NOTICE QUESTION AND ANSWER

Mr. Speaker : We have finished half-an-hour on questions. We shall now take up a short-notice question given notice of by Shri V. B. Raju.

Shri V. B. Raju (Secunderabad-General) : Will the hon. Minister for Labour, Commerce & Industries be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that 136 workers of the Allwyn Metal Works are retrenched ?

(b) Whether the above workers are observing sitting Satyagraha ?

(c) If so, what is the action that the Government has taken ?

श्री. विनायकराव विद्यालंकार (मिनिस्टर फार कार्मस अँड इण्डस्ट्रीज अँड लेबर) :-

‘अ’ का जबाब यह है कि १३६ वर्कर्स रिट्रेंच नहीं किये गये. बल्कि रिट्रेंच होनेवालों की तादाद ४८ है. ‘बी’ का जबाब यह है कि ये ४८ वर्कर्स ९ तारीख से कलकत आल्बिन मेटल वर्क्समें सिदिंग सत्याग्रह करते रहे.

‘सी’ का जबाब यह है कि लेबर आफिसर्स ने इस बारे में तहकीकात की वहां के मेनेजमेंट का कहना है कि ये सब के सब टेंपरी वर्कर्स हैं. फ़ैक्टरीमें काम कम होने की वजह से अन्होंने यह तसफीया किया कि अिनकी मुद्तेमुलाजिमत अेक साल से कम है अुनको रिट्रेंच किया जाय. इस वजह से ये रिट्रेंचमेंट किया गया.

Shri V. B. Raju : Have not some workers been retrenched before this ?

श्री. विनायकराव विद्यालंकार :-असका मुझे अिल्म नहीं. लेकिन हाल में जो रिट्रेंचमेंट हुवा वह अिन्ही ४८ आदमियों का था.

Shri V. B. Raju : Who is the present manager of the Factory ?

श्री. विनायकराव विद्यालंकार :-फ़ैक्टरी के मेनेजर गोरे हैं । अूपर की कार्रवाजी को देखने के लिये अीरानी को बुलाया गया जो असके पहले थे. मेनेजिंग डाअीरेक्टर तारापोरवाला है.

Shri V. B. Raju : Is Mr. Tarapoorewala, the Secretary of the Nizam, looking after the affairs of the factory ?

Shri Vinayak Rao Vidyalkar : I do not know whether he is the Nizam's Secretary.

Shri V. B. Raju : Has not the Government got some 51 % of the shares in the factory ?

Shri Vinayak Rao Vidyalkar : Yes.

Shri V. B. Raju : Is not the Chairman of the Board of Directors a Government nominee ?

Shri Vinayak Rao Vidyalkar : Yes.

Shri V. B. Raju : What is the Government doing then ?

Shri Vinayak Rao Vidyalkar : The Government has nothing to do with it, because it is a dispute between the management and the workers. It is not such a big dispute in which Government should interfere now.

Shri V. B. Raju : The Government has 51% of the shares in the factory ; the Secretary, Commerce & Industries Dept. is the Chairman of the Board of Directors ; this factory was once closed and the Government got it opened ; the Government is conversant with the working of the factory and is in charge of it. In view of all these things, is it not the duty of the Government to look after the factory ?

Mr. Speaker : The hon. member is giving information.

Shri V. B. Raju : Mr. Speaker, Sir, The Minister has said that the dispute is a matter between the management and workers. I am trying to answer the Minister and impress upon him that the Government has interests in it and so I want to know whether it is not the duty of the Government to look after them.

श्री. विनायकराव विद्यालंकार :—मेरा ख्याल है कि सवाल करनेवाले ने कहा है कि मैं मिनिस्टर साहब को जवाब दे रहा हूँ तो मैंने कोई सवाल नहीं किया था जिसका जवाब देना पड़े.

شری جگناتھ راؤ چندر کی - تارا پور والا وہاں کب سے ہیں ؟

श्री. विनायकराव विद्यालंकार :—दो महीने से है.

شری جگناتھ راؤ چندر کی - اس کے پہلے مینجمنٹ کس کے ہاتھ میں تھا ؟

श्री. विनायकराव विद्यालंकार :—जिसके पहले अल्लाबुद्दीन के हाथ में था.

شری جگناتھ راؤ چندر کی - کیا علاؤ الدین کے تحت اور بی ایٹسٹریز میں جن میں گورنمنٹ کا اثر ملتا ہے -

Mr. Speaker : The hon. Member is going beyond the scope of the question.

Shri V. B. Raju : Has not the Nizam invested about Rs. 25 lakhs in the factory ?

Mr. Speaker : How do all these things arise in connection with the question ?

شری وی۔ بی۔ راجو - دیسپانڈے - کیا حکومت اس بات کی کوشش کر رہی ہے کہ حتی الامکان رٹرنچمنٹ اور ان امپلائمنٹ کو روکنے کے لئے کوئی تدبیر کی جائے ؟

श्री. विनायकराव विद्यालंकार :—जब से मैंने चार्ज लिया है उस वक्त से अबतता मैं जिस फिकर में हूँ कि किस तरह अनअम्प्लायमेंट को रोका जाय. जहाँ तक अिन ४८ आदमीयों का ताल्लूक है यह सवाल अंडर कन्सीडरेशन (Under Consideration) है. कन्सीलेशन आफिसर जिसके बारे में तहकीकात कर रहे हैं. उनको जिसको आर्डर दिया गया है कि उन लोगों को रीअिन्स्टेट (Reinstate) किया जाय कन्सीलेशन शुरू होने के बाद जिसका नतीजा मालूम होगा.

شری جی - سری راملو (متنہی) - نہ ڈبازمنٹ کب سے آنریبل منسٹر کے نفویض ہوا ہے -

شری. وینایکراو ویدالکار :- اس کے متعلق اگر ادا شدہ سوال کیا جائے تو جواب دے گا۔

شری ایم - پچا - ابھی ابھی آنریبل منسٹر نے کہا کہ ڈسپوٹ ورس اور منجیمٹ درمیان میں گورنمنٹ انٹرفیر کرنا نہیں چاہتی - تو میں پوچھتا ہوں کہ کب وہ اسٹیج (Stage) آگیا جب گورنمنٹ اس معاملہ میں انٹرفیر (Interfere) کرے گی ؟

شری. وینایکراو ویدالکار :- میں نے یہ نہیں کہا کہ گورنمنٹ انٹرفیر کرنا نہیں چاہتی۔ گورنمنٹ تو انٹرفیر کر چکی ہے۔

شری مخدوم محی الدین (حضور نگر) - میں آنریبل منسٹر سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ (۴۸) آدمیوں کو جو نکالا گیا - اور بھی مزدوروں کو اس سے پہلے نکالا گیا اور یہ کہا گیا کہ کارخانہ نقصان میں اور انڈر کیپاسٹی (Under capacity) میں چل رہا ہے تو کیا اس سلسلہ میں حکومت تحقیقات کرے گی کہ مزدوروں کو کس طرح واپس لیا جائے ؟ وہاں (۲۷) لاکھ روپیہ لاکڈ اپ (Locked up) کیا گیا ہے اس لئے حکومت کو خاص طور پر آلودن سٹل ورکس کے مزدوروں اور بیروزگاری کے متعلق سوچنا چاہئے -

شری. وینایکراو ویدالکار :- اس کے لیے حکومت نے پہلے ہی سوچا اور اب بھی سوچ رہی ہے۔ اس کے لیے کوئی کپیٹل لگانے والا آدمی ہم دھڑکتے رہے۔ تارا پور والا نے اس کو لے لیا اور اس میں دس لاکھ روپے لگایا۔ اس وقت وہ کمپنی نوکسان میں نہیں چل رہی ہے پہلے اس کمپنی کی حالت بہت بُری اور تباہی ناک تھی۔

UNSTARRED QUESTIONS AND ANSWERS.

COMPLAINTS CORRUPTION

*112 (231) *Shri Bhagwan Rao Boralkar* (Basmath-General) : Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(a) Whether any complaints regarding corruption and malpractices against the Police Sub-Inspectors and other lower officers were received by the D.S.P. of Parbhani district and other higher officers during 1952 ?

(b) If so, what is the number of such cases ?

(c) Whether all the complaints have been investigated ?

(d) How many of them have been found to be genuine ?

(e) What action has been taken in such cases ?

(f) Whether the complainants have been informed of the action taken on their applications ?

. *Shri Digamber Rao Bindu* : Yes (b) 78 (c) 21 are still under investigation (d) only 8 complaints were partly proved. (e) Department action, consistant with the nature and degree of default was taken against the delinquents. (f) No.

UNCLAIMED ARMS

*113 (283) *Shri Syed Hasan* : Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(a) Whether any limit has been imposed on the purchase of unclaimed arms from the various dumps, by any individual Senior Police Officer ?

(b) What is the number of unclaimed weapons purchased by Mr. Krishna Menon, D.I.G. and at what price ?

Shri Digamber Rao Bindu : No. In fact the only limitations are : (1) Number of weapons covered by the licence. (2) Availability of the type of weapons in the dump. (b) One 30 spring field rifle for the price of Rs. 20 assessed for it by the Valuation Committee appointed to fix prices of unclaimed weapons.

ARMS LICENSES

*114 (284) *Shri Syed Hasan* : Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(a) What is the policy of Government of issue of Arms licenses ?

(b) Is there any communal percentage prescribed for this purpose ?

(c) What is the community-wise ration of the licenses issued from January, 1948 to January, 1950 ?

Shri Digamber Rao Bindu : The grant of arms licences is governed by the Indian Arms Act and Rules now extended to this State. Ordinarily licences are granted for sport, self-protection, crop protection, etc. (b) No. (c) Does not arise,

R. T. D. EMPLOYEES

*115 (202) *Shri L. K. Shroff (Raichur)*: Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(a) What are the service conditions of the employees of the R.T.D. ?

(b) Whether they are given a weekly day of rest with pay ?

(c) Whether there are sufficient number of drivers and conductors to man all the services along the different routes ?

(d) Whether it has been brought to the notice of the hon. Minister that due to shortage of drivers and conductors in Raichur, they have been working without any holidays ?

Shri Digamber Rao Bindu : (i) The conditions of service or employees who were in service on 1-11-1951 viz., the date of separation of the Department from the Railway are the same as those obtaining for them previously on the ex-N.S. Railway. (ii) The conditions of service of persons entertained in service after 1-11-1951 are governed by the H.C.S.Rs. (b) All Staff in the Central Workshop's depots situated in Headquarters area, and administrative and accounts officers, and drivers and conductors at all depots are allowed weekly holidays. All other staff e.g. Mechanical staff of Depts. are at present allowed a day off once in every 21 days. (c) Yes (d) No. Please see the answer to (b) above.

PASSENGER TRAFFIC IN BUSES

*116 (208) *Shri L. K. Shroff*: Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(a) Whether there is heavy congestion in the passenger traffic on many of the routes of the R.T.D. buses ?

(b) How do the Government propose to ease the congestion ?

(c) What is the policy of the Government with regard to allowing private bus services also to operate along routes where the R.T.D. is unable to cope with the traffic ?

Shri Digamber Rao Bindu : There is no congestion in the passenger traffic on mufussil routes ; but there is heavy traffic during peak hours on the suburban routes. (b) Stesd

will be taken to increase the frequency of the services, as far as possible, on the suburban routes wherever and whenever it is necessary to do so. (c) Government do not consider it necessary to permit private buses over R.T.D. routes in view of the measure they have already taken and propose to take to relieve congestion *vide* (b) at above.

THEFT IN MANTHANI GODOWN

*117 (139) *Shri G. Sreeramulu* : Will the hon. Minister for Agriculture and Supply be pleased to state :

Whether it is a fact that theft was committed in the Manthani Godown one month back ?

The Minister for Agriculture, Supply, Planning, Development and Legislative (Dr. Channa Reddy) : No.

COLLECTION OF DUES

*118 (139-A) *Shri G. Sreeramulu* : Will the hon. Minister for Agriculture and Supply be pleased to state :

How, much the Millowner at Manthani, Mr. Are Kantham owes to the Government Corporation and what steps the Government or the H.C.C.C. have taken so far to collect it ?

Dr. Channa Reddy : The rice Millowner at Manthani is Mr. Laxmikantham and not Mr. Are Kantham. A sum of Rs. 1,21,405-11-8 is recoverable from him. Steps are being taken by the Collector to recover the dues.

COLLECTION OF LEVY

*119 (139-B) *Shri G. Sreeramulu* : Will the hon. Minister for Agriculture and Supply be pleased to state :

(a) the total collection of levy this year in Manthani taluq ?

(b) the present stock of foodgrains in Manthani Godowns including last year's balance, if any ?

(c) The quantity left in the Godown for the local needs and consumption ?

Dr. Channa Reddy : (a) This year up to 19-2-1953, 8,831 Maunds of paddy have been collected under levy in Manthani taluq.

(b) The stocks at Manthani on 19-2-1953 were as follows:-

| | | | |
|-------------|----|-------|---------|
| Paddy | .. | 1,972 | maunds. |
| Rice | .. | 32 | „ |
| Wheat | .. | 10 | „ |
| White Jawar | .. | 1,124 | „ |

There are no stocks of last year. (c) The stocks mentioned above are meant for local needs and consumption.

PROHIBITION OF WOMEN

*120 (28) *Shri M. Buchiah :* Will the hon. Minister for Law and Endowments be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that women are prohibited from entering the precincts of the grave of the Saint in Darga Sharief in Gulberga.

(b) If so, the reason for such discrimination ?

(*Shri K. Venkat Ranga Reddy*) Minister for Excise, Customs, Forest & Revenue : (a) Yes, not only women in general but even the women belonging to the family of the Saint himself are not allowed to enter the Darga Sharif in Gulberga. (b) The theologians differ on the point whether women could be allowed to enter the tombs for Fatheha or not, by the general practice is that they pay their respect and offer Fatheha from a respectable distance. Mixing with men and laying wreaths themselves on the grave are not allowed because the practices and the discipline observed in the life time of the Saint should also be adhered to while visiting their tombs. It is for this reason that women are not allowed to enter not only the Darga Sharif of Gulberga but also the other Dargas.

GOVERNMENT GRANTS

*121 (166) *Shri Srihari :* Will the hon. Minister for Law and Endowments be pleased to state :

(a) The number of religious institutions receiving Government grants in Adilabad district ?

(b) Whether Government have checked the accounts of the Gopal Krishna Math at Adilabad ?

(c) What is the income and expenditure of the above Math during the last five years ?

(d) Whether there is any local Committee to manage its property ?

Shri K. Venkat Ranga Reddy: (a) the total number of religious institutions getting Government Grant in Adilabad district is 44, (b) The accounts for the Mahal-e-Shart amount of Shri Gopal Krishna Math in Adilabad have been checked by Tahsil Office and found correct., (c) details regarding the income and expenditure of the Math during the last five years are as follows :

| Srl. No. | Year | | Income | Expenditure |
|----------|---------|----|--------|-------------|
| | | | Rs. | Rs. |
| 1. | 1948-49 | .. | 6,299 | 5,871 |
| 2. | 1949-50 | .. | 6,074 | 5,742 |
| 3. | 1950-51 | .. | 6,078 | 5,742 |
| 4. | 1951-52 | .. | 6,332 | 5,445 |
| 5. | 1952-53 | .. | 3,189 | 3,189 |

(d) for the present there is no local committee appointed for the management of this Math. This matter, however, is under consideration of the concerned Tahsil.

EVICTIION OF TENANTS

41 (27) *Shri Ch. Venkatrama Rao:* Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(a) Whether it is a fact that Shanker Rao, a local Congressman of Cherla Gouraram in Nalgonda taluqa evicted the tenants by name Chintala Maisayya, Komsali Lingayya and Mangali Ramalingayya and Harijan Tirpatayya in the month of December, 1952 ?

(b) Whether it is also a fact that all the aforesaid persons were forcibly taken to the Police Station by the Police on 5-12-1952 and forced to affix their signatures on paper relinquishing their rights ?

(c) Whether they were beaten severely by the police to affix their signatures ?

(d) Whether any representation was made in this matter ?

(e) If so, what action has been taken in that regard ?

Shri Digambar Rao Bindu : (a) A complaint was lodged by Shri Shankar Rao against Chintala Maisayya and other ryots for trespassing into his land Survey No. 104 and trying to cultivate it.

(b) They followed the Head Constable to appear before the Sub-Inspector and represented their claims. The Sub-Inspector in the course of his enquiry recorded the statement of one Anmola Sambiah to the effect that they got into the land of the petitioner and started cultivating it with the permission of the Mali Patel. This statement was corroborated by the other ryots. In this statement, there was no mention of relinquishing possession of the land.

(c) No.

(d) The four ryots appeared before the D.S.P. on 18-12-52 and presented a petition along with a D.O. of the Special Social Service Officer stating that the police brought them to Nalgonda promising to get their grievances redressed, beat them, and obtained an undertaking from them not to get into the land.

(e) The petition was enquired into and the enquiry revealed that the allegations were false.

R.T.D. DEPOTS

42 (28) *Shri Ch. Venkatrama Rao :* Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(a) Whether the Government intend to shift the R.T.D. depot of Mahbubnagar and Yadgir ?

(b) Whether the Government is going to shift any other R.T.D. depots in the districts ?

(c) If so, why ?

Shri Digambar Rao Bindu : (a) No.

(b) No such proposal is under consideration.

(c) Does not arise.

ARREST BY POLICE

43 (29) *Shri Ch. Venkatrama Rao* : Will the hon. Home Minister be pleased to state :

(a) Whether Mr. Md. Yousuf of Bapuji Hotel of Nalgonda district proper was arrested by the police on 28-12-1952 ?

(b) Whether it is a fact that he was man-handled by the police in the Police station ?

(c) Whether it is also a fact that he was forced to walk hand cuffed on the roads of Nalgonda town ?

(d) If so, for what reasons ?

Shri Digambar Rao Bindu : (a) Yes. He was arrested on a complaint made by one R. Mallayya who was beaten and injured by Mohd. Yousuf on 28th December, 1952 ?

(b) No.

(c) No.

(d) Does not arise.

LANGUAGE IN SUBORDINATE COURTS

44 (143) *Shri Gopal Rao Ekbote* : Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(a) Has the Government decided the question of language to be used in the subordinate courts ?

(b) What language is used at present in the Courts ?

Shri Digambar Rao Bindu : (a) At present both Urdu and English languages are used in the subordinate courts.

(b) The Hyderabad (Language of Judgements and Orders) Act, 1950, authorise the Presiding officers of Civil and Criminal Courts to record any judgement and order in the English language. Option has been given to the Magistrates to take down the evidence in Urdu or in English. The District and Sessions Judges record evidence, proceedings and pass orders and judgements in English language.

GOVERNMENT ADVOCATES

45 (153) *Shri Gopal Rao Ekbote* : Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

(a) How many Government Advocates are there in the High Court—Have they a separate office ? What is the staff ?

What amount is spent annually on this office? Is the staff sufficient?

Shri Digambar Rao Bindu : There are 8 Government Pleaders in the High Court. They have a separate office known as the 'Combined office of the G.Ps. and P.Ps. in the High Court'. There is a staff of 14 clerks in this office, comprising of two 2nd grade clerks, two 2nd grade Stenos, and ten 3rd grade clerks besides 3 peons. A consolidated budget exists for the offices of the Advocate General and the Government Pleaders at the Headquarters and in the Districts and there is no separate budget allotment for this office. This staff has recently been appointed and it is hoped that it will be sufficient whether this is sufficient.

46 (154) *Shri Gopal Rao Ekbote* : Will the hon. Minister for Home be pleased to state :

Are the Government Advocates in the Districts and Taluqs working under the Advocate General? Are there any rules framed for their working?

Shri Digambar Rao Bindu : The Government Pleaders in the Districts are working under the supervision of Advocate General subject to the administrative control of the Legal Department. The question of framing rules for the Law officers is under consideration in the Legal Department, awaiting a decision on the question of quantum of fees payable to the A.G. until the new rules are framed the rules which were issued by the High Court when these G.Ps. were under their control will continue to be applicable.

SUPPLY OF OIL ENGINES

47 (67) *Shri Baswan Gowda : (Lingsugur)* : Will the hon. Minister for Agriculture and Supply be pleased to state :

(a) The number of oil engines supplied to Raichur district in 1952?

(b) The number of engines allotted to Lingsugur taluq?

Dr. Channa Reddy : (a) 7.

(b) 1.

CONSTRUCTION OF WELLS

48 (68) *Shri Baswan Gowda* : Will the hon. Minister for Agriculture and Supply be pleased to state :

The number of wells constructed in Ligsugur taluq from the Taccavi loan in 1952 ?

Dr. Channa Reddy : Taccavi loans were not given in 1952-1953 for construction of wells. Out of the loan of O.S. Rs. 28 lacs obtained from the Government of India recently for construction of wells in the State a sum of Rs. 1 lac has been allotted to Raichur District. Talukwise allocation will be made by the District Supply Committee.

COLLECTION OF LEVY

49 (70) *Shri Baswan Gowda* : Will the hon. Minister for Agriculture and Supply be pleased to state :

Whether it is a fact that Government issued orders to collect levy of Rabbi Jowar and Wheat from the Cultivators ?

Dr. Channa Reddy : No.

Budget—Demands for Grants.

Mr. Speaker : Let us proceed to the next item—Demands for Grants.

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - مسٹر اسپیکر سر - چونکہ دوہنٹسٹرس کے ڈیمانڈس آرہے ہیں لہذا میں یہ عرض کرونگا کہ سشن کے ڈائم کے بارے میں طے کیا جائے

Mr. Speaker : After moving the motions for Demands for Grants and the motions for reduction of grants we shall see how we can arrange the timings. We shall decide that before we proceed with the discussion. The hon. the Finance Minister will now move motion for demands for grants.

DEMAND No. 1—TAXES ON INCOME OTHER THAN CORPORATION TAX.

The Minister for Finance and Statistics (Dr. G. S. Melkote) : I beg to move :

“ That a sum not exceeding Rs. 67,000 under Demand No. 1 be granted to the Rajpramukh to defray the several

charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved:

"That a sum not exceeding Rs. 67,000 under Demand No. 1 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The demand has the recommendation of the Rajpramukh."

DEMAND NO. 8—GENERAL SALES TAX

Dr. G. S. Melkote : I beg to move :

"That a sum not exceeding Rs. 8,34,800 under Demand No. 8 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved

"That a sum not exceeding Rs. 8,34,800 under Demand No. 8 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

DEMAND NO. 15—DISTRICT ADMINISTRATION (EXCLUDING OTHER ESTABLISHMENTS).

Dr. G. S. Melkote : I beg to move :

"That a sum not exceeding Rs. 10,23,000 under Demand No. 15 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved:

"That a sum not exceeding Rs. 10,23,000 under Demand No. 15 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Dr. G. S. Melkote : I beg to move :

“ That a sum not exceeding Rs. 7,91,100 under Demand No. 34 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That a sum not exceeding Rs. 7,91,100 under Demand No. 34 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

DEMAND NO. 37—STATE EMPLOYEES LIFE INSURANCE
SCHEME AND FAMILY PENSION SCHEME

Dr. G. S. Melkote : I beg to move :

“ That a sum not exceeding Rs. 1, 96,430 under Demand No. 37 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That a sum not exceeding Rs. 1,96,430 under Demand No. 37 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

DEMAND NO. 43—AIR RISK SCHEME

Dr. G. S. Melkote : I beg to move :

“ That a sum not exceeding Rs. 6,000 under Demand No. 43 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Mr. Speaker : Motion moved:

“ That a sum not exceeding Rs. 6,000 under Demand No. 43 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

DEMAND NO. 51—PENSIONS

Dr. G. S. Melkote : I beg to move :

“ That a sum not exceeding Rs. 2,17,29,400 under Demand No. 51 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That a sum not exceeding Rs. 2,17,29,400 under Demand No. 51 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

DEMAND NO. 53—DONATIONS FOR CHARITABLE PURPOSES

Dr. G. S. Melkote : I beg to move :

“ That a sum not exceeding Rs. 3,86,000 under Demand No. 53 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That a sum not exceeding Rs. 3,86,000 under Demand No. 53 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

DEMAND NO. 64—MISCELLANEOUS

Dr. G. S. Melkote : I beg to move :

“ That a sum not exceeding Rs. 1,91,000 under Demand No. 64 be granted to the Rajpramukh to defray the several

charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That a sum not exceeding Rs. 1,91,000 under Demand No. 64 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

DEMAND No. 68—IRRECOVERABLE ADVANCES WRITTEN OFF

Dr. G. S. Melkote : I beg to move :

"That a sum not exceeding Rs. 30,000 under Demand No. 68 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion Moved :

"That a sum not exceeding Rs. 30,000 under Demand No. 68 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

DEMAND No. 78—PAYMENT OF COMMUTED VALUE OF PENSIONS

Dr. G. S. Melkote : I beg to move :

"That a sum not exceeding Rs. 3,43,000 under Demand No. 78 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That a sum not exceeding Rs. 3,43,000 under Demand No. 78 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

DEMAND NO. 80—LOANS AND ADVANCES

Dr. G. S. Melkote : I beg to move :

“That a sum not exceeding Rs. 8,90,42,710 under Demand No. 80 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That a sum not exceeding Rs. 8,90,42,710 under Demand No. 80 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

We shall now take up the motions for reduction of grants.

श्री. गोपीडी गंगारेड्डी (निर्मल) :—स्पीकर सर, ये जो कटमोशनस हम लाते हैं उसमे हमको डबल मेहनत करनी पडती है। अक तो तर्जुमे की दिक्कत है और दूसरी यह है कि मेहनत करके हमको कटमोशनस यहां लाकर देने पडते हैं। उसके बाद अपने विचार प्रगट करने का अगर हमे मौका दिया जाय तो उससे मिनिस्टरो को फायदा हो सकता है लेकिन हमको यह मौका नही मिल रहा है इसलिये आशा करता हूं कि जिन जिन लोगो ने कटमोशनस दिये है उन सब को बोलने का मौका मिलेगा।

मिस्टर स्पीकर :—कोशीश की जायगी। श्री. अंकुशराव घारे।

DEMAND NO. 1 (Head of Account 4)—Taxes on Income other than Corporation Tax—Rs. 67,000.

COLLECTION OF TAXES ON AGRICULTURAL INCOME

Shri Ankushrao Ghare (Partur) : Sir, I beg to move :

“That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 100.”

GENERAL POLICY OF SALES TAX ADMINISTRATION

Shri G. Sreeramulu : Sir, I beg to move :

“That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 5,34,800.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 5,84,800. ”

COLLECTION OF SALES TAX

Shri Ankushrao Ghare : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 100. ”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 100. ”

LEVY OF SALES TAX ON COTTON

Shri Shyamrao Naik (Hingoli-General) : Sir, I beg to move:

“ That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 100. ”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 100. ”

MULTIPLE POINT SALES TAX

Shri K. Ananth Reddy : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 100. ”

Mr. Speaker : Cut motion moved :

“ That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 100. ”

TAX STRUCTURE AND ITS INCIDENCE ON THE CONSUMER

Shri K. V. Narayan Reddy (Rajgopalpet) : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 100. ”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 100. ”

WORKING OF SALES TAX DEPARTMENT.

Shri K. Venkat Ram Rao : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 100. ”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 100. ”

Shri V. D. Deshpande : Sir, if the subject of my cut motion is not covered in the cut motions already moved, I would like to move it.

Mr. Speaker : A motion for reduction of grant regarding the administration of Sales Tax has already been moved. Is this in any way different from it ?

Shri V. D. Deshpande : My intention is to discuss the policy regarding the incidence of sales tax.

Shri Ratanlal Kotecha (Pathod) : Sir, can at this stage be a discussion on the policy of General Sales Tax ? There can only be a discussion on the administration of sales tax.

Mr. Speaker : General policy can be discussed.

POLICY REGARDING GENERAL SALES TAX

Shri V. D. Deshpande : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 100. ”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 1 be reduced by Rs. 100. ”

DEMAND NO. 34 (Head of Account 47. D)
STATISTICS DEPARTMENT Rs. 7,91,100 WORKING OF STATISTICS
DEPARTMENT

Shri G. Sreeramulu : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 34 be reduced by Rs. 5,91,000. ”

Mr. Speaker. Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 34 be reduced by Rs. 5,91,000. ”

FAILURE OF STATISTICS DEPT. TO MAINTAIN THE EXACT STATISTICS RELATING TO UNEMPLOYED PERSONS IN THE STATE

Shri M. Buchiah (Sirpur) : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 34 be reduced by Rs. 100. ”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 34 be reduced by Rs. 100. ”

DEMAND No. 37 [Head of Account 47. G(4)] — STATE
EMPLOYEES LIFE INSURANCE SCHEME

INVESTMENT POLICY OF INSURANCE PREMIA

Shri K. V. Narayan Reddy : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 37 be reduced by Rs. 100. ”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 37 be reduced by Rs. 100. ”

Demand No. 51(Head of Account 55)—Superannuation Allowances and Pensions Rs. 2,17,29,400.

DELAY IN SANCTIONING OF PENSIONS

Shri Abdul Rahman : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 51 be reduced by Rs. 100, ”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 51 be reduced by Rs. 100.”

COMMUTATION OF PENSIONS

Shri V. D. Deshpande : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 51 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 51 be reduced by Rs. 100.”

SUPERANNUATION AND EVOLUTION OF NEW FORMULA

Shri K.V. Narayan Reddy : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 51 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : motion moved :

“ That the grant under Demand No. 51 be reduced by Rs. 100.”

DEMAND No. 53 (Head of Account 57 A)—Donations for Charitable purposes—Rs. 3,86,000.

ECONOMY IN DONATIONS FOR CHARITABLE PURPOSES

Shri V. D. Deshpande : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 53 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 53 be reduced by Rs. 100.”

DEMAND No. 80 (Head of Account) Loans and Advances—
Rs. 8,90,42,710.

POLICY OF GRANTING LOANS AND ADVANCES

Shri Makhdoom Mohiuddin : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 80 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 80 be reduced by Rs. 100.”

POLICY OF GRANTING LOANS AND ADVANCES

Shri. K. Papi Reddy (Ibrahimpattanam) : Sir, I beg.....

Mr. Speaker : This is same as that of the previous one.

Shri Papi Reddy : But argument may be different, Sir.

Mr. Speaker : No. not allowed.

WAYS AND MEANS OF PAYMENT OF LOANS AND ADVANCES

Shri K. V. Narayan Reddy : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 80 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : This subject is covered in the previous cut motion—‘policy of granting loans and advances’. Only the words are different. This matter can very well be discussed under the previous heading.

Business of the House

Mr. Speaker : *Shri V. D. Deshpande*.

Shri V. D. Deshpande : I wanted to say that Demands for Education might be taken up in the afternoon. I suggest two sittings for this purpose.

Mr. Speaker : Can the member suggest timings for the afternoon sitting ?

Shri V. D. Deshpande : I suggest that afternoon session may commence from 3.00 p.m. and end at 5.00 p.m. Any way Sir, the opinion of the House may be taken.

شری دکمپر راؤ بندو - میں سمجھتا ہوں کل پرسوں کی طرح دو ڈھائی بجے تک پیشہ کر کام ختم کیا جاسکتا ہے۔

مسٹر اسپیکر - کیا یہ مناسب ہو گا کہ فنانس منسٹر کے ڈیمانڈس 12 بجے تک

ختم کئے جائیں اور اس کے بعد ۲ سے ۵ بجے تک دوسرے منسٹر کے ڈیمانڈس لئے جائیں؟ کیونکہ میں سمجھتا ہوں شام میں بہت سے آنریبل ممبرس جانے والے ہیں۔

شری رام گوپال رام کشن ناوندار (کنڑ) - وہ کی بجائے ۱۲ بجے شام میں برخاست کریں تو مناسب ہے کیونکہ اگر یہاں سے ۵ بجے نکلیں تو ٹرینس نہیں مل سکیں گی۔

شری جی۔ سری راملو - کیا یہ مناسب نہیں کہ آج ایک ہی منسٹر کے ڈیمانڈس لے لئے جائیں؟ فینانس منسٹر کے ڈیمانڈس آج ختم کئے جاسکتے ہیں

شریمتی شاہمہاں بیگم - میرا خیال ہے کہ ایک ہی منسٹر کے ڈیمانڈس آج ہوں تو بہتر ہے۔ دیڑھ گھنٹہ کے لئے جا کر پھر دیڑھ گھنٹہ کیلئے واپس آنا ذرا مشکل ہے

مسٹر اسپیکر - ایسی صورت میں دیڑھ بجے سے ۳ بجے تک بیٹھنا بھی ممکن ہو سکتا ہے۔

شری جی۔ سری راملو - ہمیں عجلت کے ساتھ سوچنا نہیں ہے۔ مسائل پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جانا چاہیئے۔ اس کے بعد کے ایام بھی تو ہمیں ملتے ہیں۔

مسٹر اسپیکر - اس کے لئے ہم نے تاریخ مقرر کی ہے۔

Mr. Speaker: Do all Members agree to sit from 2 to 4-30 P. M. again?

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - ہاں ٹھیک ہے چل سکتا ہے۔

Mr. Speaker: Now, we shall sit till 12 noon and again from 2 to 4-30 P. M. and finish off the work.

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - میں نے جو کٹ موشن پیش کیا ہے اس کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔

Mr. Speaker: I think some time limit has to be fixed. As decided, every member will try to finish his speech in about 10 minutes' time.

DISCUSSION ON MOTIONS FOR REDUCTION OF GRANTS

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے - مسٹر اسپیکر سر - میں فی الحال تو اس کو ماننا ہوں۔ فینانس ڈیپارٹمنٹ کے تعلق سے جو کچھ کہنا ہے وہ میرے بعد کے آنریبل ممبرس بھی کہیں گے۔ میں صرف ٹیکسیشن (Taxation) سے متعلق اپنے خیالات کے اظہار کو محدود رکھوں گا۔

اگر یکپارچہ ٹیکس کے ذریعہ جو رقم جمع ہوئی ہے وہ توقعات سے بہت کم ہے جیسا کہ اعداد سے پتہ چلتا ہے۔ تلنگانہ اور مرہٹواڑہ میں ایسے زمیندار بھی ہیں

جن کی آسانی ۱۰ ہزار سے زیادہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان بڑے بڑے زمینداروں کو ٹکس کی وصولی میں نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ یہ ہمارے ڈیپارٹمنٹس کی ان افیشینسی (Inefficiency) کا ثبوت ہے۔ ایسے بڑے بڑے لوگوں سے ٹکس وصول کرنا چاہئے۔ اس جانب توجہ نہیں دی گئی ہے۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا

ہوں کہ اگر یکلچرل انکم ٹکس (Agricultural Income Tax) - جس قدر وصول کیا جاسکنا نہا نہیں کیا گیا ہے۔ چونکہ ہمارے ملک میں ٹکسس انسی ڈینس (Tax-incidence) ہے اس وجہ سے متوسط طبقہ پر اس کا بار بڑتا ہے۔ آج کے جو حالات ہیں ان کے مدنظر اگر یکلچرل انکم ٹکس زیادہ وصول ہونا چاہئے۔ آئندہ جو حالات پیدا ہوں گے ان کے تحت اس کا موقع نہ رہے گا۔ معلوم نہیں ویسے حالات ایک سال میں آئینگے یا دو سال میں۔ ہمارے ہاں بیس ہزار ایکڑ اراضی رکھنے والے لوگ بھی ہیں جیسے کہ راج پرمکھ۔ انہیں بھی اس ٹکس کی معافی دی گئی ہے یا کیا معلوم نہیں ہے۔ امید ہے کہ اس کو آئریبل فیئانس منسٹر انہی جوابی تقریر میں واضح فرمائینگے کہ نظام کی زمینات پر اگر یکلچرل انکم ٹیکس عائد کیا گیا ہے یا نہیں۔

سیلس ٹیکس کے بارے مجھے یہ کہنا ہے کہ اس سلسلہ میں سوراشر (Saurashtra) میں اور حیدرآباد میں ملٹی پل سیلس ٹکس (Multiple Sales Tax) کے خلاف اسٹرائک (Strike) کیا گیا تھا اور مطالبہ کیا گیا تھا کہ ملٹی پل سیلس ٹکس ختم کیا جائے۔ اس کی بجائے سنگل پوائنٹ ٹکس ((Single Point Tax)) عائد کرنا چاہئے لیکن ان باتوں پر غور نہیں کیا گیا۔ یہاں ساڑھے سات ہزار کی لیٹ (Limit) رکھی گئی ہے اور سوراشر میں تین ہزار کی لیٹ ہے۔ حیدرآباد میں بھی ساڑھے سات ہزار کی لیٹ کو گھٹانا چاہئے۔ عوام کی سب سے بڑی ضروریات کی چیزیں مثلاً کپڑا لیجئے۔ اس بارے میں میں یہ عرض کروں گا کہ سوپر فائن (Super Fine) کو چھوڑ کر باقی دوسرے معمولی کمپوزوں پر ٹکس نہیں لیا جانا چاہئے۔ عوام کی مانگوں کو پورا کرنا چاہئے اور جو آمدنی ہو رہی ہے اس کو انالائیز (Analyse) کرنا چاہئے۔ بیوپاری اس فکر میں رہتے ہیں کہ کس طرح اس کو ٹال دیں۔ سنگل پوائنٹ ٹکس عائد کیا جائے تو یہ الجھن باقی نہیں رہتی۔ مڈل کلاس بیوپاری اس سے زیادہ متاثر ہو رہے ہیں۔

پنشن (Pension) کے سلسلہ میں یہ رکویسٹ (Request) کی گئی تھی کہ اولڈ پنشن رولس (Old Pension Rules) کے تحت کمیوٹیشن (Commutation) کو ملتوی کیا گیا ہے۔ اس بارے میں میں یہ کہہونگا کہ الگ الگ وجوہات کے تحت تقریباً (۲۵) ہزار ملازمین کو علیحدہ کیا گیا ہے جنکو کافی دقتیں ہو رہی ہیں۔ وہ کچھ نہ کچھ بیوپار۔ دھندہ۔ کرنا چاہتے ہیں لیکن انکے پاس سرمایہ نہیں ہے انہیں کمیوٹیشن (Commutation) کا حق دیا جائے تو کچھ سرمایہ فراہم ہو جائیگا اور وہ چھوٹے موٹے دھندے کر سکیں گے۔ کچھ تجارت یا کاروبار کر کے اپنی گزر بسر کے قابل ہو سکیں گے۔ اس سلسلہ میں میرا سنجیدگی

(Suggestion) یہ ہے کہ (۱۰۰) روپہ تک جنکو پنشن ہے انکو کمیونسٹن کا پورا حق ملنا چاہئے اور جنکو (۲۰۰) روپہ وظیفہ ملتا ہے انہیں (۵۰) فیصد کی حد تک وظیفہ کو کمیوٹ (Commute) کرنے کا حق دیا جانا چاہئے۔ مجھے امید ہے کہ فینانس منسٹر اس بارے میں کیا ارادہ رکھتے ہیں اپنی جوابی تقریر میں واضح کریں گے۔

انسٹیٹیوشنس (Institutions) کو جو ڈونیشن (Donation) دیا جاتا ہے اسکی تفصیلات بھی معلوم نہیں ہوئی ہیں۔ بہت سے انسٹیٹیوشنسن کو پراویژن (Provision) دیا جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس میں کمی کرنی چاہئے۔

لوئس اینڈ اڈوانس (Loans and Advances) کے بارے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ فینانس ڈپارٹمنٹ کا اس پر کنٹرول رہنا چاہئے لیکن کافی کنٹرول نہیں ہے۔ اکائی کمیٹی کی رپورٹ میں لکھا گیا ہے کہ فینانس ڈپارٹمنٹ جو اڈوانس دیتا ہے وہ برابر استعمال ہو رہا ہے لیکن ہمارے پاس اس قسم کی شکایتیں وصول ہوئی ہیں کہ سیول سپلائیز کو جو اڈوانس دیا گیا ہے وہ ٹھیک طور پر استعمال نہیں کیا گیا۔ معلوم نہیں کہ اوسکی اتنی ہراپرٹی (Property) بھی ہے یا نہیں۔ اتنی بڑی رقم جو سیول سپلائیز کو دی گئی ہے اسکے اسٹس (Assets) بھی ہیں یا نہیں۔ ڈین کھاتہ تو نہیں ہے؟ اس طرح رقومات ضائع تو نہیں ہو رہے ہیں؟ اگر ہو رہے ہیں تو انوسٹیگیٹ (Investigate) کر کے اسکے جو ذمہ دار ہیں انکے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔ ہم جن انڈسٹریز کو امداد دیتے ہیں انکے متعلق ہر وقت خیال رکھنا چاہئے کہ وہ فائدہ سے چل رہے ہیں یا نہیں۔ جیسا کہ سنگرینی کالیریز کو جو اڈوانس دیا گیا ہے اس کا خیال رکھنا چاہئے۔

مینوسپالٹی (Municipality) کے نام سے ایک گرانٹ (Grant) بتایا گیا ہے۔ جب اسکے تعلق سے ڈیمانڈ پیش ہوگا اس وقت میں اپنے خیالات کا اظہار کرونگا۔ فی الحال اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ جو گرانٹ مینوسپالٹی کو دیا جاتا ہے کم ہے اس میں اضافہ ہونا چاہئے۔

اگریکلچرل تقاوی کا بھی ایک مد ہے۔ اگریکلچر پر بحث کرتے وقت اس بارے میں کہوں گا۔ بتایا گیا ہے کہ تقاوی کے وصول کرنے میں دشواریاں پیش آتی ہیں۔ جب اس پر بحث ہوگی تو میں اپنے خیالات کا اس بارے میں اظہار کرونگا۔

فینانس ڈپارٹمنٹ کے بارے میں بھی میں اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا تھا لیکن وقت نہیں ہے پھر کسی وقت کہوں گا۔ اس وقت صرف اتنا کہوں گا کہ اس ڈپارٹمنٹ کا الیمینٹریشن ٹاپ ہیوی (Top heavy) ہے۔ مدراس کی مثال ہمیں ملتی چاہئے۔ وہاں جس طرح اس ڈپارٹمنٹ کے کاروبار چلتے ہیں اسی طرح یہاں بھی ہونا چاہئے۔ اس بارے میں خان بہادر جوشی نے جو رائے دی ہے اس پر عمل کرنا چاہئے۔

یہ ڈپارٹمنٹ بڑی اہمیت کا حامل ہے اسکو ٹھیک طور پر ری آرگنائیز (Reargaueise) کرنا چاہئے تا کہ وہ ٹھیک طور پر کام انجام دے سکے۔ اتنا کہتے ہوئے میں اظہار خیال کو ختم کرتا ہوں۔

شری اننت ریڈی۔ مسٹر اسپیکر۔ سیلس ٹیکس کے بارے میں کہنا ہے کہ ملٹیپل سیلس ٹیکس (Multiple Sales Tax) یہاں رائج کیا گیا ہے اس کے بارے میں ابھی ایک آنریبل ممبر کی جانب سے اختلاف کیا گیا ہے۔ میں نے بھی اس سے اختلاف کا اظہار کرنے کے لئے کٹ موشن پیش کیا ہے۔ سیلس ٹیکس میں جو (۵۴) لاکھ کی کمی اندازے کے مقابلہ میں پائی گئی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ حکومت کی یہ ملٹیپل سیلس ٹیکس کی پالیسی ناکام ہو چکی ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ انکم ٹیکس اور سیلس ٹیکس وصول کرنے والے جو آفیسر س اور انسپکٹرس ہیں وہ ایسے ہیں جنہیں ضروری ٹریننگ تک نہیں دی گئی ہے۔ بڑے بڑے دکانداروں کو جب تک انکم بہت زیادہ ہے اور جنکا سیل (Sale) بہت بڑھا ہوا ہے چھوڑ دیا گیا ہے۔ انسپکٹروں کے تقرر کے وقت انکو اسکی ٹریننگ دیجانی چاہئے تاکہ وہ پراپر اسس (Properly Assess) کر سکیں۔ ملٹیپل ٹیکس کا جہاں تک سوال ہے اس کے بارے میں پھر میں یہ کہوں گا کہ وہ بالکل ناکام ہو گیا ہے۔ منگل بوائینٹ ٹیکس رائج کیا جانا چاہئے جیسا کہ دوسری جگہ مطالبہ کیا گیا ہے اور یہاں بھی کیا گیا ہے۔ اس مانگ کو پورا کرنا چاہئے۔

ایک اور چیز آنریبل فینانس منسٹر کی توجہ میں لانا چاہتا ہوں وہ یہ کہ ٹرن اوور (Turn over) میں جو سقم ہے اسکو دور کرنا ضروری ہے۔ چلر فروش پان والے یا چھوٹے چھوٹے بیوپاری اس سے متاثر ہو رہے ہیں۔ ساڑھے سات ہزار کی جو لمٹ ہے اسکو بڑھا کر ۲۵ ہزار کر دیا جانا چاہئے تاکہ چھوٹے بیوپاری جیسے پان والے وغیرہ اس سے متاثر نہ ہوں۔ اس سے حیدرآباد کی معیشت پر برا اثر پڑ رہا ہے جسکی جانب حکومت کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

دوسری اہم چیز جسکی جانب آنریبل فینانس منسٹر کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ ہمارا اسٹائٹسٹک ڈپارٹمنٹ ہے۔ اس ہاؤس کے ایک آنریبل ممبر کو اگریکلچر کے تعلق سے صرف خاص کے کچھ اعداد و شمار کی ضرورت تھی وہ اس ڈپارٹمنٹ میں تشریف لیگئے تو معلوم ہوا کہ وہاں پراپر اسٹائٹسٹکس (Proper Statistics) موجود نہیں ہے۔ اس ڈپارٹمنٹ پر ۷ لاکھ کا خرچہ ہوتا ہے۔ وہ اسلئے کیا جا رہا ہے کہ جب ضرورت ہو ہمیں ریڈی ریفرنس (Ready Reference) ملے جسکی مدد سے کوئی پلان (Plan) کوئی اسکیم (Scheme) بنانا ہو تو بنایا جاسکے۔ ہر پلان اور ہر اسکیم کی بنیاد اسٹائٹسٹکس پر ہی ہونی چاہئے۔ اگر صحیح اعداد و شمار پبلک کو میسر نہ ہو اس ہاؤس کے آنریبل ممبر کو میسر نہ ہوں گے۔ میں نہیں سمجھتا کہ صحیح طور پر ہم کچھ کام کر سکیں گے۔ کیونکہ بنیاد یہی ہے۔ جب تک اعداد و شمار معلوم نہ ہوں کہ ملک میں کتنے بیروزگار ہیں اُس وقت تک بیروزگاری

کا حل نکالنا دشوار ہوگا۔ میں کہہوں گا کہ اسٹاک ڈپارٹمنٹ کا مواد اپٹوڈیٹ (Up-to-date) رہنا چاہئے۔

اور ایک چیز جسکی جانب آنریبل فنانس منسٹر کی توجہ مبذول کرائی ہے وہ ڈونیشن فار چیریٹیبل پریزس (Donation for charitable purposes) ہے۔ اس کے لئے تین لاکھ (۸۶) ہزار کی رقم رکھی گئی ہے اور ایجوکیشن کے تحت بھی دو لاکھ کے قریب رقم اس مد میں رکھی گئی ہے اسکی تفصیلات پیش نہیں کی گئی ہیں کہ وہ کتنے انسٹیٹیوشنس کو دیجاتی ہے اور وہ کونسے ہیں۔ میں آنریبل فنانس منسٹر سے عرض کروں گا کہ اس پر غور کیا جائے کہ وہ کونسے ادارے ہیں جو ایسی امداد کے مستحق ہیں۔ اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

شری کے۔ وی۔ نارائن ریڈی۔ مسٹر اسپیکر۔ میرے چارکٹ موشنس مختلف موضوع پر ہیں۔ اس دس پندرہ منٹ کے عرصہ میں میں ہرکٹ موشن پر بول نہیں سکتا لیکن چونکہ کھڑا ہو گیا ہوں لہذا کچھ بولنا پڑیگا۔

ہمارے پاس سیلس ٹیکس کا جو اسٹرکچر (Structure) ہے وہ رگریسو (Regressive) قسم کا ہے۔ اس کا ریفلیکشن بجٹ پر پڑتا ہے۔ بجٹ جن اصولوں پر فارم (Form) ہوا اوس کو جب تک ہم نہ جانچینگے ہم کو سیلس ٹیکس کے متعلق زیادہ معلومات حاصل نہ ہوسکیں گے۔

اس دنیا میں تصادم تخیلات کا زیادہ دخل رہتا ہے۔ اس لئے ہمارا بجٹ یا تو مارکس ازم (Marxism) کے نظریہ کے تحت ہونا چاہئے تھا یا گاندھی ازم (Gandhism) کے نظریہ کے تحت۔ مارکس ازم تو میں اس لئے نہیں کہہ سکتا کہ حکومت نہیں سمجھتی کہ اوس میں کوئی ریفارمیشن (Reformation) ہے۔ لیکن اگر ہم بجٹ کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ وہ ان اصولوں میں سے کسی بھی اصول کے تحت نہیں ہے۔ یہاں پر ان ڈائرکٹ ٹیکس (Indirect tax) زیادہ پری ڈامیننٹ (Predominant) ہے۔ (۷۰ فیصدی محصول اکسائزڈیوٹی (Excise duty) اور سیلس ٹیکس (Sales Tax) سے ملتا ہے۔ سنہ ۱۹۲۰ء سے پہلے کانگریس نے جو پروگرام مقرر کیا تھا اوس کے مطابق عمل ہونا چاہئے تھا لیکن ایسا نہیں کیا جا رہا ہے بلکہ سیندھی اور شراب سے زیادہ سے زیادہ آمدنی وصول کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

مسٹر اسپیکر۔ اگرکٹ موشن کے بارے میں ہی بحث کی جائے تو بہتر ہوگا۔ یہ تو جنرل ڈسکشن (General discussion) ہو رہا ہے۔

شری کے۔ وی۔ نارائن ریڈی۔ جنرل ڈسکشن کے وقت موقع نہ مل سکے دیں پتھر مرتبہ اٹھ بیٹھ بھی ہوئی۔ اس لئے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

تو میں یہ کہہ رہا تھا سیلس ٹیکس کا جو اسٹرکچر ہے وہ ریگریسیو (Regressive) قسم کا ہے۔ جنگ کے دوران میں اور بعد میں یورپ میں یہ ٹیکس شروع کیا گیا۔ ہمارے پاس گزشتہ سال سیلس ٹیکس سے (۹۷۱۴۰۰۰) روپیہ آمدنی وصول کی گئی اور اخراجات ہوئے (۸۲۰۶۰۰)۔ اس طرح جملہ (۱۴۸۹۳۴۰۰) کا بار اس ٹیکس کے ذریعہ کنسیومر (Consumer) پر ڈالا گیا۔ مدراس اور بمبئی میں جہاں اکسائز ٹیکس نہیں ہے سیلس ٹیکس لگایا گیا ہے۔ ہمارے یہاں دونوں ان ڈائریکٹ اور ریگریسیو ٹیکس لگائے گئے ہیں۔ ان ڈائریکٹ ٹیکس ہمارے پاس (۷۰) فی صد ہے اور ڈائریکٹ ٹیکس (۲۰) فیصد بجٹ میں بتایا گیا ہے۔ مالگزاری ٹیکس اگرچہ ڈائریکٹ ٹیکس ہے لیکن اس کا زیادہ اثر غریب کسانوں پر ہوتا ہے اس لئے میں اسکو بھی ان ڈائریکٹ ہی کہوں گا۔ وہ ڈائریکٹ ٹیکس نہیں ہے۔ کیونکہ غریبوں پر ہی اس کا بار پڑتا ہے۔ اس طرح ہمارے ٹیکس کا اسٹرکچر ان ڈائریکٹ ہے جس کا بار کم استطاعت۔ کم آمدنی والے اور غریب لوگوں پر پڑتا ہے۔ اس طرح سیلس ٹیکس ریگریسیو ٹیکس ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے پاس ملٹی پل ٹیکس اور سنگل بائٹ ٹیکس کا جو سسٹم ہے اس سے کچھ زیادہ رقم ہم کو حاصل نہ ہو سکی۔ مدراس اور بمبئی میں یہ محصول لگایا گیا تو کروڑہا روپیہ وصول ہوا کیونکہ وہاں ایک ہی ٹیکس ہے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ سیلس ٹیکس وصول کرنے میں جتنا پیسہ صرف کیا جا رہا ہے آمدنی کا تناسب دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اتنا پیسہ وصول نہیں ہو رہا ہے۔

میرا دوسرا کٹ موشن پنشنس (Pensions) کے سلسلہ میں ہے۔ اس کے متعلق میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس پر دو کروڑ سے زائد روپیہ صرف ہو رہا ہے۔ گویا اگر بکلچر۔ انڈسٹریز اور نیشن بلڈنگ ایکٹیویٹیز (Nation-building Activities) پر جو صرفہ کیا جا رہا ہے اس سے تگنا صرفہ اس پر ہو رہا ہے۔ زراعت کے لئے جو (۷۰) فیصد ریونیو دیتا ہے اور انڈسٹریز اور فائیو ایر پلان اور نیشن بلڈنگ ایکٹیویٹیز کے سلسلہ میں قوم کو سیکیورٹائز (Sacrifice) کرنا چاہئے۔ بشا کر اس طرح پنشن دینا موزوں نہ ہوگا۔ اس سلسلہ میں میگزیم (Maximum) اور مینییم پنشنس (Minimum Pensions) مقرر کئے جانے چاہئیں۔

چونکہ مجھے وقت نہیں ہے اس لئے اتنا ہی کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

شری ایم۔ بیچا۔ مسٹر اسپیکر۔ میں نے یہ کٹ موشن اس واسطے پیش کیا ہے کہ اسٹیسٹک ڈپارٹمنٹ (Statistics Department) پر ہم اندازاً کچھ کم (۸) لاکھ روپیہ خرچ کر رہے ہیں۔ لیکن اس ڈپارٹمنٹ سے اسٹیسٹکس (Statistics Department) برابر نہیں ملا کرتے۔ حال ہی میں ایک مرتبہ میں وہاں گیا تھا تاکہ صرف خاص کے بارے میں کچھ مواد حاصل کروں۔ لیکن وہاں مجھے اطلاع ملی کہ نہ تو اس ڈپارٹمنٹ کے پاس ریکارڈ ہے نہ رقبہ بتلایا جاسکتا ہے نہ یہ بتلایا جاسکتا ہے کہ

پہلے اوس کا ریونیو کلکشن کیا تھا اور اب کیا ہے ۔ ایک اور مرتبہ ان امپلائڈ لیبر (Unemployed labour) کے متعلق مواد فراہم کرنا چاہتا تھا لیکن اس کا بھی ریکارڈ وہاں فراہم نہ ہو سکا ۔ لیکن بجٹ میں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ڈفرنٹ ہیڈ (Different Head) کے تحت (۹) لاکھ کے اخراجات کئے جا رہے ہیں ۔ یہ اخراجات یہ ہیں ۔

Direction—Rs. 2,17,540

Statistics Inspector—16,710.

Temporary establishment of cotton scheme—Rs. 7,290

Temporary scheme of Gazetteers—Rs. 6040

Scheme for collection of data of wages of labourers, City —Rs. 30,000

Scheme for collection of data of wages of labourers, Districts—Rs.14,650

Financial Statistics Scheme—Rs. 10,800

Livestock Scheme—Rs. 9,240

Agricultural Statistics Dept.—Rs. 2,19,830

Central Records Office—Rs. 2,18,300

Co-ordinated crop cutting—Rs. 40,700

اس طرح (۷۰۱۱۰۰) روپیہ اس ڈپارٹمنٹ پر خرچ کئے جاتے ہیں ۔ حال ہی میں لینڈ ریفارمس بل ہاؤس کے سامنے آیا ہے اس سلسلہ میں گورنمنٹ نے لینڈ ریکارڈ کے اسٹیشن کے لئے (۸) لاکھ روپیہ مانگے اور اس ہاؤس سے منظوری لے لی گئی ۔ اگر یہ ڈپارٹمنٹ ایفیشینسی (Efficiency) سے کام کرتا تو لینڈ ریکارڈس (Land Records) کے اسٹیشن فراہم ہو سکتے تھے اور یہ (۸) لاکھ روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ اس مثال سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ڈپارٹمنٹ ایفیشینسی سے کام نہیں کر رہا ہے بلکہ وہ کام ہی نہیں کر سکتا ۔ اگر ہم اس سلسلہ میں غور کریں کہ اس ڈپارٹمنٹ کے سروس آف انفارمیشن (Source of Information) کیا ہیں ۔ کس کس محکمہ سے یہ مواد کلکٹ کرتا ہے تو معلوم ہوگا کہ یہاں حیدرآباد میں ایک ڈائریکٹر کا آفس رہتا ہے وہ ڈسٹرکٹ آفس (District Office) سے جو کلکٹرز آفس (Collector's Office) سے متعلق ہوتا ہے مواد فراہم کرتا ہے ۔ یہاں سے آفیسر لکھتے ہیں اور وہاں کے لوگ ضلع سے یا تحصیل سے مواد فراہم کرتے ہیں ۔ یہی اسٹیشن کا فاؤنڈیشن (Foundation) ہے ۔ لیکن اس ڈپارٹمنٹ میں خود کوئی ایسا ذریعہ نہیں کہ وہ اپنے طور پر مواد فراہم کرے۔ اس آفس کا راست تعلق ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن (District Administration)

سے ہوا کرتا ہے۔ اس لئے میں بہ کمہونگا کہ اس ڈپارٹمنٹ پر ۹ لاکھ روپیہ خرچ کرنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ ہر گورنمنٹ کو ایفینسنسی سے کام کرنے۔ پلان بنانے اسکیمس بنانے اور نیشنل بلڈنگ کے کام کرنے کے لئے اسٹیشننگ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب تک صحیح اسٹیشننگ حاصل نہ ہوں کوئی کام صحیح طریقہ پر نہیں ہو سکتا۔ میرا یہ کہنا نہیں ہے کہ اس ڈپارٹمنٹ کی ضرورت ہی نہیں لیکن یہ کمہونگا کہ ہمارا اسٹیشننگ ڈپارٹمنٹ جس طرح کام کرنا چاہئے اور جس طرح اسٹیشننگ جمع کرنا چاہئے نہیں کر رہا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ہماری بہت سی اسکیمیں ضروری مواد پر وقت دستیاب نہ ہونے کی بنا پر ناکام ہو جاتی ہیں۔ اس لئے میرا یہ کہنا ہے کہ اس ڈپارٹمنٹ کو زیادہ ایفیشینٹ بنانے کی کونشن کی جانی چاہئے۔ ان چند الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

شری کے۔ وینکٹ رامارائو۔ مسٹر اسپیکر سر۔ اگر ہم سیلس ٹیکس کے سلسلہ میں فیکرس دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ سنہ ۵۲۰۱ ع میں اس سے جو آمدنی ہوئی وہ (۱۶۸۱۱۹۲) روپیہ ہے۔ سنہ ۵۳-۵۲ ع کے لئے جو اندازہ لگایا گیا ہے وہ (۲۴۶۴۲۸۵۷) روپیہ ہے۔ اس سے معلوم ہوگا کہ تگنی آمدنی حاصل کرنے کی کوشش ہم نے کی۔ لیکن نتیجہ کیا نکلا؟ صرف (۱۹۲۸۶۰۰) روپیہ کے لگ بھگ آمدنی ہونے کی امید نظر آنے لگی ہے۔ ہم نے سیلس ٹیکس کی آمدنی کو بڑھانے کی جو کوششیں کی اوس میں ناکام رہے۔ اس کی وجہ کیا ہے وہ تو بعد میں عرض کروں گا لیکن اس وقت ڈپارٹمنٹ کی ورکنگ (Working) کے متعلق کچھ کہوں گا اور اس ڈپارٹمنٹ کا کسٹمرس (Customers) سے جہاں تک تعلق اوس کے متعلق چند باتیں آئریبل فینانس منسٹر کی توجہ میں لاؤں گا۔ سیلس ٹیکس کی وجہ سے سیلس ٹیکس کے عملہ کو چھوٹے موٹے بیوپاریوں کو ستانے کا موقع مل گیا ہے۔ بڑے بڑے بیوپاریوں کو اپنے کاروبار کے لحاظ سے انکم ٹیکس (Income Tax) کے سلسلہ میں اپنی آمدنی اور خرچ کے باضابطہ حسابات رکھنے پڑتے ہیں۔ اگرچہ کہ اس میں بھی جو حسابات رکھے جاتے ہیں اوس میں چالیں چلیں جاتی ہیں تا کہ انکم ٹیکس سے بچ جائیں۔ اور اس میں وہ لوگ کامیاب بھی ہو رہے ہیں۔ لیکن چھوٹے موٹے جو تاجر ہوتے ہیں اون کے پاس برابر اکاؤنٹ (Account) نہیں ہوتا۔ اور نہ اون کے پاس فنڈاں اکاؤنٹنٹ (Accountant) ہوتے ہیں۔ جن کے ذریعہ وہ اپنے حسابات مکمل رکھ سکیں۔ وہ اس کی زد میں آجاتے ہیں۔ ان کے پاس جا کر آر بیٹریلی (Arbitrarily) محصول عائد کر دیا جاتا ہے۔ سررشتہ کے عہدہ دار تاجر کو قانون سے فائدہ پہنچانے کا رجحان نہیں رکھتے بلکہ تاجروں اور کسٹمرس (Customers) کی لا علمی سے فائدہ اٹھا کر انہیں قانون کی زد میں لانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ نت نئے ٹیکس عائد کیے جاتے ہیں۔ پروویژنل اسسمنٹ (Provisional Assessment) عائد کرنے میں بھی بڑی بیضابطگی ہوتی ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ پریویس ایر (Previous year) کی کوئی ڈیفینیشن (Definition) نہیں کی گئی

ہے۔ انکم ٹیکس ایکٹ (Income Tax Act) میں اس کی صراحت نہیں ہے۔ بریویس ایر میں ہر قسم کے سال آسکتے ہیں۔ عموماً قاعدہ یہ ہے کہ بعض بپو پاری اپنا حساب و کتاب دیوالی سے شروع کرتے ہیں۔ بعض سنہ سنک کے حساب سے اوگادی سے شروع کرتے ہیں۔ لیکن اسسمنٹ اس طرح کیا جاتا ہے کہ ۱۹۵۲-۵۳ ع یا ۱۹۵۳-۵۴ ع۔ اس لحاظ سے سال کا تعین کرنے میں دقت ہوتی ہے۔ جو براویزنل اسسمنٹ ہوتا ہے وہ سال کے ختم پر فائنل کر دیا جاتا ہے اور سال کے ختم ہوتے ہی جس طرح مالگزاری کی وصولی کے لئے ندایہر اختیار کی جاتی ہیں اسی طرح ضبطی مال وغیرہ کے ذریعہ ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ حالانکہ فائنل اسسمنٹ (Final Assessment) ہونے سے پہلے براویزنل اسسمنٹ بقایا نہیں بن سکا۔ ایسا کرنا الیگل (Illegal) ہے۔

اس سلسلے میں کلکٹر کو لکھکر ضبطی کی تعمیل کروائی جاتی ہے بپواریوں کو ستایا جاتا ہے۔ میں اس بارے میں خاص طور پر فینانس منسٹر کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

ایک اور چیز جو میں آنریبل فینانس منسٹر کے علم میں لانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اسسنگ اتھارٹی (Assessing Authority) بھی وہی ہوتی ہے اور اس سلسلے میں کیس کو سماعت کر کے فیصلہ کرنے والے اتھارٹی بھی وہی ہوتی ہے۔ اس طرح عاملہ اور عدلیہ دونوں کے اختیارات ایک ہی شخصیت میں ہونے سے انصاف نہیں مل سکتا۔ میں یہ ادیل کروں گا کہ سیلس ٹیکس کے فائنل اسسمنٹ کے لئے ایک ٹرائیبونل (Tribunal) مقرر کیا جانا چاہیئے۔ جس سے یہ شکایت دور ہو سکے گی۔

میں ایک اور چیز ہاؤس کے سامنے رکھکر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ یہاں ایسے لوگ جو اپنے حسابات نہیں رکھتے ان کے اسسمنٹ کے لئے کوئی پروسیجر نہیں ہے۔ یہ چیز اتھارٹیز (Authorities) کے رحم و کرم پر چھوڑ دی گئی ہے۔ لیکن مجھے علم ہے کہ مدراس اس کے لئے پروسیجر (Procedure) ہے۔ میں کہوں گا کہ یہاں بھی اس کے لئے کوئی پروسیجر ہونا چاہیئے۔

یہ کہا جاتا ہے کہ سیلس ٹیکس کی آمدنی کم ہو گئی ہے۔ اس کی وجہ جہاں تک میں سمجھتا ہوں یہ ہے کہ مڈل ٹریڈرس (Middle Traders) ختم ہو گئے ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ایک دفعہ سیلس ٹیکس عائد ہونے کی وجہ سے ایک پائینٹ پر قیمت میں $\frac{1}{8}$ فیصد کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ ہرشے (۳) ہاتھوں میں سے ہو کر گزرتی ہے۔ فاردی میک آف آر گوونٹ (For the sake of Argument) یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس شرح پر ۶ فیصد ٹیکس عائد ہوتا ہے۔ اس طرح قیمت میں ۶ فیصد اضافہ ہو گیا۔ اس لئے ریٹیلر (Retailer) کا یہ زحمان ہوتا ہے کہ وہ ہول سیل ڈیلر (Whole-sale dealer) سے ہی خرید لے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مڈل ٹریڈر ختم ہو جاتا ہے۔ اسی باعث کاروبار اور دھندے ماند پڑ رہے ہیں یا ختم ہو رہے ہیں اسی لئے سیلس ٹیکس سے جس آمدنی کی امید کی جاتی ہے وہ حاصل

نہیں ہوتی۔ یہ چیز ٹیکریشن سسٹم (Taxation system) میں انٹر کانٹر اڈکشن (Inter-contradiction) کی وجہ سے ہے اس کانٹر اڈکشن کی وجہ سے نہ صرف مڈل ٹریڈرس ختم ہو رہے ہیں بلکہ ٹیکس کا جو اندازہ کیا جاتا ہے وہ وصول نہیں ہوتا۔ ان حالات کی طرف میں فینانس منسٹر کو متوجہ کرتے ہوئے اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

شری عبدالرحمن۔ مسٹر اسپیکر سر۔ کسی بھی حکومت میں فینانس کا محکمہ نہایت اہم ہوتا ہے۔ لیکن اگر ہمارے ریاست کے حسابات کے محکمہ کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہمارا یہ شعبہ تاخیر کرنے رکاوٹیں پیدا کرنے اور نامنصفانہ عمل کرنے میں امتیاز رکھتا ہے۔ مثال کے طور پر میں چند کارروائیوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو ہمارے مالیہ کے محکمہ میں چل رہی ہیں۔ ہمارے پاس ایسے احکام تھے کہ جو ملازم سرکار آف ڈیوٹی (On duty) مارا جائے اس کے ہسپانڈگان کو اس ملازم کی پوری ننخواہ بطور وظیفہ دی جاتی ہے۔ چنانچہ یہ عمل ایک عرصہ تک ہونا رہا۔ لیکن مجھے یہ معلوم کر کے بڑا دکھ ہوا کہ ہماری عوامی حکومت کے تشکیل کے بعد اس گشتی کے خلاف عمل کرنے کیلئے ایک دوسری گشتی سنہ ۵۲ء میں جاری کی گئی۔ چنانچہ اس گشتی کی وجہ سے کئی کارروائیاں معرض السوائ میں بڑی ہیں یا نامنظور ہوئی ہیں۔ مثال کے طور پر میں ایک کارروائی معزز ممبر فینانس کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ سنہ ۸۵ء میں پولس ایکشن سے پہلے ۶۔ آمان کو ایک نائب تحصیلدار ان ڈیوٹی مارے گئے۔ پولس ایکشن کے بعد اس وقت کے کلکٹر نے اس سلسلہ میں کارروائی کی۔ نلگنڈہ کے یہ کلکٹر صاحب کا نام جو گیا یا جو گیا ہے۔ انہوں نے مرحوم کے ہسپانڈگان کو پورا وظیفہ جاری کرنے کی کارروائی کی منظوری چاہی۔ مراحل طے کرتی ہوئی کارروائی معتد مالگزاری کے پاس آئی اور اسکے بعد اس وقت کے صدر المہام مالو جو آج چیف منسٹر ہیں ان کے پاس یہ کارروائی پیش ہوئی۔ انہوں نے بھی مراسلہ نشان (۳۳) مورخہ ۳ بہمن سنہ ۹۵ء کے ذریعہ اسکی سفارش کی۔ لیکن مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ فینانس کے غیر صحیح اور نامنصفانہ عمل کی وجہ سے آج تک اس بیوہ کا وظیفہ جاری نہیں ہوا ہے۔ متعلقہ ذمہ دار عہدہ دار کی منظوری کے بعد بھی فینانس ڈپارٹمنٹ اسکی اجازت نہیں دیتا۔ ۸۵ء سے اس کارروائی کو آج ۳ سال ہو گئے ہیں اب تک اس کارروائی کا نتیجہ نہیں نکلا۔ بیچاری بیوہ پریشان ہے۔ جب سیول انمنسٹریئر تھے انہوں نے عارضی طور پر نصف وظیفہ اجرا کیا تھا۔ قطعی تصفیہ کے متعلق متعدد درخواستیں دینے اور توجہ دلانے کے باوجود محکمہ مالیہ نے کوئی توجہ نہیں کی۔ اس طرح سیکڑوں مثالیں ہیں۔ مجھے وقت نہیں کہ اتنی تفصیل ہاؤس کے سامنے پیش کرسکوں۔ مجھے یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ وہاں کارروائیاں عمداً ڈلے (Delay) کی جاتی ہیں۔ اس طرح کارروائیاں روک رکھنے سے اگر حکومت کو کسی قدر سرحد کا فائدہ ہو جاتا تو کم از کم اسکو گوارا کر لیا جاتا لیکن محض تعادل کی بنا پر یہ عمل ہوتا ہے جو قابل توجہ ہے۔

سرشتہ حسابات کی جانب بھی مجھے ترجہ دلانا ہے۔ وہاں سینیر ملازمین کو نظر انداز کر کے جرنلرس کو برقی دیجاتی ہے۔ میرے پاس ایسی بھی مثالیں ہیں کہ آئی۔ جی۔ پی آفس (I. G.'s Office) میں (م) نان میٹریکیولیس (۱۰۰) یا اس سے زیادہ تنخواہ پر ہیں باوجود اسکے کہ.....

ڈاکٹر۔ جی ایس ملکوٹے۔ اسیکرٹری۔ میں معافی چاہتا ہوں آئی جیز آفس () میرے تحت نہیں ہے۔

شری عبدالرحمن۔ بہ حال جو محکمہ فینانس کے تحت ہوں کم از کم انکی حد تک آنریبل وزیر فینانس توجہ فرمائیں۔ کئی بیضا بطگیاں ہوتی ہیں۔ میں بطور خاص خزانہ عامرہ کی جانب آنریبل منسٹر کو مترجہ کرنا چاہتا ہوں۔ غالباً وہ بھی واقف ہونگے کہ اگر کوئی بڑا وظیفہ حاصل کرنے کیلئے جاتی ہے تو اس کو کسمندر پریشان ہونا پڑتا ہے یا عدا کیا جاتا ہے۔ دو روایے وظیفہ حاصل کرنے کیلئے اس بیوہ کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اپنا فوٹو داخل کرے۔ زندہ رہنے اور یہاں ہی رہنے کی تصدیق لائے۔ تصدیق کیلئے عدالت میں جاتے ہیں تو تین روپیہ حلف نامہ پر۔ درخواست کے ٹکٹ اور تصدیق کے مراحل طے کرنے تک ایک سال میں جو وظیفہ ملتا ہے اس سے زیادہ خرچہ صداقت نامہ کے حصول کیلئے برداشت کرنا پڑتا ہے۔ ایسا نہیں کہا جاسکتا کہ یہ ساری دقتیں عدا پیدا نہیں کیجاتی ہیں۔ معلوم تو ایسا ہوتا ہے کہ دفاتر تحت کے نام اعلیٰ دفاتر کے ایسے احکام ہیں کہ جہاں تک ہوسکے رکاوٹیں پیدا کیجائیں۔ یا یہ کہ دفتر کے ملازمین بددیانتی یا ناجائز طریقہ پر حصول منفعت کی خاطر ایسی پیچیدگیاں پیدا کرتے ہیں۔ میں معزز وزیر فینانس سے درخواست کرونگا کہ کبھی وہ خود وظائف کی تقسیم کے وقت ایک گھنٹہ کیلئے جائیں اور حالات کا بچشم خود معائنہ کریں۔ اگر یہ حالات صحیح ہوں تو انکے اصلاح کی کوشش کریں۔ اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

Shri Shamrao Naik (Hingoli-General) : Mr. Speaker, Sir, During the last Session when the Amending Bill on General Sales-Tax was introduced by the hon. Finance Minister, I had moved an amendment requesting him to withdraw the levy of sales-tax on cotton. The levy of sales-tax on cotton is not, in my opinion, warranted by principles of finance. Moreover, under the Act passed by the Parliament also, it has not got any moral support. Even though I had pressed this argument before the hon. Finance Minister during the last session, I regret to find that no due care and attention was paid to my suggestion uptil now. As I said, the Parliament has passed an Act declaring certain commodities as essential to the life of the community. Though our Act regarding levy of sales-tax on cotton was passed only eight days before the Parliament Act, yet I feel that it is our duty to withdraw the levy of sales-tax on cotton.

Secondly, I would like to draw the attention of the House to the fact that our experience during the last year has proved beyond doubt that the collection of sales tax is far from expectations. During the discussion on the Budget last year, it was anticipated that this multiple-point sales tax would fetch sufficient amount and add to the coffers of Government to a considerable extent. But it has not even yielded Rs. 2 crores during the last year in spite of the fact that the rate of tax was increased and it was made multiple-point. I would like to invite the attention of the hon. Finance Minister to the fact that though the tax that is collected is at the rate of 2 per cent. in actual practice, the purchaser gets the article from the seller at a rate much less than actually declared by the Government. Thus, though the burden of tax falls at Rs. 2, the purchaser gets the article at a far less rate—he gets it at Rs. 5 less than the actual price declared by Government. Taking these things into consideration, I feel that the levy of sales tax on cotton is neither warranted by moral principles nor by the enactment passed by the Central Parliament.

Under these circumstances, I would request the hon. Finance Minister to consider my suggestion and include cotton in the list of exempted goods by way of an amendment to General Sales Tax.

شری جی۔ سری راملو۔ مسٹر اسپیکر سر۔ میں فینانس ڈپارٹمنٹ کے ڈیمانڈ پر لائے ہوئے کٹ موشن کے سلسلہ میں کچھ کہنے سے پہلے جنرل اڈمنسٹریشن (General Administration) پر اپنے خیالات کا اظہار کرونگا۔ نہ صرف بلذہ میں بلکہ اضلاع میں بھی ملازمین کو سیلریز (Salaries) کے ملنے میں تاخیر ہوتی ہے۔ حال میں آئرلینڈ میں اسٹریٹس نے اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ کپل کے ایک ملازم سرکار کو رقم بروقت نہ ملنے کی وجہ سے موت کا شکار ہونا پڑا۔ اسی طرح بلس (Bills) کے منظور ہونے میں بھی ناقابل برداشت تاخیر ہوتی ہے۔ رد ٹیپزم (Red-Tapism) پڑھ گیا ہے۔ سیلریز (Salaries) کی اجرائی کیلئے ایک بڑا کیو (Que) لگا رہتا ہے۔ ہر بل (Bill) کی بغیر کچھ دئے کے منظوری نہیں ہوتی۔ اگر کانگریس راج میں اس قسم کا اندھیر ہو تو میں نہیں سمجھتا کہ اس زمانے میں گزشتہ زمانے کے مقابلے میں کانگریس حکومت نے کیا اپروومنٹ (Improvement) کیا ہے؟ ملازمین سرکار کو جائز اور حلال تنخواہ کے پائے کیلئے رشوت دینی پڑتی ہے اور اس کے باوجود بھی تاخیر ہوتی ہے۔ مجبوراً اسکو سود ادا کر کے قرضہ لینا پڑتا ہے اور اس طرح سود ادا کرتے کرتے مرجانے کی نوبت آجاتی ہے۔ فینانس منسٹر کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے اور انوسٹیگیشن (Investigation) کر کے تاخیر کے ذمہ دار لوگوں کو سزا دینی چاہئے تاکہ ایسی خرابیاں دور ہوں۔ میرا خیال ہے کہ (۲) فیصد ملازمین

کو بھی بروقت نہ خواہ نہیں ملتی ہے۔ مہینوں بلکہ سالوں سے بندنگ (Pending) میں رہتا پڑتا ہے۔ اس طرف توجہ کی جانی چاہئے۔

اسکے بعد سلسلے ٹکس (Sales Tax) کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ سنہ ۵۲-۵۳ء کی آمدنی کا اندازہ (۲۴۶) لاکھ رکھا گیا تھا۔ لیکن حقیقی آمدنی اتنی نہیں ہوئی۔ معلوم ایسا ہونا ہے کہ اسٹیمیشن (Estimation) میں ”خواب کا محل“ بنایا گیا تھا۔ اسٹیمٹ ٹھیک نہیں تھا۔ حسابات ٹھیک نہیں تھے۔ بجٹ اسٹیمیشن (Budget estimates) روٹیزڈ اسٹیمٹس (Revised estimates) اور ایکچوولس (Actuals) میں اتنا بڑا فرق رہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اس فنانس ڈیپارٹمنٹ سے ایک بننے کے حساب کتاب کی حالت زیادہ اچھی ہوتی ہے۔ وہ اپنے آمد و خرچ کا پورا پورا حساب رکھا ہے۔ ہمارے فنانس ڈیپارٹمنٹ کی حالت اس سے بھی بدتر ہے۔ یہی حالت رہے تو پلاننگ (Planning) میں ہم کس طرح آگے بڑھ سکتے ہیں؟ سلسلے ٹکس (Sales Tax) سے متعلق جو امیدیں فنانس منسٹر نے ظاہر کی تھیں وہ پوری نہیں ہوئیں اور (۲۵) لاکھ کی کمی واقع ہو گئی اسکی وجہ کیا ہے؟ جب ہم کسی دکان پر جائیں تو دکاندار دریافت کرنا ہے کہ ”میلز ٹکس کی رسید چاہئے یا بغیر رسید کے دوں؟“ شاید فنانس منسٹر کو کسی دکان پر جانے کا اتفاق نہیں ہوتا۔ سی۔ آئی۔ ڈی۔ (C. I. D.) کے ذریعہ اسکا ہتہ چلائیں کہ ایسا ہوتا ہے یا نہیں۔ چالباز دکاندار کس طرح حکومت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں یہ معلوم کر کے انکی چالبازیوں کا انسداد کیا جانا چاہئے اور ایسے مینتھ (Method) استعمال کرتے چاہئیں جن سے ایسی چالبازیوں کی روک تھام ہو۔ ویزہ خدشہ ہے کہ اس سال میلز ٹکس کی آمدنی اور کم ہو جائیگی۔ آج کل دیگر پرووینس (Provinces) میں بھی آمدنی کا ذریعہ سلسلے ٹکس ہو گیا ہے جسکی وجہ سے دیگر پرووینس آگے بڑھ رہے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ حیدر آباد اس معاملہ میں کیوں کمزور ہے۔ امید کہ اس بارے میں آئریبل فنانس منسٹر کوئی مناسب قدم اٹھائیں گے۔ سلسلے ٹکس ڈیپارٹمنٹ کا خرچہ بھی بہت بڑھا ہوا ہے اسکا اکسپنڈیچر (Expenditure) (۸) لاکھ ہے۔ یہ ڈپ ہیوی اڈمنسٹریشن (Top Heavy Administration) ہے۔ کمشنر (Commissioner) ڈپٹی کمشنر (Deputy Commissioner) جملہ (۲۲۵۰) تنخواہ اور الوس ہاتے ہیں۔ اس طرح اسکی آمدنی کا بڑا حصہ وہی لوگ کھا جاتے ہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے بلکہ ٹھیک طور پر کام کرنا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈپ ہیوی اڈمنسٹریشن کو نکالنے کیلئے آئریبل فنانس منسٹر جو خود ان ہائے سیریز (High Salaries) کے خلاف ہیں اپنی پارٹی میں اس مسئلہ کو رکھ کر پارٹی میں اپنا اثر استعمال کر رہے۔

اب میں اسٹینٹک ڈیپارٹمنٹ (Statistics Department) کی طرف آتا ہوں میرا خیال ہے کہ اسٹینٹک ڈیپارٹمنٹ کا اتنے بڑے اکسپنڈیچر (Expenditure) کے ساتھ رہنا بالکل غیر ضروری ہے مجھے معلوم ہے کہ اسٹینٹک ڈیپارٹمنٹ کی بنیاد اور

اون کی انفرمیشن (Information) زیادہ تر ریونیو ڈپارٹمنٹ (Revenue Department) سے حاصل کیجاتی ہے۔ جب کبھی کسی انفرمیشن کی ضرورت ہوتی ہے تو ہر اہر کلکٹر اور تحصیل آفس کو لکھکر مواد منگوالیا جاتا ہے۔ محض اس کام کے لئے (۱۱) آئیم مقرر کئے گئے ہیں اور اتنی بڑی رقم صرف کیجارہی ہے۔ ان آئیمس کی تفصیل یہ ہے۔

1. Direction—Rs. 2,17,540
2. Statistics Inspector—Rs. 16,710
3. Temporary establishment of cotton scheme—Rs. 7,290
4. Temporary scheme of Gazetteer—Rs. 6,040
5. Scheme for collection of data of wages of labourers, City—Rs. 30,000
6. Scheme for collection of data of wages of labourers, District—Rs. 14,650
7. Financial Statistics Scheme—Rs. 10,800
8. Livestock Scheme—Rs. 9,240
9. Agricultural Statistics Dept.—Rs. 2,19,830
10. Central Records Office—Rs. 2,18,300
11. Coordinated Crop cutting—Rs. 40,700

اس طرح (۱۱) آئیمس پر جملہ (۸) لاکھ روپیہ خرچ ہوتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی ایسا ڈپارٹمنٹ ہے جو اپنے انفرمیشن ریونیو آفس سے نہ لیتا ہو۔ جب اس قسم کے اسٹیسٹکس (Statistics) کے لئے ریونیو ڈپارٹمنٹ (Revenue Department) سے مدد لے سکتے ہیں تو پھر اتنی بڑی رقم اس پر خرچ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اتنا تو میں بھی سمجھتا ہوں کہ دیش کو آگے بڑھانے کے لئے اوس کی ترقی کے لئے پلانز (Plans) تیار کرنے کے لئے اسٹیسٹکس کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہر ملک میں ترقی اور پروگریس (Progress) لانے کے لئے اسٹیسٹکس کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن ہمارے یہاں کا اسٹیسٹکس ڈپارٹمنٹ اپنی جگہ بیٹھکر خواہ مخواہ اپنا خرچہ دوسرے محکموں پر ڈالتا ہے۔ اگر حیدر آباد میں ایک منٹرل آفس باقی رہے تو وہ ڈسٹرکٹ کے ریونیو ڈپارٹمنٹس سے مواد حاصل کر سکتا ہے۔ باقی حصہ کو اگر ختم کر دیا جائے تو اوس سے (۳) لاکھ روپیہ کی بچت ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ اسٹیسٹک ڈپارٹمنٹ کا کام کافی تاخیر سے ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ جب اسمبلی میں سوالات کئے جاتے ہیں کہ ملک میں کتنی کلتیو ایل لینڈ (Cultivable land) ہے۔ یا ملک میں کتنی سیت منڈھیاں ہیں۔ یا یہ کہ کتنی ہرپوک زمین ہے۔ امپلائڈ (Employed) اور ان امپلائڈ لیبر (Unemployed labour) کی تعداد کتنی وغیرہ وغیرہ تو اس کے اسٹیسٹکس وقت پر نہیں ملتے۔ اگر اسٹیسٹک ڈپارٹمنٹ کا کام وقت پر انجام دیتا ہو

سوالات کی نوٹس کے لئے بجائے (۱۵) دن کی مدت رکھنے کے ساتھ آٹھ روز کافی ہوتے اور جوابات فوری مل سکتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ عموماً منسٹرس جواب کے لئے سہاگ مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انفارمیشن ازیمنٹنگ کلکٹڈ (Information is being collected) اس وجہ سے میں کہنا ہوں کہ اسٹیشنڈ ڈیپارٹمنٹ برابر کام نہیں کر رہا ہے۔ اسٹیشنڈ ڈیپارٹمنٹ دوسرے ڈیپارٹمنٹس پر انحصار کرتا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ ایسے ڈیپارٹمنٹ کے صرف سنٹرل آفس کو رکھا جائے اور باقی کو ختم کیا جائے بوسونگ (Saving) ہوسکیگی اس طرح خزانہ بھی بھرسکیگا اور دوسری طرف اکائی (Economy) بھی ہوسکیگی۔

The House then adjourned for recess till Eleven of the Clock

The House reassembled after recess at Eleven of the Clock

(Mr. Speaker in the Chair)

شری مخدوم محی الدین۔ مسٹر اسپیکر سر۔ لوئس اڈوانسز کی منظوری کے سلسلہ میں میں نے کٹ موٹن پیش کیا ہے۔ اس سلسلہ میں مختصراً چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

سنگارنی کالیریز کے لئے (۱۶) لاکھ روپیہ اور ہٹی گولڈ مائنس کے لئے (۳) لاکھ (۴۲) ہزار کا اڈوانس (Advance) دیا جا رہا ہے۔ جہاں تک ہٹی گولڈ مائنس کا تعلق ہے آنریبل فینانس منسٹر نے فرمایا تھا کہ حکومت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں اس کو ٹھیک طور پر نہیں سمجھ سکا۔ یہ ہوسکتا ہے کہ جہاں تک مزدوروں کے مسائل کا تعلق ہے یہ سوال مرکزی سوال یا سنٹرل سبجکٹ (Central Subject) ہوسکتا ہے۔ یہ چیز سمجھ میں آسکتی ہے۔ لیکن جب حکومت کی ایک بہت بڑی رقم اس میں انوسٹڈ (Invested) ہے۔ حکومت کی جانب سے بورڈ آف ڈائریکٹر مقرر ہے جس کے چیئرمین (Chairman) خود آنریبل فینانس منسٹر ہیں۔ ایک بڑے اسلائر کی حیثیت سے اور ایک بڑے شیر ہولڈر کی حیثیت سے اس میں حکومت کا دخل ہے تو اس سے حکومت کا تعلق ہونا چاہئے۔

جب حکومت کی جانب سے اتنی رقم سنگارنی کالیریز یا ہٹی گولڈ مائنس کو دی جا رہی ہے تو ہم کو یہ دیکھنا پڑیگا کہ حکومت کا اس پر کس طرح کنٹرول ہے۔ کن مدت پر یہ رقم صرف کیجاٹگی۔ حکومت وہاں کیا انتظام کرے گی وغیرہ۔ کیونکہ جو رپورٹ ہم کو دی گئی ہے اس سے کچھ اندازہ ان چیزوں کا نہ ہوسکا۔

پہلے تو میں ہٹی گولڈ مائنس کے سلسلہ میں عرض کرونگا کہ وہاں مزدوروں کے جو مطالبات ہیں وہاں کی یونین کی طرف سے حکومت کے سامنے رکھے گئے۔ لیکن اب تک کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ خاص طور پر وہاں کے مزدوروں کے مکانات کے بارے میں ایک نہیں کئی مرتبہ توجہ دلائی گئی۔ مزدوروں کی جانب سے اس سلسلہ میں کافی جدوجہد ہوئی۔ اسی ایوان کے سامنے کئی مرتبہ اس مسئلہ کو اٹھایا گیا لیکن کوئی عمل نہیں ہوا۔

حالانکہ حکومت کی حیثیت وہاں کے ایک بڑے شیر ہولڈر کی ہے۔ جس کے بورڈ آف ڈائریکٹر کے چیئرمین (Chairman) خود آنریبل فینانس منسٹر ہیں لیکن انہوں نے انٹی پوزیشن اس بارے میں صاف نہیں کی کہ مزدوروں کے مکانات کے لئے حکومت کے پاس کونسی تجویز زیر غور ہے۔ کہا پلان عمل میں لانا چاہتے ہیں۔ آنریبل فینانس منسٹر خود وہاں تشریف لے جا چکے ہیں۔ انہوں نے اپنی آنکھوں سے وہاں کے حالات کا معائنہ فرمایا اور وہ متاثر ہوئے۔ وہ جانتے ہیں کہ وہاں کے لوگوں کو مکانات نہ ہونے کی وجہ سے اون کی صحت پر کس قدر برا اثر پڑ رہا ہے۔ اونکی سوشل زندگی کس قدر مصیبت کی زندگی بن گئی ہے۔ اس لئے اب جوں (Loan) (Advance) اڈوانس) کیا جا رہا ہے اوس کے متعلق ہم جانا چاہتے ہیں کہ وہ کس طرح صرف ہوگا؟ کس پر صرف ہوگا؟ حکومت کا سپر کسٹرچ کا کنٹرول رہے گا؟ اس سے پہلے یہ بات ہمارے علم میں لائی گئی کہ ہٹی گولڈ مائنس ہرافٹنگ کنسرن (Profiting concern) نہیں ہے۔ یعنی وہاں زیادہ منافع نہیں ہو رہا ہے وغیرہ۔ لیکن جہاں تک اعداد و شمار کا تعلق ہے اون سے بتہ جدا ہے کہ بچھلے دو تین مہینوں میں سونے کی پیداوار گھٹی نہیں بلکہ بڑھ گئی ہے۔ اوس زمانے میں بھی جب کہ وہاں کے مزدوروں پر سبہ گروہ کے الزام لگائے گئے تھے پیداوار میں کمی نہیں ہوئی بلکہ اضافہ ہوا تھا۔ اوس زمانے میں تقریباً (9) سو اونس سوٹا نکلتا تھا اب تقریباً (11) سو اونس سونا نکلتا ہے۔ اور آئندہ بھی نکلنے کی امید ہے کیونکہ وہاں نئی مشینیں لگائی گئی ہیں اور بہتر طریقے پر کام ہو رہا ہے۔ ایسی صورت میں یہ کہنا کہ وہ ایک ڈوبتا ہوا کنسرن ہے کہاں تک درست ہو سکتا ہے؟ یہ صحیح ہے کہ سونے کی قیمت گرنے کی وجہ سے اس پر یقیناً اثر پڑا ہوگا۔ لیکن انڈسٹریز کے متعلق جو رجحان بتایا گیا وہ فلووننگ (Flourishing) ہو سکتا ہے بشرطیکہ حکومت کی ان پر اچھی طرح نگرانی ہو۔ اس سلسلہ میں میں دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جو رقم دی جا رہی ہے وہ کس حیثیت سے خرچ کی جائیگی؟ حکومت کا اس پر کیا کنٹرول ہوگا؟ سنگارینی کالیریز کے بارے میں حکومت کہہ سکتی ہے کہ وہ مائنس خسارہ میں چل رہی ہیں۔ لیکن پھر بھی وہاں کے مزدوروں کی جو بہت سے پرانی مانگیں تھیں وہ پوری نہ ہو سکیں۔ ان کی اجرتوں کا سوال تھا۔ اون کے مہنگائی بھتہ کا سوال تھا۔ اون کے راشن اور ان کے مکانات کے سوالات تھے۔ اسکے علاوہ اور دوسرے بھی سوالات تھے جو بنیادی تھے۔ لیکن کمپنی کا یہ رویہ رہا ہے کہ وہ ان سوالات پر سوچنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ وہاں بعض ایسی مانگیں بھی کی گئیں تھیں جن کے بارے میں ٹری پارٹائیٹ کانفرنس (Tripartite conferences) بھی ہوئیں۔ جن امور کے بارے میں حکومت۔ کمپنی اور مزدوروں کے نمائندوں نے مل جل کر تصفیہ کیا اون کو بھی عمل میں نہیں لایا جا رہا ہے۔ اس کانفرنس میں یہ تصفیہ بھی ہوا تھا کہ دیر سے سو فی صد مہینگی بھتہ دیا جانا چاہئے لیکن اب تک بھی اس کو عمل میں نہیں لایا گیا۔ حالانکہ یہ فیصلہ حکومت مالکوں اور مزدوروں کے نمائندوں کا متفقہ فیصلہ تھا۔ دوسری جگہ مثلاً بہار وغیرہ میں اس کو عمل میں لایا گیا لیکن سنگارینی کالیریز اور دوسرے علاقوں

مثلاً بیلیم دلی یلندو وغیرہ میں اس پر عمل نہیں ہو رہا ہے۔ ایسے حالات میں یمناً ہاؤس یہ جاننے کا حق رکھتا ہے کہ جو (۱۶) لاکھ کا اڈوانس دیا جا رہا ہے وہ کس حسنت سے صرف ہوگا؟ حکومت کا کیا کنٹرول رہیگا؟ اب تک کیا ہوا اور آئندہ کیا ہونے والا ہے؟ مجھے اسد ہے کہ آئربیل منسٹر اس کے بارے میں ہمیں معلومات فراہم کرینگے کہ جو رقم دیکھا رہی ہے اسکو کس طرح خرچ کیا جائیگا؟ میں یہ کہہونگا کہ سداوار بڑھانے میں اور مزدوروں کی جو دفنی ہیں اور اون کی جو سکا دیں ہیں اون کو دور کرنے میں اس سے کام لیا جائے۔ ضرورت ہے کہ حکومت اس جانب کافی نگرانی کے ساتھ رقمات صرف کرے۔ سرماسک کے بارے میں بھی مجھے بہت کچھ عرض کرنا ہے لیکن میں فی الحال ڈی گولڈ مائینس اور سنگارانی کالیرز کے بارے میں ہی کہنا چاہتا ہوں کہ آئربیل منسٹر اس پر خاص طور پر غور کریں۔ آئربیل منسٹر نے ڈی گولڈ مائینس کے متعلق فرمایا کہ حکومت کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ مجھے اس کا مطالب اور منہ بوم سچہ میں نہیں آسکا۔ حالانکہ حکومت کا اس میں (۶۰) فی صد حصہ ہے وہاں کی کمینی میں ہمارے اڈوائزرس اور انجینیرس کام کر رہے ہیں۔ اگر ریاست کا اوس پر کوئی کنٹرول نہ ہو تو وہ انڈینڈنٹلی (Independently) کیسے کام کر سکیگی؟ میں چاہتا ہوں کہ وہاں سے جو مانگیں حکومت کے سامنے آ رہی ہیں وہ اس اڈوانس (Advance) کی منظوری سے قبل پوری ہونی چاہئیں۔ وہاں کے متعلق متعدد شکایتیں ہیں جنہیں کئی بار حکومت کے علم میں لایا جا چکا ہے۔ کمینی کے علم میں بھی لایا جا چکا ہے۔ کئی مزدوروں کو کنوکٹ (Convict) کر کے جیلوں میں بھر دیا گیا ہے۔ ابھی کئی مزدور مزدوری پر نہیں لائے گئے۔ ان کے مکانات کا مسئلہ بھی خاص طور پر قابل توجہ ہے۔ میں حکومت سے پھر خواہتاں کرونگا کہ وہ اس پر اچھی طرح نگرانی کرے جس سے پراڈکشن بھی بڑھے اور مزدوروں کو بھی سہولت حاصل ہو اور انہیں مدد ملے۔

شری. مانیکچند پھڈے (فولماری) :—سماپتی مہودے, अभी जो रिक्रेशन मोशन्स (Reduction Motions) आये हैं उनके बाबत मुझे चंद बातें अर्ज करनी हैं। पहले तो मैं सेल्स टॅक्स बारे में कहूंगा। मल्टिपल सेल्स टॅक्स (Multiple Sales Tax) नहीं होना चाहिये यह जो अंतराज किया जा रहा है वह सही नहीं है। मल्टिपल टॅक्स यहां पर तीन साल पहले से नाफिज है लेकिन कानून के बाद हमारे यहां उसके बाबत में मुव्हमेंट (Movement) और सत्याग्रह बरपूर करने की कोशिश की गयी थी। उसके पहले कभी भी किसी भी व्यापारी ने जिस मल्टिपल पॉइंट के बाबत अंतराज नहीं किया और न किसी पार्टी ने जिसे सिंगल पॉइंट (Single point) करने के लिये कहा। लेकिन अब दो पैसे के चार पैसे करने के बाद यह अंतराज किया जा रहा है। इसीलिये असूल से यह अंतराज सही नहीं है, बल्कि महज टॅक्स बढ़ाया गया है यह अंतराज किया जा सकता है। लेकिन यह कहना कि मल्टिपल पॉइंट के बजाये सिंगल पॉइंट होना चाहिये, सही नहीं है। मद्रास में मल्टिपल पॉइंट कभी साल से चल रहा है, लेकिन मद्रास के जिलों में जिसय बाबत कोभी अंतराज नहीं किया गया। बंबयी में रेट (Rate) बढ़ जाने से वहां पर सत्याग्रह शुरू हुआ और उसी तरह से सौराष्ट्र में भी सत्याग्रह हुआ। लेकिन दरअसल मल्टिपल पॉइंट टॅक्स गव्हर्नमेंट के लिये मुफीद हो सकता है, और जो लोग जिस टॅक्स को टालने की कोशिश करते हैं

कभी न कभी मल्टिपल पॉइंट में गिरफ्तार किये जा सकते हैं और अनुसे यह टैक्स वसूल किये जा सकता है।

श्री. व्ही डी. देशपांडे :—बंबई में पहले सिंगल पॉइंट था अब मल्टिपल हुआ है।

श्री. माणिकचंद पहाडे :—लेकिन मद्रास में कभी साल से मल्टिपल पॉइंट था। यहां कभी साल से मल्टिपल था, लेकिन उस वक्त आपकी तरफ से कोई अंतराज नहीं किया गया था।

असके बाद सेल्स टैक्स वसूल करने में जो जरूरी चीज होनी चाहिये वह यह है कि सेल्स टैक्स के जो काम करनेवाले लोग हैं उनको जिन जवानों में बहीखाता रखा जाता है वो जवानें जानें जरूरी हैं। लेकिन इस वक्त जो रिक्रूटमेंट (Recruitment) किया जाता है वह ऐसे लोगों का होता है जो उन जवानों को नहीं जानते। इस वजह से इस सेल्स टैक्स को चुराने की बहुत कुछ गुंजायिश व्यापारियों को मिल जाती है। असलिये मैं अर्ज करूंगा कि जहां जिन जवानों में बहीखाता रखा जाता है, वहां असे ही लोगों को रिक्रूट किया जाय जो उन जवानों को जानते हैं, ताकि वे जान सकें कि सही हिसाबत रखे गये हैं या नहीं, अन्होंने कही गलती की है या नहीं, या किस तरह से टैक्स चुराने की कोशिश की गयी है, इसका पता चल सके।

असके साथ साथ मैं दूसरी अक बात अर्ज करना चाहता हूं। सेल्स टैक्स डिपार्टमेंट की तरफ से हिसाब किस तरह से रखना चाहिये इसकी कुछ हिदायतें व्यापारियों को दी जाय ताकि व्यापारी उसी ढंग से हिसाब रख सकें, और गव्हर्नमेंट को भी सहूलियत हो सके। यह भी होता है कि जो अन्स्पेक्टर लोग वहां जाते हैं वे मनमाने तरीके से हिसाब लगाते हैं, किसी को माफ किया जाता है तो किसी को बहुत ज्यादा देना पडता है। अगर कोई शख्स उस जांच करने वाले को खुश करदे तो उसको माफ किया जाता है और कोई उसको खुश न करे तो उसको बहुत ज्यादा टैक्स देना पडता है। इन बातों को हल करने की गरज से यह नय रिफार्म्स करना जरूरी है।

असके साथ साथ हमारे जो देहात के दूकान हैं मेरा तजरूबा है कि इस वक्त उनके बिक्री की सभी चीजों की कीमतें आम तौर पर बढ गयी हैं। इस लिहाज से साडेसात हजार की जो हमने मियाद रखी है उसको बढाकर २५ हजार किया जाना चाहिये। आज नीचे के गरीब दूकानदारों को कोई फायदा नहीं हो रहा है। अगर इस मियाद को हम नहीं बढायेंगे तो छोटे दूकानदारों को नुकसान होगा। आज बडे केपिटलिस्ट (Capitalists) इससे फायदा उठा रहे हैं क्यों कि वे तो नीचे के दूकानदारों को ज्यादा भाव से माल दे सकते हैं और छोटे दूकानदारों से कम भाव में माल बेच सकते हैं। असलिये अगर नीचे के दूकानदारों को बचाना है तो २५ हजार तक मियाद बढानी चाहिये।

असके बाद में पेनशन के बाबत अर्ज करूंगा। असके संबंध में गोरवाला कमेटी ने भी हिदायत दी है। उस लिहाज से पेनशनपर जो संहगाजी भत्ता दिया जा रहा है वह सिर्फ उन लोगों को दिया जिनको २०० रुपये तक पेनशन मिलती है। इससे ऊपर वालों को किसी तरह का भत्ता न दिया जाय। इस तरह हमारे फायदानास्त में कम से कम २० लाख रुपये का अजिाफा होगा। इस लिहाज से हमको इस तरह की कोशिश करना जरूरी है।

अन दो चीजों के सिवा जो स्टैटिस्टिक्स डिपार्टमेंट (Statistics Department) है उससे बहुत कम काम हो रहा है। जो चीजें हम चाहते हैं जिनकी हमें जरूरत है प्लैनिंग के लिये जो जो बातें हमें मिलना जरूरी हैं वो अगर हम इस डिपार्टमेंट से प्राप्त नहीं कर सकते तो इस पर अतना खर्च करना गैरजरूरी हो जाता है। इसलिये स्टैटिस्टिक्स डिपार्टमेंट की तरफ तबज्जेह फर्मायी जाय इस डिपार्टमेंट से जरूरी मवाद किस प्रकारसे हासिल करना चाहिये इसके बारे में कोअी योजना तैयार की जानी चाहिये अंक ही वक्त में सब तरफ के स्टैटिस्टिक्स हासिल करने की कोशिश की जायगी तो अंक भी जगह के पूरे मालूमात हासिल नहीं होंगे उसके लिये कुछ समय नियुक्त करना चाहिये कि छः महीने के अंदर फलाने स्टैटिस्टिक्स तैयार होने चाहिये। इस तरह से कोअी योजना बनायी जाय, और उसके मुताबिक काम किया जाय, तो आबिदा प्लैनिंग (Planning) करने में हमें सहूलत हो सकती है। इसी तरह से इस डिपार्टमेंट में सुधार किया जा सकता है और मैं समझता हूं कि गव्हर्नमेंट जो कुछ इसपर खर्च करती है उससे जनता को फायदा हो सकता है।

Mr. Speaker : How many Members will be able to follow the hon. Member. Please speak in some other language.

Shri L. K. Shroff : It is difficult for me to speak in Hindi which is the language mostly understood by Members.

Mr. Speaker : The hon. Member can try to speak in English.

Shri L. K. Shroff : Mr. Speaker, Sir, an attempt has been made here to take objection to the incidence of Sales Tax on a multiple point. It is very well known that businessmen are very careful and tactful to evade taxes. They maintain many registers with different entries. Even as regards the incidence of Income Tax, it is very well known that the merchants maintain many registers to evade paying the tax or to pay as little as possible. Because of these manipulations, they plead that it is very difficult for them to maintain accounts. If a businessman is honest, I am sure, he would not find any difficulty. I have known some businessmen, who maintain honest accounts and every month, even without receiving any notice from the Sales Tax Department, they produce figures of their sales. They have not expressed any difficulty or objection. They too have expressed one difficulty, and that is that the incidence of sales tax is different on different commodities. This makes it difficult for them to maintain various accounts. There is the tax on luxury goods which is different from the sales tax on certain other commodities. Because of this, they find it very complicated to maintain accounts; otherwise there is no difficulty at all. Only those who intend to evade paying taxes and who are ingenuous in doing so, put forward this plea due to self-interest.

Sales Tax is one of the two big items of income to Government through indirect taxes, particularly because, the policy of the Government is towards prohibition. If that comes about, the major source of income to the Government would be only sales tax. Besides this, it is a flexible source of income. So means should be found out to get as much income as is possible from this source. I would welcome and support a suggestion, if at all it is to be made, for amending article 286 of the Constitution, so that the sales tax could be made incident upon transactions outside the State also so that a dependable source of income could be found. Already many criticisms have been made about our taxation policy, and all possible sources of income have been exhausted. If more money is to be found for the various development plans of the Government, then this source of income has got to be developed as far as possible. Therefore, I would rather suggest to the House that we should think of getting article 286 amended for the purpose of making the sales tax incident at all points and getting as much income from this source as possible.

Mr. Speaker : Dr. G. S. Melkote.

Shri V. D. Deshpande : There are certain items which have not been explained either in the budget notes or by the Finance Minister. For example, in his previous speech there is the airways scheme. This is a new scheme, on which about 6 thousand rupees are going to be spent and no explanation is to be found. Then there is irrecoverable advance to the tune of 18 thousand rupees. We do not know what these advances are and why they are being written off. I hope the hon. Minister for Finance will explain these items to enable us to decide whether to vote for it or not.

Dr. G. S. Melkote : Mr. Speaker, Sir, In my reply, to the debate on the budget, I tried as far as possible to clear the path for myself, so that criticisms might not be levelled against the budget. In spite of that certain criticisms have been made and I consider them quite valid. I know the shortcomings. I explained during the debate on the budget that this year we were trying to conform to the same all-India standards. Some instructions were received by us in this regard. Then there is the change-over from Hali to I.G. and in the process of integration, some difficulties have arisen which we have referred to the Accountant-General as well as to the Centre. One such case is the question of the R.T.D. itself, which has been raised by one of the hon. Members,

who said that this item has not been included in the present budget estimates while Government is spending money on this account. As the Members are aware, the R.T.D. section was formerly managed by the Government of Hyderabad along with the N.S. Railway. After integration it was transferred to the Centre, but the Centre could not take up the R.T.D. under its wing; so it came back to the Hyderabad Government. Today it is being run in a commercial manner. Government is not advancing any money towards that. Whatever profits the concern is making, it is going back into its own assets. We have referred this matter to the Accountant-General to let us know how the budgeting of this concern has to be done; things stand at present, it is a commercial budget and the budget we are discussing is a State Budget. The various questions—how the budget of the R.T.D. can be brought into our Budget, in what manner, whether it should be kept separate, whether we are going to form a Corporation and keep its budget separate—arising in this connection have not yet been decided. Hence we have not included it in the State Budget. If any Member desires to have this information he is welcome and I shall try to supply him all the information that he wants.

Shri V. D. Deshpande : I feel that as long as the Corporation is not there, we are entitled to consider the budget of the R.T.D. and Electricity Department, which, though apparently are run on a commercial basis, are still under the Government. This House has a right to criticise the budget of these Departments and has a right to amend them and copies of the Budgets of these Departments should be supplied to the Members.

Dr. G. S. Melkote : I quite appreciate the point of view of the Leader of the Opposition, but the difficulty is the method of including it in the Budget—the technique of it—which, I hope, he appreciates.

Shri V. D. Deshpande : Let it come before us in the same manner as the budget of the Railway Board is presented before the Parliament.

Dr. G. S. Melkote : I think that can be done. I shall try to place it. I shall try to get the information regarding the Electricity Department also.

With regard to Singareni Collieries and Hutti Gold Mines there is a technical question. These are Joint Stock Companies. Government no doubt, have a majority of shares

in these concerns and the Government nominee is the Chairman, but in spite of it, as Joint Stock Companies, private individuals are associated with them. The information regarding these Companies had got to be withheld, not because the Government wants to withhold it, but because it cannot go against the wishes of the private individuals associated with them. If they raise any questions I shall not be able to answer them and I shall be in an awkward position. It is not that I do not want to give the information desired, but technically it is not possible.

Then, there is the criticism levelled against the agricultural income-tax. Here also I appreciate the point of view of the Members of the Opposition. In fact, I must state here, the rate of the tax here is a little less than the rate prevalent in the neighbouring states as well as the rate above which we can collect the tax. In other States, I learn that the limit is somewhere between Rs. 3,000 and Rs. 4,000, whereas here we start collecting the tax when the income is more than Rs. 10,000. The collections that were anticipated amount to about seven or eight lakhs of rupees, but unfortunately many of these cases are pending in a Court of Law and as soon as the Court decides one way or the other and I hope the decision will be in favour of Government we hope to realise substantial amounts for the previous years, but the maximum of Rs.10 lacks put in this regard is too high; it should be lowered and the rate itself should also be increased. I shall consider this question in the month of May or June. If the land reforms under contemplation now fructify, I believe that we will not be able to collect any money whatever. So I thought it was rather not quite right for me to bring in a Bill to amend these things, which may after all remain in force just for a period of five or six months. If after the passing of the Land Reforms Bill which is placed before the House the Members feel that I can still collect sufficient funds through this tax I shall certainly do it. I shall take the House into confidence and try to do whatever is necessary.

With regard to the Sales Tax itself, all sorts of questions like the general policy, the method of collection, the levy on cotton, whether it should be multiple-point or single-point, its incidence, its working etc. have been raised. I do not know whether the members of the Opposition have realised what exactly we have been trying to do. Last year I squarely put it to them when we were discussing the Act, whether they would like me to impose a single-point or multiple-point tax

but they felt shy to express. I told them that in Hyderabad, it was not this Government that introduced sales-tax but the previous Government which introduced the multiple-point tax. As I have previously stated, the Bombay Government is trying to change-over from single-point to multiple-point tax. Bombay, which is already getting sufficient sums through this tax, felt that the cases of evasion were so great that they thought the change-over was necessary. That is one thing. The question of evasion is a very important point. Secondly, after all what is our objective? Our objective is to help the consumer to get the goods at a minimum cost. At the same time, we have to keep in mind the administrative expenses the Government would incur and also consider whether they are worth the trouble. Many of the Members have criticised the turn-over limit of Rs. 7,500. I would like to mention here what is being done in the most progressive country, Russia. The information that I have been able to collect shows that more than half of the budget receipts of the Soviet Government is from the turn-over tax. Turn-over tax means multiple-point tax. Under this item investment goods are taxed very little, whereas consumer goods like groundnuts yield 85 to 90 per cent. of the tax. One of the hon. Members wanted that cotton should not be taxed. Under the Constitution, this Government is prevented from imposing any fresh taxes on commodities declared as essential articles by the Centre. It is said that things like cotton and textiles which are highest in demand by the poor should not be taxed, but in Soviet Russia these are taxed. It has been pointed out to us last year that silk and linen are not being sufficiently taxed. We had taxed these items highest and we are trying to reduce the tax on cotton and other things. My object is to help the consumer to the maximum extent; whether it is multiple-point tax or single-point tax, the consumer should get the maximum benefit. I have deputed the Deputy Commissioner of Sales tax to study the change that is taking place in Bombay and report. In Bombay, instead of imposing the general multiple-point sales-tax on certain goods like cotton, they are trying to impose only at two points, viz. at the initial point where it is manufactured and at the last point where it is sold and in between there will be no charge at all. We can also bring about this change, after studying the whole question. It seems to me from what the Leader of the Opposition says that if necessary we should change over to single-point. From the information that I have furnished before the House, I feel that this side of the House is more progressive, because it is conforming to Communist ideas more than the opposite side which appears to have become capitalistic.

Shri Maqdoom Mohiuddin : Let the hon. Minister change the Indian economic structure to that of a Socialist economy and then I will agree with him.....

Dr. G. S. Melkote : This is the stage through which we have not to go there. Our Prime Minister, Panditji, has definitely made it clear that the aim of this Government is a Socialist type of Government, and today there is in Russia this sort of Socialist type of Government, to which I think the hon. Members of the P.D. F. also agree. The turn-over tax in Russia yields 53.5% of its revenue. I think I need not go into further details, and I just wanted them to know how these progressive countries are behaving. India has no rigidity of mind. We would like to keep our minds open and whatever is considered best for our people we shall adopt. It is from this point of view that I sent the Deputy Commissioner of Sales-tax to Bombay to study. He has come back with the proposals and during my reply to the debate on budget I had stated that I was reviewing the whole situation. Even within this period of 12 months, whatever could be done to change the tax structure has already been done—though I cannot impose any tax I can withdraw them, for which I am sure you will have no objection.

With regard to cotton, we are taxing the purchaser and not the seller.

It has become more or less a purchase tax. So, it is not correct to say that the seller is in any way losing. In Hyderabad, we had the customs as well as surcharge. Why was surcharge necessary? The merchants usually used to make purchases from the farmers at a rate much lower than what used to prevail in the neighbouring States. If an article used to cost Rs. 180 in the adjoining States, the merchants would purchase it here for Rs. 120. They were thus making a huge margin of profit. So, apart from this export duty, we imposed a charge known as surcharge. It is still in existence. If tomorrow it is made clear to me that all this difference would go to the producer and not to the merchant, I shall immediately remove the surcharge—whatever may be the result—because after all the ultimate aim of the Government is to help the primary man and the kisan. Supposing I remove the export duty, it is not the kisan that is going to be benefitted but the merchant classes will benefit by this measure. At present, the export tax is not paid by the local man. As you know, the cotton and oil produced in Hyderabad are in very great demand. We are the greatest producers of oil,

seeds in the world and we can dictate on rate. Even though our rates of cotton are much higher than Bombay rates, still our cotton is being purchased. Why is it so? It is because we produce in sufficient quantities and, therefore, we are able to charge our own rates. As I told you, it must be borne in mind that this tax is not collected from the local people. In keeping with the Constitution of India, the Government of India have asked us to remove both this export duty and surcharge by next year. We will be losing Rs. 3½ crores on account of this. Members will appreciate that our only intention was to augment our income without taxing the local people. Some points were raised with regard to the collection of this tax itself. It was said that the collection has not gone up. Now the so-called under-estimations and over-estimations come in. As you know, I placed the last year's budget before the House during June, 1952. Immediately after that, a slump came over—because it was thought that the Korean War would come to an end—; it was reported in the papers that big concerns like Birlas and others were tottering and that they would go bankrupt. We were not able to realise sufficient money because of this slump. It is not a local question and nobody anticipated that a slump would come about in such a great magnitude.

In Hatti Gold Mines and Singareni Collieries, the output has gone down and actually we are working on loss. Government money is invested there and we are only share-holders. I am not able to give more details; but I can tell this much that Government is anxious that every pie of its investment should be made use of on sound lines. We don't want to lose any money. So far as the labour is concerned, Government is anxious to do its utmost—even before the Opposition Member raised the point—and I sympathise with their condition. I was making necessary arrangements when the strike took place and I don't know whether the Member has got necessary information with him. In my reply to debate on Budget, I have made this point very clear. Regarding Labour Housing, we have started a scheme on a moderate scale. Probably, this year we will be able to construct 200 houses which will subside the agitation to a great extent. I have already given directions in the matter.

I now come to the incidence of taxation and the tax structure. The turn-over limit, is fixed at Rs. 7,500. A slight change may come about which will benefit the small merchants. This matter *i.e.*, the sales tax on yarn and cotton—is receiving the attention of the Government. Further details about this will

be given in the Amending Bill which I propose to bring before the House soon. Let not the Members be very anxious now to criticise it now. Side by side, the Members have to appreciate that Government has to get sufficient money to carry out many social activities. At one time it was felt that through customs we could earn quite a lot. But now we can't have hope anything in that respect. The only direct tax that we are imposing now is the Agricultural Tax. Most of the progressive countries are levying indirect taxes only. Madras and other States are following the same method. But Bombay has changed over—because this is the only tax which could yield sufficient money to the exchequer. Some Members said that we were able to collect only Rs. 2 crores instead of Rs. 2.6 crores. As I said, the main reason for this was the slump. There was sufficient resistance from the mercantile community. In spite of all these, we were able to raise Rs. 2 crores. We want to bring the Amending Bill before the House as we are anxious to conform to all-India conditions. We are anxious to give relief to the primary consumer both with regard to food and other primary necessities of life. I am trying to reduce the tax on yarn, cloth and few other commodities to the minimum possible extent. But the point is how to get sufficient money through other sources? Both the Government of India and the Government of Hyderabad are of the opinion that once the export and import duties are done away with, the only source through which money can be collected in sufficient quantities is the sales-tax. If I raise the turn-over limit, as some Members have suggested, from Rs. 7,500, to say, Rs. 1 lakh, our income will fall down to a great extent. Is it worthwhile? I shall place all the figures before you—if I raise the turnover limit from Rs. 7,500 to Rs. 10,000, what would we lose; if I put it at Rs. 20,000, what would we lose; if I put it at Rs. 25,000, what would we lose—; the hon. Members can study those figures and offer their views. Some of the Members are on the Estimates Committee and the whole tax structure can be examined there also. Simply saying that some State is having the turn-over limit at Rs. 25,000, another State is having it at some other amount and so we should copy them, etc., will not take us farther. It all depends upon the needs of each State. One State will levy taxes in one manner; another State will levy taxes on some other commodities like land, industries etc. So, it all depends upon the necessity of the State as well as the available resources.

Regarding Insurance, the Government of India have come forward with the proposal that all Government officers and

a few others who have got to travel by air should get insured. We have made a provision of Rs. 6,000— for that purpose.

With regard to Statistics Department, it has been said that we are spending over Rs. 8.5 lakhs. I am sorry the amount has been shown like that in the Budget. As a matter of fact, this amount includes provision for the Central Records Office also. If the amount of Rs. 3.5 lakhs meant for Central Records Office is deducted from that it will come to Rs. 5 lakhs only.

Regarding the Sales Tax Department, it was stated by some Members that the Department is having a Commissioner, two Deputy Commissioners, many Inspectors and all that. I must say that the Sales Tax Commissioner's office and the Customs Commissioner's Office are one and the same. One officer is doing the work of both the departments. We are not paying to one officer here and another officer there. We should not be under a misapprehension; that is why I am saying this. Whatever amount is shown here is not shown there and whatever is shown there is not shown here. So, the actual amount will get halved. Similarly, regarding the Statistics Department, if the amount provided for Central Records Office is taken away, the actual figures will come to about Rs. 5 lakhs. As you know, we had advertised for the post of an officer in the Statistics Department—the Chief Minister gave you all the details—throughout India and we could not get an officer on a salary lower than what was stipulated by the Pay and Service Commission. Ultimately, we had to send for an officer from America, and he has come down here recently. The Statistics Department has been amalgamated with the Finance Department now. It was said that there are some officers in the Sales Tax Department who do not know what sales tax is, how to tax and so on. Quite right. Shall I remove them from Service? I want an answer for this. On the one hand, Members say: 'Don't remove those people' and on the other, they say; 'They are inefficient people.' You must agree that there are intelligent people—there are quite a number of intelligent people both in the Customs Department and in the Statistics Department. If I remove such persons from those departments, how can I get persons with sound technical knowledge? I would like a patel-patwari at the lowest level to know how to collect statistics. I may say from this acre of land that it is black soil, 500 maunds of cotton can be grown etc. But how to assess that; how to get the averages. It has got to be done from the lowest to the highest level; it is at the highest level

that people sit and watch the sampel testings. All these things have to be done. Then, there is the problem of unemployment. You raise this question with the Statistics Department. There is an Employment Bureau and they have to do that. They have to work with an integrated scheme. The Statistics Department is being reorganised. Similarly, the Sales-Tax Department is also being reorganised. The Customs is gradually going away and such of those officers who can fit in here—who are graduates or who know something of the job—are being absorbed in these departments. Some errors may occur because this is a transitional period. I have laid down rules as to what type of officers should be taken into these departments. Things will change gradually, as I said, specially trained officers are not available today to man this department and even the chief person we had to get from America. That is the situation. So, some sort of inefficiency is bound to be there, but I shall try to rectify them as far as possible.

The question of the investment policy on Life Insurance has been raised. In other States, there is provident fund investment whereas we are having life insurance investment. Everywhere this money is taken back by the Government and interest is given. It is not invested anywhere. That is the policy of this Government.

With regard to the commutation of pensions, my predecessor felt that the pension recontribution of this State had gone up very much. Incidentally I may repeat what I said at the end of my speech last time. When the Members return to their constituencies after the Session, people will naturally ask: 'What is it that you have done in the Assembly this time?' The Members will reply: 'I raised such and such a question; I elicited such and such information and it is for the welfare of the State.' When Members raise questions, it is but right that I should reply to every one of their points—because when they go back to their constituencies, they will say: 'This is what I have done. I feel that sufficient time was not given to me; Any way, at the next session, I hope sufficient latitude will be given to me to speak out as much as possible.'.....

Shri V. D. Deshpande : It depends upon your Government.

Dr. G. S. Melkote : I have made out a case for you. (Laughter). Regarding commutation of pensions, as I said,

we are losing much money. These pension contributions have risen from Rs. 120 lakhs to Rs. 216 lakhs—an increase of 140 lakhs.

It will take another 15 or 20 years before we come down to normalcy, whatever the political and other considerations be. Today, the Govt. is losing a crore and odd. Some Members have raised a question regarding pensionary contribution, grants, Sarf-e-Khas, etc. In course of time these things have got to change, without raising the tax structure. Another 2 or 3 crores would accrue to this State from out of these things. That is one of the reasons why I have said that the future of the State is quite sound. We need not raise the tax structure.

At present, we could spend only 2 crores and 60 lakhs towards pensionary contribution. We feel we could not go any farther. Many Members suggested that pensions should be commuted. If I start doing like that, another 2 or 3 crores of rupees would be required. The State is not now in a position to do that. This year, as a beginning we have started with 5 lakhs of rupees. I have not as yet formulated rules in this behalf; and if any Member on the Opposite Benches would offer help in framing rules, I would certainly take his advice into consideration. Marriage of a daughter, starting of a small business,—such things we can help—and if we can formulate rules that such and such persons in such and such purposes should be helped by way of commutation of pensions and if further finances come forth, I shall try my best to help these poor people.

Coming to Grants, a question is raised on behalf of Vivek Vardhani and Andhra Saraswat in the month of August or September. I received the recommendations of the Education Board. We have got a number of institutions, both local and outside. These are cultural organisations to which grants are being given. There are also institutions like Santi Niketan, Benaras University, Aligarh Muslim University and other cultural institutions and the question is whether we should curtail the grants to these institutions or the same grant as before should be paid. The position has also got to be examined with regard to grants outside India,—say Norway, Sweden, Arabia, Egypt. Representations from various people were received urging for the continuation of those grants. The Government of India has its own views on the continuance of some of these grants. A final decision can be arrived at within three or four months. A little delay occurred in the Finance Department itself. I myself could not make up my mind for

some time ; now the matter is before the Chief Minister who will place it before the Cabinet shortly. We are not going to discontinue the grants. The difficulty lies only in making up our minds as to which institutions we should give grants. The whole matter is pending Cabinet consideration.

Shi V. D. Deshpande : Hon. Members of the Assembly should have been furnished with details so that they might be in a position to suggest which institutions should be given grants.

Dr. G. S. Melkote : There is the Education Board comprising of different members. It is not one single member Board. The recommendations of the Board will be examined. Anyway, as I just now said, we shall come before you again when the decision is finally taken and you can take up this question then.

Dr. G. S. Melkote : That question is now under consideration of the Cabinet. For a few months, we may give. But I am not quite sure. In a few days, the House will come to know of it.

It is during the debate on the budget some of the hon. Members raised some questions about the money spent on Harijans. It was said that the money that was being spent was very inadequate. I would like to say only this much : An hon. Member has said 'if not 5 crores of rupees, at least 1 crore'. The idea possibly is that since they are 30 per cent. of the population, 30 per cent. of the budget expenditure should also go to them. Quite right. The public roads are being utilised by them ; electricity is being utilised by them ; water is being utilised by them ; medical institutions are being utilised by them ; and all these things are there. There are special facilities which we have to provide for them and I am in entire agreement with the view expressed by the hon. Member that 5 crores and if possible even 10 crores should be spent for the uplift and welfare of the Harijans. Special provision has got to be made for the Harijans so that they can reach the same level as the rest and stand up with heads erect. The Hyderabad Government, it was said, earmarked during the Police Action Regime about a crore of rupees in this purpose. Of that, about 10 thousands were spent. Soon after the Police Action that corpus is being utilised. Not only the interest on the corpus but even part of the corpus itself is being used for the welfare of Harijans. The result now is that the corpus fund of about one crore has dwindled down to 87 lakhs.

Last year, the amount spent was 52 lakhs. The amount of scholarships paid to Harijan students in 1949-50 was Rs. 8,89,470 ; in 1950-51, it was Rs.9,17,442 ; in 1951-52, it was 12,03,802 and for three months from July 1952 to end of September 1952, it was Rs. 5,97,078 and the full year's expenditure would be Rs. 21 lakhs. Thus the total amount so far spent is Rs. 36,07,793. This is apart from what we are spending from Social Service Department. Last year we were not able to spend the budget amount and we decided that the unspent money of last year should be made over for current year's expenditure. Roughly, it comes to another 10 lakhs. Thus, we are spending about 30 lakhs. Two or three years hence, we may increase the amount of expenditure still further. In view of these figures, I request, let not the intention of the Government be criticised unnecessarily.

On the question of delay in payment of pensions, salaries, etc., the Koppal incident has been cited. The other day, during the course of the general discussion on the Budget, I said that I felt extremely ashamed of it. I am getting the whole matter investigated. In most of the cases, I may tell you that Government is not primarily at fault. Government has taken action a long ago by issuing a circular, that each department much ahead of the time before a person retires must collect and furnish the necessary data to the Accountant-General's Office so that on the day a person retires the necessary information about him would be available in the Accountant-General's Office and the person retiring will thereafter get his pension in a month or two. But even small things like thumb-impressions, identification marks or other particulars are generally not being furnished by the persons concerned. At times, the delay is at the lower level also. As I say, a certain amount of inefficiency is there. But this is a transition period and we are trying to improve things. You cannot expect cent per cent. improvement overnight. I can however, assure the hon. Members that every attempt will be made to minimise delays in payment of pensions, etc.

With regard to 'IRRECOVERABLE ADVANCES WRITTEN OFF' a provision for Rs. 30,000 is made in the Revenue Budget for this purpose. It is based on present experience and is intended to meet any possible loss to the Government on account of advances and loans which may prove irrecoverable for any reason. For instance, Government granted loans to Government servants during the Razakar Period. The bulk of it was recovered and the balance is in the course of recovery. There are certain cases in which persons ran away to Pakistan before the full amount could be recovered. This provision

under this head is thus intended to meet any such contingencies.

Next, with regard to loans to the commercial corporations, we have given about 12 crores. This time the procurement is less. We have reduced it to 5½ crores. It was a commercial corporation and has come under the Supply Department. The Accounts Section is strengthened and every possible attempt is made to see that losses do not occur. What has happened in the past was not in my hands and we will come again before you and tell you the correct position. More than that, I cannot do anything now. Every item is being audited and the Corporation is now in the control of the Supply Department of the Government.

I believe I have placed all the facts and data before you, and also the policy the Government intends to follow. May I plead with the House to accept all the Demands of the Finance Department? Than you.

DEMAND No.1—Rs. 67,000—TAXES ON INCOME, COLLECTION OF TAXES ON AGRICULTURAL INCOME

Shri Ankush Rao Gavane : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

DEMAND No. 8—Rs. 8,34,800—SALES TAX GENERAL POLICY OF SALES TAX ADMINISTRATION

Shri Uddhav Rao Patil : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

COLLECTION OF SALES TAX

Shri G. Sriramloo : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

LEVY OF SALES TAX ON COTTON

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 8 be reduced by Rs. 100?”

The motion was negatived.

MULTIPLE-POINT SALES TAX

Mr. Speaker : The question is :

“ That the grant under Demand No. 8 be reduced by Rs. 100.”.

The motion was negatived.

TAX STRUCTURE AND ITS INCIDENCE ON THE CONSUMER

Mr. Speaker : The question is :

“ That the grant under Demand No. 8 be reduced by Rs. 100.”

The motion was negatived.

WORKING OF SALES TAX DEPARTMENT

Shri K. Venkat Ram Rao : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion, was by leave of the Houses withdrawn.

POLICY REGARDING GENERAL SALES TAX

Shri V. D. Deshpande : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

DEMAND NO. 34—RS. 7,91,100—STATISTICS DEPARTMENT

WORKING OF STATISTICS DEPARTMENT

Shri G. Sriramloo : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

STATISTICS RELATING TO UNEMPLOYED PERSONS

Shri M. Buchiah : I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

DEMAND NO. 37—Rs. 196,430—STATE EMPLOYEES LIFE
INSURANCE SCHEME

Mr. Speaker : The question is :

“ That the grant under Demand No. 37 be reduced by
Rs 100. ”

The motion was negatived.

DEMAND NO. 51—Rs. 2,17,29,400—SUPERANNUATION
ALLOWANCES AND PENSIONS

DELAY IN SANCTIONING OF PENSIONS

Shri Abdul Rahman : I beg leave of the House to with-
draw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

COMMUTATION OF PENSIONS

Shri V. D. Deshpande : I beg leave of the House to with-
draw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

SUPERANNUATION AND EVOLUTION OF NEW FORMULA

Mr. Speaker : The question is :

“ That the grant under Demand No. 51 be reduced by
Rs. 100. ”

The motion was negatived.

DEMAND NO. 53.—Rs. 3,86,000—DONATIONS FOR
CHARITABLE PURPOSES ECONOMY IN DONATIONS FOR
CHARITABLE PURPOSES

Shri V. D. Deshpande : I beg leave of the House to with-
draw my cut motion.

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

DEMAND NO. 80—Rs. 8,90,42,710—LOANS AND ADVANCES

Shri Makhdoom Mohiuddin : I beg leave of The House to
with draw my cut motion.

POLICY OF GRANTING LOANS AND ADVANCES

The motion was, by leave of the House, withdrawn.

Mr. Speaker : I will now put the original demands to vote.

The question is :

“ That a sum not exceeding Rs. 11,46,40,640 under Demands Nos. 1, 8, 15, 34, 37, 43, 51, 53, 64, 68, 78, and 80 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

The motion was adopted.

As directed by Mr. Speaker the motions for Demands for Grants which were adopted by the House are reproduced below. Ed. of L. A.

DEMAND NO. 1.

“ That a sum not exceeding Rs. 67,000 under Demand No. 1, be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

DEMAND NO. 8.

“ That a sum not exceeding Rs. 8,34,800 under Demand No. 8 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendations of the Rajpramukh.”

DEMAND NO. 15.

“ That a sum not exceeding Rs. 10,23,000 under Demand No. 15 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

DEMAND NO. 34.

“ That a sum not exceeding Rs. 7,91,100 under Demand No. 34 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh.”

DEMAND NO. 37.

“ That a sum not exceeding Rs. 1,96,430 under Demand No. 37 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh ”.

DEMAND NO. 43.

“ That a sum not exceeding Rs. 6,000 under Demand No. 43 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh ”.

DEMAND NO. 51.

“ That a sum not exceeding Rs. 2,17,29,400 under Demand No. 51 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh ”.

DEMAND NO. 53.

“ That a sum not exceeding Rs. 3,86,000 under Demand No. 53 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh ”.

DEMAND NO. 64.

“ That a sum not exceeding Rs. 1,91,000 under Demand No. 64 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh ”.

DEMAND NO. 68.

“ That a sum not exceeding Rs. 30,000 under Demand No. 68 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh ”.

DEMAND NO. 78.

“ That a sum not exceeding Rs. 3,43,000 under Demand No. 78 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh ”.

DEMAND NO. 80.

“ That a sum not exceeding Rs. 8,90, 42,710 under Demand No. 80 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh ”.

श्री. माणिकचंद पहाडे :—मिस्टर स्पीकर सर, मेरा खयाल है कि १८ मार्च से अगर दोपहर सिटिंग हो तो मुनासिब होगा ।.

Shri V. D. Deshpande : I entirely agree with the suggestion, provided that there are two meetings, if we have more than one Department's grants to be passed.

Shri Manikchand Pahade : There is such demand hereafter. There is only one Department for each day.

Mr. Speaker : Anyhow we have the next meeting on the 18th. On the 18th we will meet at 3 p.m. and work till 8 p.m.

12.25 The House then adjourned for Lunch till Two of the Clock.

The House reassembled after lunch at Two of the Clock.

[MR. SPEAKER IN THE CHAIR].

Mr. Speaker : The Minister for Rural Reconstruction and Education will now move his Demands.

DEMAND NO. 20—ARCHAEOLOGICAL, METEOROLOGICAL
DEPARTMENTS AND MUSEUM

The Minister for Rural Reconstruction and Education (Shri Devisingh Chouhan) : I beg to move :

“That a sum not exceeding Rs. 3,62,000 under Demand No. 20 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of

the year ending the 31st day of March 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That a sum not exceeding Rs. 3,62,000 under Demand No. 20 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

DEMAND No. 21--EDUCATION

Shri Devisingh Chouhan : I beg to move :

"That a sum not exceeding Rs. 4,75,76,000 under Demand No. 21 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That a sum not exceeding Rs. 4,75,76,000 under Demand No. 21 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

DEMAND No. 27—MARKETING

Shri Devisingh Chouhan : I beg to move :

"That a sum not exceeding Rs. 1,00,100 under Demand No. 27 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That a sum not exceeding Rs. 1,00,100 under Demand No. 27 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

DEMAND No. 28—VETERINARY

Shri Devisingh Chouhan : I beg to move :

"That a sum not exceeding Rs. 20,01,000 under Demand No. 28 be granted to the Rajpramukh to defray the several

charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That a sum not exceeding Rs. 20,01,000 under Demand No. 28 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

DEMAND No. 29—CO-OPERATION

Shri Devisingh Chouhan : I beg to move :

"That a sum not exceeding Rs. 20,93,000 under Demand No. 29 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That a sum not exceeding Rs. 20,93,000 under Demand No. 29 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

DEMAND No. 31—FISHERIES

Shri Devisingh Chouhan : I beg to move :

"That a sum not exceeding Rs. 4,02,100 under Demand No. 31 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : Motion moved :

"That a sum not exceeding Rs. 4,02,100 under Demand No. 31 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954. The Demand has the recommendation of the Rajpramukh."

Mr. Speaker : We shall now take up the motions for reduction of grants,

UNIVERSITY AND SECONDARY EDUCATION

Shri V. D. Deshpande : I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100.”.

Mr. Speaker : Can the hon. Member discuss the “ policy of the University ?

Shri V. D. Deshpande : When the Government is granting a lumpsum I think we are fully entitled to discuss it. I think we can refuse to pay the amount lumpsum.

Mr. Speaker : It is an autonomous body :

Shri V. D. Deshpande : But we pay for it and we have every right to discuss its policies.

Mr. Speaker : What has the Minister for Education to say ?

Shri Devisingh Chouhan : We need not go into the details of the policy laid down by the University, which is an autonomous body and is governed by a Charter, because it has the right and authority to mould its policy according to the Charter. This House cannot go beyond the limits set down by the Charter.

Shri V. D. Deshpande : If I remember right, the Minister for Education, who was earlier holding some other portfolio, himself had raised this point at one time and had stated that we had every right to discuss the policy of the University. Secondly, I submit, Sir, that if we cannot lay down a new policy for the University.....

Mr. Speaker : All right. Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100.”.

WORKING OF PRIMARY AND AIDED SCHOOLS

Shri Ch. Venkat Ram Rao : I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100.”.

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100.”.

WORKING OF MIDDLE AND HIGH SCHOOLS

Shri J. Anand Rao (Sirsi-G-neral) : I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100.”.

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100.”.

GRANTS-IN-AID TO PRIVATE INSTITUTIONS

श्री. वामनराव देशमुख (मोमिनाबाद ना.) :—स्पीकर सर, शिक्षणमंत्र्यांनी मागणी केलेल्या ४७५,७६००० रुपये या रकमेला मी १०० रुपयांची कपात सुचवितो माझा अर्देश प्राथमिक शाळां-तील शिक्षकांना दिल्या जाणाऱ्या पगऱासंबंधी चर्चा करण्याचा आहे.

Shri V. D. Deshpande : I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100.”.

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100.”.

SCALES OF PAY OF PRIMARY SCHOOL TEACHERS

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100.”.

POLICY REGARDING AGRICULTURAL AND TECHNICAL EDUCATION

Shri Annaji Rao Gavane (Parbhani) : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100.”.

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100.”.

WORKING OF THE OFFICES OF THE INSPECTORS OF SCHOOLS

Shri Ankush Rao Ghare : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100.”.

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100.”.

EDUCATION EXPANSION SCHEME

Shri. G. Sree Ramulu : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100.”.

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100.”.

POLICY OF VOCATIONAL EDUCATION

Shri Abdul Rahman : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 22 be reduced by Rs. 100.”.

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 22 be reduced by Rs. 100.”.

INTRODUCTION OF REGIONAL LANGUAGE AS MEDIUM OF INSTRUCTION IN COLLEGES

Shri V. D. Deshpande : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 21 be reduced by Re. 1.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 21 be reduced by Re. 1.”.

DEMAND No. 27 (Head of Account 40) I Marketing Department Rs. 1,00,100.

SCHEME FOR IMPROVEMENT OF AGRICULTURAL MARKETING
IN INDIA

Shri Ankush Rao Ghare : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 27 be reduced by Rs. 100.”.

Shri Devisingh Chauhan : The Member wants to discuss the scheme for improvement of Agricultural Marketing in ‘India’ whereas we are discussing the problems in ‘Hyderabad’.

Shri Ankush Rao : I want to discuss the Scheme for improvement of Agricultural Marketing.

Mr. Speaker : If the hon. Member wants to discuss the Scheme for Improvement of Agricultural marketing in Hyderabad, then only it will be allowed.

Shri Ankush Rao : I have repeated what is stated in the Budget.

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 27 be reduced by Rs. 100.”.

FORMATION OF MARKET COMMITTEES.

श्री. वामनराव देशमुख :—स्पीकर सर, मार्केट खात्यावर खर्च करण्याकरिता मागितलेल्या १०० रुपयांच्या रकमेला मी १०० रुपयांची कपात सुचवितो. कपात सुचविण्याचा अदेश मार्केट कमिटीच्या घटनेवर चर्चा करण्याचा आहे.

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 27 be reduced by Rs. 100.”

INEFFICIENCY IN MARKETING DEPARTMENT.

श्री. को. वि. डी. गंगारिडی - مارकेٹنگ کیلئے جو ایک لاکھ ایک سو کی رقم رکھی گئی ہے اس میں ایک سو روپیہ کی کمی کرنیکے لئے میں یہ کٹ موشن پیش کر رہا ہوں تاکہ مارकेٹنگ ڈپارٹمنٹ میں جو بد انتظامیاں ہیں ان پر چرچا کی جاسکے ۔

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 27 be reduced by Rs. 100.”

INEFFICIENT WORKING OF THE VETERINARY DEPARTMENT

شری گوپی ڈی گنگاریڈی .. وٹرنری کیلئے جو بیس لاکھ ایک ہزار کی رقم رکھی گئی ہے اس میں ایک سو روپیہ کی کمی کرنیکر لئے میں یہ کٹ موشن پیش کرتا ہوں تاکہ محکمہ وٹرنری کے بد انتظاموں کے بارے میں بحث کی جاسکے ۔

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 28 be reduced by Rs. 100.”

DEMAND NO. 29 (HEAD OF ACCOUNT-42) CO-OPERATION
Rs. 20,93,000.

POLICY REGARDING UPLIFT OF GONDS

Shri Daji Shanker Rao (Adilabad) : Sir, I beg to move :

“That the grant under Demand No. 29 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 29 be reduced by Rs. 100.”

WORKING OF TALUK AGRICULTURAL CO-OPERATIVE
ASSOCIATION AND DISTRICT CO-OPERATIVE CORPORATION

Shri Ch. Venkat Ram Rao : Sir, I beg to move :

“That the grant under Demand No. 29 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 29 be reduced by Rs. 100.”

PROGRESS OF CO-OPERATIVE MOVEMENT

Shri K. Ram Reddy (Nalgonda-General) : Sir, I beg to moved :

“That the grant under Demand No. 29 be reduced by Rs. 100.”

Mr. Speaker : Motion moved :

“That the grant under Demand No. 29 be reduced by Rs. 100.”

DEMAND NO. 31 (HEAD OF ACCOUNT 43B) -FISHERIES
Rs. 4,02,100.

FUNCTIONING OF THE FISHERIES DEPARTMENT

Shri G. Sreeramulu : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 31 be reduced by Rs. 3,75,000. ”.

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 31 be reduced by Rs. 3,75,000 ”.

INEFFICIENT FUNCTIONING OF THE SUBORDINATE OFFICES OF THE FISHERIES DEPARTMENT

شری گوپی ڈی گنگاریڈی - محکمہ سمکیات کے لئے جو جملہ چار لاکھ دو ہزار ایک سو کی رقم رکھی گئی ہے اس میں ایک سو روپیہ کی کمی کرنیکے لئے بن یہ کٹ موشن پیش کر رہا ہوں تاکہ محکمہ سمکیات کے ذیلی دفاتر کے بدانتظامیوں پر بحث کی جاسکے ۔

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 31 be reduced by Rs. 100. ”

ADMINISTRATION OF THE FISHERIES DEPARTMENT

Shri K. Papi Reddy : Sir, I beg to move :

“ That the grant under Demand No. 31 be reduced by Rs. 100. ”.

Mr. Speaker : Already a cut motion has been moved on similar lines—item No. 1. In what way is the present cut motion different from that ?

Shri Papi Reddy : This cut motion is for discussing about the administration of the Department whereas the previous one is for discussing about the functioning of the Department (Laughter).

Mr. Speaker : Does it make any difference ?

Shri Papi Reddy : I hope so.

Mr. Speaker : Motion moved :

“ That the grant under Demand No. 31 be reduced by Rs. 100. ”.

శ్రీ గోవింద గంగారెడ్డి:

మిస్టర్ స్పీకర్, సర్,

ఏదైతే ఇప్పుడు ఈ మత్స్యవల్లభ శాఖను గురించి

మిస్టర్ స్పీకర్:—సमय कम है जिसलिये कथा-कहानियां या अप्रेक्षा बगैर मत कहिये।

శ్రీ. గోవింద గంగారెడ్డి:—కథనియా బగైర కథుంగా తో శాయద ముఖే బారబార బొలనే కా మోకా నహీ మిలెగా।

మిస్టర్ స్పీకర్:—आप हिंदी में बोलेंगे तो अच्छा होगा।

శ్రీ. గోవింద గంగారెడ్డి:—మే తెలుగు మే హీ బొలనా చాహతా హूं।

ఇంకా పేరే ఈ పశుశాఖను గురించి, దానిలో, ఆ శాఖలలో ఉండే లోపాలు, అందులో నడిచే కార్యక్రమం ఏవిధంగా ఉన్నదో దానిని గురించి నేను చర్చించ దలచుకొన్నాను. ఏమిటంటే ఇప్పుడు దీనిలో తేక్కలు—ఖర్చు ఎంత ఉన్నది? ఆదాయం ఎంత వున్నది?—దాన్ని కనుక్కోవాలి. అదే మోస్తరుగా మేము జ్యోతిషుని చూచినప్పుడు, “అయ్యా, ఈ సంవత్సరం నా నక్షత్రంలో లక్షణం ఏవిధంగా ఉన్నదని” అడిగితే ఆయన “ఒకటి సున్న, రెండు దారుకుడు, నాలుగు ఖర్చు” ఖర్చు ఎక్కువేమిటయ్యా?” అని అడిగితే “ఇదే నీకు జయం” అని అంటాడు.

ఈ మత్స్యవల్లభ శాఖను గురించి తెలుసుకున్నది—ఒక లక్ష రైవేల ఆదాయము, దానిపై ఖర్చు ౪ లక్షల ౪౯వేలు. అయితే చూడండి—దీనిలో మూడులక్షల ౩౦ వేలు తుట్టి అయితే ఇప్పుడు ఇంత నష్టము ఎందుకొచ్చింది? ఆదాయముకన్న ఖర్చు ఎక్కువ. ఇంకే శాఖపైన గాని ఏ కార్యక్రమంపైన కాని ఇటువంటి డబ్బు ఖర్చు పెట్టమనగా—ఏమీ అన్యాయం. ఆమెదని తక్కువ, ఖర్చు ఎక్కువ. దీనిలో ఏమి న్యాయం ఉన్నదండీ? బంగళాల లోపల ఉండే దొరలకు, హోదాదార్లకు దొరకకపోతాయేమోనని ఆలోచించి ఇదే చేస్తున్నట్లున్నది. అంతేగాని ఈ శాఖవల్ల ప్రభుత్వానికిమీ తాధం లేదు.

మునుపటికన్న ఇప్పుడు ఈ శాఖ పెట్టుటమువల్ల ప్రభుత్వానికి నష్టము వస్తోంది. మునుపు హైదరాబాద్ పాలలో హెచ్చించి పట్టుకొనే వారు. ఆదాయము ప్రభుత్వానికి తాధము. మునుపు పట్టెలు పట్టారేలు ఆ మత్స్యాలను పట్టడముంటే వానపడిన తరువాత హైదరాబాద్ అయ్యే మట్టుకు వట్టేందుకు నీలు కాలేదు. ఇప్పుడు ప్రతివారము పోయి వలలు పేయడం, పెద్ద పెద్ద మత్స్యములూ పట్టణముకు రీసుకుపోవడం, చిన్న చిన్నవారు అక్కడ నిగ్రాహి పట్టెలు పట్టారేల మీద, ఇన్స్పెక్టరు గారు రీసుకుపోయేదే. ఉదాహరణకు ఇప్పుడు ఎక్కువ మనకు ఇక్కడ దృష్టి లోపట కనబడు తుంది. హైదరాబాద్ ఉన్న పెద్ద పెద్ద మత్స్యాల చిన్న చిన్న వాటిని తింటున్నట్లున్నది. ఇట్లా నడుస్తున్నది—మీ ప్రభుత్వంలో నడక. పెద్ద పెద్ద మత్స్యాల చిన్న చిన్న మత్స్యాలను తినడం ఈ ప్రభుత్వంయొక్క లక్షణం. పెద్ద పెద్ద పట్టణాల్లో గ్రామానికి నీరు, ఆ నీటిని పరిశుభ్రం చేయడానికి నిషేధముంటాయి. గ్రామానికి అనుకూలమైన నీరు దారుకుతుంది. పల్లెటూర్లలో కూడా ఏ నిధిగా ఉంటుంది? శాస్త్రంతో చెప్పారు. ఏ నిధిలో మత్స్యాలు ఉండవో

तिनुसु. अंबोतु कावलेसनि जमिन्दारु दुराष्टासु व्राप्ते गवर्नमेण्टु तदनुमोचि वसंतीदि
 फुराफ् मेतु इस्तासु. मासांनिकी ०५ रुपायलु गवर्नमेण्टु फुर्यु इस्तासु. मुन्दु वीदु
 रुपायलुण्डेदी. ऊ अंबोतुसु तेचि चेल्लो विडीसिस्तासु. इदी गवर्नमेण्टुदी. पेथु
 काट्टुडांनिकी वीलु तैदु. ऊ तीरुगा मुनं कथु मूसुकोनी ङण्डुलु चोत्ता अन्नायमु.
 आयुते वसुवुलसु—गैदेलसु, अणुलसु एकैचोळु वण्डुकोडुतुनारु. कायुनकासु
 कसुक्कोवाली. गोदोन्तो वसुवुलु वण्डुपेत्ते चोत्तु प्रथुं कंगा पेरै पेरै जातिनि प्रथुं कंगा
 वण्डु पेत्तुली. ऊ इण्टरजाम् विषयुं प्रधुत्तुवोरु सरुत्तुलरु. (Circular)
 वसांली. तैनीचो दानिवल्लु रोगालु वस्तायु. गैदोमाद एदुत्तु एक्कुत्तै रोगालु वस्तायु.
 नमुथु, चट्टुलु, माकु तेलुसु. वातिनी कलुवनीयकुण्डा पेरै वुंचाली.

इण्टी लक्षणं वाकिली चेप्पिन्दळु. वीनुगुत्तैलु तेचि पेय्येथु ङुत्तुकिना नलुवु नलुपेगोनी
 तेलुवु तैदु.

श्री. वामनराव देशमुख (मोमिनाबाद जनरल) :—अध्यक्ष महाराज, माझी पहिली कपात
 सूचना प्राथमिक शाळातील शिक्षकांच्या पगारासंबंधी आहे, आणि दुसरी मार्केट कमिटीच्या घटने-
 संबंधी आहे.

प्राथमिक शाळांच्या शिक्षकांना फारच कमी पगार दिला जातो सध्या जे शिक्षणमंत्री आहेत
 ते अकेकाळीं मोमिनाबाद येथे होते. त्यांना शिक्षकांच्या सर्व अडचणींची कल्पना आहे. सध्या
 हूंदराबाद स्टेटमध्ये शिक्षकांच्या पगारांचे प्रमाण येणे प्रमाणे आहे..

मिडल ट्रेन्ड किंवा पास ६५ ते ११५ रुपये

मिडल पास असणाऱ्यांना ५० ते ६५ रुपये.

मिडल नापास शिक्षकांना ३५ ते ५० रुपये शिवाय त्यांना १८ रुपये अलायुन्स (Allowance)
 दिला जातो.

संबंध स्टेटमध्ये प्राथमिक शाळांची संख्या १०,२८८ आहे आणि शिक्षकांची संख्या २००४३
 आहे. या प्राथमिक शाळांमध्ये कांही ठिकाणी ४ ते ६ शिक्षक देण्यांत येतात तर कांही ठिकाणी
 २ आणि कांही ठिकाणी तर एकच शिक्षक देण्यांत येतो. मला या संबंधी असे सांगायचे आहे
 की जेथे जास्त शिक्षकांची आवश्यकता असते तेथे शिक्षक देण्यांत येत नाहीत, अदाहरणार्थ माझ्या
 कॉन्स्टिट्युजेन्सीतील नागापूर, मोहरेगांव गिरवली, पूस, धर्मापूरी, युजनी बगैरे गांवी अंक अंका
 शाळेंत ८० ते १५० मुले असतांना देखील आतांपर्यंत तेथे फक्त एकच शिक्षक होता. मी ही गोष्ट
 माजी शिक्षणमंत्री श्री. गांधी यांना सांगितली तेव्हां त्यांनी या बाबतींत व्यवस्था केली ते अितर
 बाबतींत कसेहि असोत पण शिक्षणाच्या बाबत त्यांनी केलेल्या कामाची प्रशंसा हायुसमध्ये केल्या.
 शिवाय राहवत नाही. सध्यांच्या शिक्षणमंत्र्यांनाहि शिक्षकांच्या जीवनाची कल्पना आहे. तेहि
 बेका काळीं शिक्षकच होते. अवघ्या ५० रुपयांत घान्य, सरपण घरभाडे, दुध कपडा बगैरे खर्च
 कसं भागवावा लागतो याची त्यांना चांगलीच कल्पना आहे. असे सांगण्यात येते की शिक्षक

मिळत नाहीत, पण हे खरे नाही. आमच्या येथे मॅट्रीक पास झालेले कितीतरी लोक आहेत पण पगार कमी असल्यामुळे ते येत नाहीत. बीड जिल्ह्यांत कमी पगार मिळवणारे अंकूण ४० शिक्षक आहेत आणि संबंध स्टेटमध्ये त्यांची संख्या ६०० ते ७०० भरेल. हद्द्याना पगार ३५ ते ५० रुपये मिळतो, आणि १८ रुपये महागाजी भत्ता मिळतो. हद्द्या शिक्षकांची १८ १८ आणि २० २० वर्षे सर्व्हिस (Service) झालेली आहे मला असे विचारावयाचे आहे की त्यांनी या ४० ५० रुपयांत कसे भागवावे ? त्यांनी आपले पोट, भरावे कपडालता घ्यावा, की मुलांना शिक्षण द्यावे ? बरे त्याच्या बायका महारागांच्या बायकाप्रमाणे निदावयाला किवा खुरपावयाला जाऊ शकत नाहीत त्यांना काहीं शेतमजुरीची कामे करितां येत नाहीत. सध्यांच्या शिक्षण मंत्र्यांना या गोष्टीची चांगली कल्पना आहे. कारण त्यांनाहि अकेकाळी ५० रुपयेच पगार होता व त्यांना या परिस्थितीतून जावे लागले. म्हणून माझी त्यांना अशी विनंती आहे की ज्यांना ३५ ते ५० रुपये पगार आहे त्यांचा अलाउन्स १८ रुपया अवजी ३० रुपये करावा तसेच ६५ ते १०५ रु. मिळवणाऱ्या शिक्षकांच्या पगारांतहि वाढ करणे जरूरी आहे.

दुसरी गोष्ट मार्केट कमेटीमध्ये ज्या नेमणुका होतात त्या संबंधी आहे. मार्केट कमेटीमध्ये शेतकऱ्यांचे ६, व्यापाऱ्यांचे ४ आणि म्युनिसिपल कमेटी किंवा टाऊन कमेटीमधून घेतलेला अंक असे अंकंदर ११ मॅंबर्स असतात. या कमेटीचा अध्यक्ष डेप्युटी कलेक्टर किंवा तहसिलदार असतो. शेतकऱ्यांचे जे ६ मॅंबर्स असतात ते नियमाप्रमाणे निवडून आलेले असावेत, पण त्याचे नॉमिनेशन (Nomination) दुवम तालुकदाराकडून करण्यांत येते. या नॉमिनेशन मध्येच सर्व गडबड करण्यांत येते. मागच्या अधिवेशनांत मी परळीतील मार्केट कमेटीच्या नेमणुकाविषयी प्रश्न विचारला होता, तेव्हां मला खोटे उत्तर देण्यांत आले होते. माफ करा “खोटे” हा शब्द अनपार्लमेंटरी (Un-parliamentary) असेल पण तो वापरल्याशिवाय राहवत नाही. मी जेव्हां त्यांच्या घरी जाऊन विचारले तेव्हां ते म्हणाले की “हायूसमध्ये खरे सांगू काय ? ” परळीमध्ये शेतकऱ्यांच्या सहा प्रतिनिधींपैकी तालुकदारांनी नेमलेल्या लोकांना काढून व्यापारी पिटूच्या सत्याने जे सहा लोक नेमण्यांत आले ते असे होते की ज्यांच्या जवळ दोन दोन, तीन तीन दुकाने होतीं अशा रीतीने खरेदी आणि कडता ह्या लोकांच्या हातीं आला. येथे सांगितले जाते की मायकॅट कमेट्या शेतकऱ्यांच्या फायद्यासाठी आहेत, आणि तेथे त्यांची स्थिती अशी करून ठेवली जाते ज्या वेळेस माननीय मंत्री परळीला आले होते तेव्हां मी या बद्दल त्यांना सर्व सांगितले होते व अजं दिला होता, आणि काहीं लोकांची नावेहि सुचविलीं होती. काहीं लोकांना काढून त्यांच्या अवजी पूर्वीच्याच लोकांना कमेटीवर ठेवा. असे मी त्यांना सुचवले होते हे जे मोठ मोठे दुकानदार आहेत त्यांच्या हातून शेतकऱ्यांचे बरे होणार नाही. “मी यावर विचार करतो” असे आश्वासन त्यांनी मला दिले, त्याच लोकांच्या घरी जाऊन त्यांनी मेजवानी अडवली, आणि या बाबत मात्र काहीं केले नाही. खरे आहे तत्वच्युत माणूस ज्याने आपल्या सहकाऱ्यांचा विश्वास घात केला तो जनतेचे काय भले करणार ?

मिस्टर स्पीकर :—तुम्ही आपल्या विषयाला धरून बोला.

• श्री. वासनराव देशमुख :—विषयाला धरूनच बोलतो आहे. जेव्हां आम्ही आपल्या कॉन्स्टिट्यूशन्मध्ये लोकांच्याकडून गाऱ्हाणी अंकतो, तेव्हां ते असे म्हणतात ज्या मनुष्याने आपल्या

सहकाऱ्यांचा विश्वासघात केला तो आमचे काय भले करणार असे मी म्हणत नसून लोक म्हणतात. म्हणून माझे त्यांना असे सांगणे आहे की त्यांनी पूर्वीच्या मंत्र्यापेक्षाहि चांगले काम करून दाखवावे. आणि मार्केट कमेटिमध्ये शेतकऱ्यांचा फायदा होतील अशी व्यवस्था करावी अितके बोलून मी आपली रजा घेतो.

श्री कृष्ण राम रीड्य - सॅट्रासपिकरसर.. میں نے کوآپریٹیو مومنٹ (Co-operative Movement) کے متعلق کٹ موٹن پیش کیا ہے جسکا منشا یہ ہے کہ

کوآپریٹیو مومنٹ جس طرح سے چل رہا ہے ایک نظر اوس پر ڈالی جائے۔ کوآپریٹیو مومنٹ دو چیزوں پر منحصر ہے۔ ایک تو سنٹرل بینکس (Central Banks) اور دوسرے اگریکلچرل اسوسی ایشنس (Agricultural Associations)

اگریکلچرل اسوسی ایشن کی مالی حالت تو اچھی ہے لیکن کوآپریٹیو مومنٹ جو جمہوریت پسند حکومتوں میں عوام کی بھلائی کے لئے ایک جماعت کی حیثیت سے کام کر سکتی ہے اس پر حکومت کے کسی منسٹر کی توجہ نہیں ہے۔ یہ میں اس لئے کہا ہوں کہ سنہ ۵۲-۵۳ میں جو موازنہ کوآپریٹیو مومنٹ اور کوآپریٹیو ڈپارٹمنٹ کے لئے رکھا گیا تھا اس سے کم خرچ کیا گیا۔ باقی رقم آخر کہاں گئی؟ کہا جانا ہے کہ فینانشیل اسٹریجنسی (Financial Stringency) ہے۔ عوام کی حالت سدھارنے ..

ون کی معاشی زندگی کا معیار بڑھانے کا مسئلہ آتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ فینانشیل اسٹریجنسی ہے۔ لیکن عوام کو دبانے اور عوام پر ظلم و ستم کرنے کے لئے فینانشیر اسٹریجنسی کو پیش نظر نہیں رکھا جاتا۔ سنہ ۵۲-۵۳ء کے موازنہ میں ہم دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جو رقم رکھی گئی ہے اوس سے کام نہیں لیا گیا۔ کیونکہ دیہاتوں میں اکثر قرضے نہیں مل رہے ہیں۔ قرضوں کا دارومدار سنٹرل بینکس پر ہے لیکن اون کے پاس رقومات نہیں۔ جو رقم پہلے قرضہ دی گئی وہ کوآپریٹیو ڈپارٹمنٹ کو وصول ہونا چاہئے تھا لیکن مال سے تعلق رہنے کی وجہ سے وہ رقم واپس کوآپریٹیو ڈپارٹمنٹ کو وصول نہیں ہوتی۔ اس کمی وجہ سے بینکس میں کوئی رقم نہیں رہتی۔ ڈومینین بینک جسکی شاخیں وہاں ہیں اون سے مطالبہ کیا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس رقومات نہیں ہیں۔ جب حکومت سے مطالبہ کیا جاتا ہے تو حکومت بھی کہتی ہے کہ ہمارے پاس پیسہ نہیں۔ سال گزشتہ ویورس اسوسی ایشن سے (۱۰) لاکھ دینے کا وعدہ کیا گیا تھا لیکن صرف (۳) لاکھ دئے گئے۔ اس طرح ڈومینین بینک کو (۵) لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا گیا تھا لیکن (۳) لاکھ دئے گئے۔ حال ہی میں ریزرو بینک آف انڈیا (Reserve Bank of India) نے حکومتوں کے اطمینان پر شارٹ ٹرم لوئس (Short Term Loans) دینے کا وعدہ کیا ہے۔ چنانچہ مدراس اور

مدھیہ پردیش وغیرہ کی حکومتوں نے قرضہ حاصل کیا لیکن دو تین مرتبہ توجہ دلائے پر بھی حیدرآباد کی حکومت نے کوئی جواب نہیں دیا۔ جب ہم پروگریس رپورٹ دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ (۱۳۵) مواضعات میں زرعی اچین قائم ہیں لیکن دوسری

طرف ہم دیکھتے ہیں کنڈرین بینکس (Grain Banks) لکویڈیٹ (Liquidate) ہو رہے ہیں .. حکومت اس کے متعلق اب نہیں سوچ رہی ہے کہ آخر کیوں گرین بینکس لکویڈیٹ ہو رہے ہیں ؟ سنٹرل بینکس سے زیادہ گرین بینکس آگے بڑھ سکتے ہیں . اون میں برقی کرنے کی گنجائش ہے ۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ ان میں گنجائش نہیں ہے اس لئے لکویڈیشن (Liquidated) ہو رہا ہے .. اس کے وجہ یہ ہے کہ جب گرین بینکس قائم ہوئے اور غلہ جمع کیا گیا تو سرمایہ دار لوگ جو اس میں موجود تھے انہوں نے وہ غلہ حاصل کر لیا ۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دو سو ہزار اجمہ میں تھیں وہ لکویڈیٹ کی گئیں ۔ اون کی مالی حالت درست کرنے کے لئے آجی حکومت کوئی توجہ نہیں کر رہی ہے ۔

اس سے پہلے حکومت انہی امانت اور آبکاری وغیرہ کے ڈائریکٹرز کے لئے سنٹرل بینکس میں رکھوائی تھی .. لیکن اب حکومت نے ایک سرکولر نکالا ہے کہ ان میں امانتیں نہ رکھوائی جائیں ۔ کیوں یہ سرکولر نکالا گیا ؟ کیا کوآپریٹو اسوسی ایشنز اور سنٹرل بینکس میں کام نہیں ہو رہا ہے ؟ کیا ہر وقت امانتیں وصول نہیں ہو رہی ہیں ؟ کروڑھا روپیہ ان بینکس پر خرچ کرنے کے بعد اب ایسا عمل کیا جائے تو بینکس کی ساکھ پر اثر پڑے گا ۔ حکومت کو خالص طور پر اس پر توجہ کرنی چاہئے ۔ جب حکومت ہی اپنی ڈائریکٹس اس میں نہیں رکھنا چاہتی تو پھر دوسرے لوگ کیسے انہی ڈائریکٹس رکھنے کے لئے تیار ہونگے ؟

سنٹرل بینکس کے سیرس (Shares) کے متعلق میں عرض کروں گا کہ اس کے انتظامات ٹھیک طور پر نہیں ہو رہے ہیں .. اس کے پہلے متعدد مرتبہ توجہ دلائی گئی کہ سنٹرل بینکس کے سیرس کی مارکیٹ ویلیو (Market value) باقی نہیں رہی .. اوسکی وجہ یہ ہے کہ حکومت ایک طرف شئیرس لیکر زرعی انجمنوں کو رقومات دلاتی ہے لیکن دوسری طرف رقم کے وصولی کے طریقہ کو ماتوی رکھا جاتا ہے ۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شئیر ہولڈرس (Shareholders) کو کوئی منافع نہیں دیا جاتا اور آئندہ شئیرس نہیں بکتے اور نہ موجودہ شئیرس ہی کو کوئی لیتا ہے ۔ سنٹرل بینکس اور اگریکلچرل اسوسی ایشنز کی جانب سے جو لونز (Loans) دیئے جاتے ہیں وہ بینکس وصول نہیں کرتے بلکہ اون کی واپسی کا تعلق سررشتہ مال سے ہوتا ہے ۔ بینکس کی حیثیت محض ٹیپہ رمان کی رہ گئی ہے ۔ اس کے متعلق گزشتہ پانچ سال سے ہم حکومت کو توجہ دلا رہے ہیں کہ کم از کم اس کے لئے کوئی ایسا پروویژن (Provision) بنانا چاہئے جس کے تحت ہر وقت رقومات وصول ہو سکیں جب یہ چیزیں پیش کی جاتی ہیں تو کہا جاتا ہے کہ کنسیڈریشن (Consideration) میں ہے ۔

ریزرو بینک کے شارٹ ٹرم لونز (Short term loans) کی مدت اپریل تک ختم ہو جائیگی ۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ حکومت کو اس طرف جلد توجہ دیکر قرضہ حاصل کرنے کی کوششیں کرنی چاہئے ۔ ورنہ اپریل گزر جائیگا تو ممکن ہے

کہ بھر دوسرے سال کا انتظار کرنا پڑے .. آج کل اضلاع کے حالات ٹھیک نہیں ہیں .. بیداوار کم ہو رہی ہے .. قحط کے حالات پیدا ہو رہے ہیں .. اگر اس طرف سے ہم غفلت کریں اور کوئی نوجہ نہ دہن تو ویاجرس کا کانفیڈنس (Confidence) کو آپریٹو ڈپارٹمنٹس پر سے ختم ہو جائیگا .. اسی طرح میں اگر ایکچرل اسوسی ایشنس کے بارے میں کہوں گا کہ ان میں کافی سرمایہ موجود ہے .. یکے بعد دیگرے ملک سے کنٹرول ختم ہو رہا ہے .. اگر اس سرمایہ سے وہ کچھ کام کریں تو بہتر ہوگا .. اس کیابٹل کوڈیٹ کیا پٹل کی حیثیت سے رکھ کر آئندہ اوس سے منافع کے کام لئے جاسکتے ہیں اوس سرمایہ سے مارکنگ کی جاسکتی ہے .. موسم کے زمانے میں اناج کی قیمتیں کم ہوتی ہیں اور بعد میں بڑھ جاتی ہیں .. اس سرمایہ سے موسم پر اناج خرید کر منافع حاصل کیا جاسکتا ہے .. اگر ایکچرل اسوسی ایشنس مختلف جگہ پر اس قسم کے مارکٹس قائم کر کے فائدہ حاصل کر سکتی ہیں .. اس عمل کی وجہ سے حکومت اور غریب ان دونوں کو بھی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے اور ہر ڈپارٹمنٹ میں ترقی ہو سکتی ہے .. آج حکومت کی جانب سے ہر چیز مثلاً کھاد .. زرعی تقاوی وغیرہ دینے کے لئے علیحدہ علیحدہ صیغہ رکھے جاتے ہیں .. اگر یہ چیزیں کو آپریٹو ڈپارٹمنٹ کے تحت رکھی جائیں تو زیادہ فائدہ حاصل ہوگا .. کو آپریٹو ڈپارٹمنٹ کا عوام سے نزدیکی تعلق ہوتا ہے .. اس لئے وہ اس کام کو اچھی طرح چلا سکے گا .. حکومت کی جانب سے جو تقاوی دیجاتی ہے وہ بھی عوامی ذرائع کے توسط سے دیجاتی چاہئے .. اسی طرح زراعتی معاملات مثلاً کھاد اور اناج وغیرہ کے سلسلہ میں قرضہ دینے کے لئے کو آپریٹو ڈپارٹمنٹ کو کیوں نہیں اختیارات دئے جاتے ؟ اگر ایسا کیا جائے تو کو آپریٹو ڈپارٹمنٹ زیادہ وسیع ہو جائیگا اور عوام کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچا سکے گا .. ایسے معاملوں پر حکومت توجہ نہیں کرتی البتہ ایک لاکھ مچھلی کے بیوبار کے لئے (۳) لاکھ روپیہ خرچ کرنے پر تیار ہو جاتی ہے .. جہاں عوامی فائدہ کی کوئی چیز ہوتی ہے وہاں تو کچھ خرچ نہیں کیا جاتا لیکن بیکار کاموں کے لئے خرچ کیا جاتا ہے ..

اگر ایکچرل اسوسی ایشنس اور سنٹرل بینکس کے الکشن جمہوری اصول پر ہونے چاہئیں لیکن گزشتہ ایک سال سے ہم دیکھتے ہیں کہ الکشن کے وقت حکومت کے عہدہ دار اس میں کافی مداخلت کر رہے ہیں .. اس طرز عمل کو اس جمہوری دور میں برداشت نہیں کیا جاسکتا .. کو آپریٹو مومنٹ کا مقصد عوام کا زیادہ سے زیادہ اعتاد حاصل کرنا ہوتا ہے .. اسی لئے الکشن بھی کرائے جاتے ہیں کہ عوامی نمائندے اس میں آجائیں .. لیکن حکومت کے عہدہ دار اپنا اثر استعمال کر کے عوام کے ساتھ نا انصافی کر رہے ہیں .. میں کہوں گا کہ اگر آج نہیں تو کل کو آپریٹو مومنٹس (Co-operative Movements) پر سے عوام کا اعتاد اوٹ جائیگا .. نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کے کاروبار باقی نہیں رہیں گے .. میں حکومت سے درخواست کروں گا کہ کو آپریٹو ڈپارٹمنٹ کو انڈینڈنٹ طریقہ سے کام کرنے کا موقع دیا جانا چاہئے .. اگر حکومت اس طرف توجہ نہ کریگی تو عوام یہ .. چھ جائیں گے کہ اس مومنٹ (Movement) (

میں بیسہ لگانا یا ایسی اسوسی اینٹنس میں پیسہ رکھنا سکار ہے ۔ اس طرح یہ مومنٹ آگے بڑھنے سے رک جائیگا ۔ میں منسٹر متعلقہ سے اہل کردہ نگاہ سے وہ ان معاملات پر سنجیدگی سے غور کریں اور عوام کی بھلائی کے لئے زیادہ توجہ دیں ۔

شری داجی شنکر .. مسٹر اسپیکر سر ۔ وسے تو گونڈوں کے لئے اور خاص کر عادل آباد ضلع کے گونڈوں کے لئے سوشل سروس (Social Service) کا دفتر قائم ہوا ہے اور سنہ ۴۳ ع سے ان کی اب لفٹ (Uplift) کے لئے حکومت کی جانب سے کام کیا جا رہا ہے ۔ نظام کی حکومت کے زمانہ میں ہیمنڈ راف کی جانب سے سفارشات پیش کی گئیں تھیں کہ گونڈوں کو کس طرح آگے بڑھایا جاسکتا ہے ۔ چنانچہ ان کی سفارشات کی بناء پر سوشل سروس کا اسپیشل دفتر قائم کر کے ان کی اب لفٹ کے لئے کام کیا جا رہا ہے ۔ باقی اور جنے بھی محکمہ جات گونڈوں کو آگے بڑھانے کے لئے ان کی سماجی معاشی اور معاشرتی حالت کو آگے لیجانے کے لئے ہیں کام نہیں کر رہے ہیں نہ ان کے ساتھ ہمدردی سے پیش آتے ہیں ۔ سوشل سروس ڈپارٹمنٹ کے کچھ لوگ البتہ ان لوگوں کے پاس جاتے ہیں اور کچھ جہاں ہیں کرتے ہیں ۔ باقی جتنے بھی ڈپارٹمنٹ ہیں مثلاً مال کوليجے ۔ پولیس کوليجے ۔ باکوپریٹور سوسائٹیز کوليجے نہ ان ڈپارٹمنٹس کے آدمی وہاں جاتے ہیں نہ ان لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ تمہاری کیا حالت ہے ؟ کیسے تم کو آگے بڑھایا جاسکتا ہے ؟ اگر آپ دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ اونگہ آباد کے دیڑھ سو مضافات میں گونڈوں کی آبادی ہے ۔ لکشی پیٹھ میں تقریباً (۵۰) فیصد مضافات ان کے ہیں ۔ اونٹور کا پورا علاقہ گونڈوں کے مضافات سے بھرا پڑا ہے ۔ ایسے مقامات پر نہ تو کوآپریٹو سوسائٹیز ہیں نہ کوئی کوآپریٹو سسٹم کے ذریعہ گونڈوں کی معاشی اور معاشرتی حالت کو آگے لیجانے کی کوشش کی جاتی ہے ۔ اگر کوآپریٹو سوسائٹیز کے ذریعہ ان لوگوں کو کانسٹ تعالیم اور کلچرل اکتیویٹیز (Cultural Activities) میں آگے بڑھانے کی کوشش کریں تو زیادہ بہتر ہوگا ۔ اس کے لئے صرف سوشل سروس ڈپارٹمنٹ پر انحصار رکھنا مناسب نہیں ۔ اگر دونوں ملکر متحدہ کوشش کریں تو اس سے بہتر نتائج نکل سکتے ہیں ۔ موجودہ بجٹ میں جب میں دیکھتا ہوں تو مجھے گونڈوں کا نام تک نظر نہیں آتا ۔ صرف کوپاز کے ری ہیبیلیٹیشن (Rehabilitation) کا نام دیا گیا ہے ۔ اور وہ بھی اس سال ۵۴ - ۱۹۵۳ ع کے بجٹ میں تو یہاں ان کے لئے صرف ڈائس لگے ہوئے ہیں ۔ محکمہ سوشل سروس کی جانب سے تو یہ بہ بانک دھل کہا جاتا ہے کہ ہم گونڈوں کو آگے بڑھانے کے لئے کوشش کر رہے ہیں ۔ انکے تعلیم کا بندوبست کر رہے ہیں لیکن عملاً کچھ بھی نہیں کیا جاتا ہے ۔ ضلع عادل آباد میں (۸۰) مدارس تھے ۔ ان میں سے جہاں تک میرے معلومات کا تعلق ہے (۵۰) مدارس بند پڑے ہیں ۔ وجہ یہ ہے کہ ان مدرسوں کے مدرسین کو ۲۵ - ۳۰ روپیہ ماہانہ تنخواہ دی جاتی ہے ۔ اور وہ تنخواہ بھی دو دو تین تین مہینے نہیں ملتی ۔ اسلئے وہ تنگ آکر نوکری چھوڑ دیتے ہیں ۔ اسی طرح میں پوچھتا ہوں کہ ان کی زراعت کے لئے کیا کیا جا رہا ہے ؟ ۔ بیل خریدنے کے لئے (۱) لاکھ روپے بطور تقاوی منظور کیے گئے ہیں

اہیں (۵۰) ہزار روپے دئے گئے ہیں۔ مابقی (۵۰) ہزار روپے کس طرح خرچ ہوئے کہاں چلے گئے معلوم نہیں۔ ٹریننگ سنٹر (Training centre) کے لئے بلڈنگ تعمیر کرنے کی منظوری تو دیجاتی ہے لیکن بلڈنگ نہیں بنائی جاتی۔ وہ پیسہ ڈائریکٹوریٹ (Directorate) یا معلوم نہیں کہاں واپس ہو جاتا ہے۔ کڑیں کھدوانے کی منظوری ہوتی ہے۔ برسات میں کنوئیں کھدوائے جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ برسات میں تو اس کنوئے میں پانی نظر آتا ہے لیکن گرما آتے ہی یہ کنواں خشک ہو کر کھڑا بن جاتا ہے۔ ان تمام واقعات کو ہاؤس کے عام میں لانے کا مقصد یہ ہے کہ سوسٹیل سروس اپنی جانب سے جو کچھ کرتا ہے کرنے دیجئے۔ لیکن گونڈوں کی بہبودی اور اپ لفٹ (Uplift) کا کام کوآپریٹیو سس (Co-operative basis) پر بھی ہونا چاہئے۔ انہیں کم قیمت پر انیما سربراہ کرنے کے لئے دوکانوں کا قیام عمل میں لایا جانا چاہئے۔ اس طرح انہیں آگے بڑھایا جاسکتا ہے۔ میں منسٹر متعلقہ سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ان امور کی جانب توجہ کریں۔ اور اگریکلچرل امور کوآپریٹیو سوسائٹیز (Agricultural Co-operative Societies) قائم کر کے انہیں آگے بڑھانے کی کوشش کریں۔ اس کے لئے بجٹ میں پروویژن (Provision) نکالا جانا چاہئے۔

ان خیالات کا اظہار کرتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

شری پاپ ریڈی - مسٹر اسپیکر سر۔ مبرا موشن ڈیمانڈ ۱۰ کے بارے میں ہے جو فشریز ڈپارٹمنٹ (Fisheries Department) سے متعلق ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا خیدرآباد جیسی اسٹیٹ میں آج کے حالات میں اس ڈپارٹمنٹ کی اتنی زیادہ ضرورت اور اہمیت کیوں محسوس کی جاتی ہے؟ میں یہ مانتا ہوں کہ جس کسی ملک کے لوگوں کو فیش (Fish) کافی مقدار میں کھانے کو ملے ہوں وہ خوش قسمت ہیں۔ فیش کی فوڈ ویلیو (Food value) واقعی بہت اچھی ہے۔ میرے دوست برا نہ مانیں اگر میں یہ کہوں کہ کم از کم تیرہ سے تو کئی گنا زیادہ اچھی ہے۔ یہ بڑی ریلیشنگ فوڈ (Relishing Food) بھی ہے۔ ممکن ہے اس بات کو اس جانب کے دوست تسلیم نہ کریں۔ ان سب باتوں کے باوجود میں یہ کہوں گا کہ ہماری اسٹیٹ کی آبپاشی کی حالت حیا گریفنگل کنڈیشنس (Geographical conditions) اور ماحول کے لحاظ سے اس ڈپارٹمنٹ کی گورنمنٹ کی جانب سے اس طرح سرپرستی کی جا کر اس طرح چلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہوسکا ہے کہ پہلے کی گورنمنٹ اس کی ضرورت کو کافی اہمیت دیتی ہو لیکن ان کے نظریہ اور ہمارے نظریہ میں فرق ہے۔ ہمارے سامنے تمام حالات ہیں ایک بڑی پائٹ جس میں فوڈ سیریل تو کچھ بھی نہوں اور اسکے بازو اگر ہم فیش رکھ کر کھائیں تو کیا یہ ٹھیک ہو سکتا ہے؟ ہمارے پاس کئی پلانس ہیں۔ اگریکلچرل پلانس ہیں۔ ڈیولپمنٹ پلانس ہیں۔ ان کی اہمیت کے باوجود یہ (۴) لاکھ کی رقم اس ڈپارٹمنٹ پر خرچ کی جانا کیا مناسب سمجھا جاسکتا ہے؟ اسکے بارے میں بھی مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری حکومت

ورثہ میں حاصل کی ہوئی خامیوں کو بھی اپنے ساتھ ساتھ لئے پھرنا چاہتی ہے۔ یہ وہی ذہنیت کا مظاہرہ ہے۔ اسلئے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس ڈپارٹمنٹ سے عوام کا تو کوئی فائدہ نہیں۔ میں آنریبل ممبر متعلقہ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں ممکن ہے وہ اس ڈپارٹمنٹ کے ڈیپلٹس میں نہ گئے ہوں اس لئے کہ یہ ڈپارٹمنٹ حال ہی میں انکے پاس آیا ہے لیکن کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ اس ڈپارٹمنٹ کے وجود میں آنے سے حیدرآباد اسٹیٹ میں فشی کی قیمتوں میں کیا کوئی فرق ہوا؟ میں فشی کنزیوم (Consume) کرنے والوں میں سے ہوں اور میں جانتا ہوں کہ اس ڈپارٹمنٹ کے وجود سے فشی حاصل کرنے میں آسانی کی بجائے اور زیادہ تکلیف ہو گئی ہے۔ اور آمدنی میں بھی اتنا ہی خسارہ ہوا ہے۔ چھوٹے چھوٹے تالاب اکثر ہراج ہوا کرتے تھے جس سے رقم حاصل ہوتی تھی چاہے وہ رقم کس مد میں بھی کہیں نہ خرچ ہوتی ہو۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ آج یہ آمدنی صفر ہے۔ اس ڈپارٹمنٹ کو چلانے کا مقصد صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ چند عہدہ داروں اور عہدہ کی پرورش کی جائے۔ صرف پامپ اینڈ شو (Pomp and show) کے لئے یہ محکمہ رکھا گیا ہے۔ میں پوچھنا ہوں کہ آخر اس محکمہ نے کیا کیا؟ کیا اس نے فشی کی کوالٹی (Quality) میں کوئی نئی بات پیدا کی؟ کیا اس سے کوانٹٹی (Quantity) میں اضافہ ہوا دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ اس ڈپارٹمنٹ کی وجہ سے حالت دن بدن بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ قیمتیں بڑھ گئی ہیں۔ اور مقررہ قیمتیں اتنی زیادہ ہیں کہ کم از کم معمولی آدمی تو اتنی قیمت دیکر فشی کھا نہیں سکتا۔ اگر یہی (۴) لاکھ روپے کسی پلان کے تحت خرچ کئے جاتے تو اس سے کافی عوام مستفید ہوتے۔ ”گرو مور فوڈ کمپین“ (Grow More Food Campaign) کا کافی کام اس سے ہو سکتا تھا۔ اس رقم سے (۴۰۰) بہترین انجین آسکتے تھے۔ اگر اسی اسٹاف کو ان ہی عہدہ داروں کو ۱۰ ویلجس (Villages) کا ایک یونٹ دیدیا جاتا تو میں سمجھتا ہوں اس سے گرو مور فوڈ کمپین کا بہترین اکسپینشن (Expansion) ہو سکتا تھا۔ اس ڈپارٹمنٹ سے فشی کی کوالٹی یا کوانٹٹی میں تو اضافہ نہیں ہوتا مگر عہدہ داروں کی تنخواہوں میں ضرور اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ اگر اس اسٹاف کو رٹرنچ (Retrench) کر دیں تو یہ لوگ اپنی علاحدہ یونٹ بنالینکے اور ہم اس کی قیادت کریں گے۔ لیکن اس قسم کے جوابات سے مسائل حل نہیں ہو جاتے۔ ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ کیا فی الواقع ملک کو اس ڈپارٹمنٹ کی ضرورت ہے یا نہیں جبکہ پھیلیاں نہ تو آپکو ملتی ہیں اور نہ ان میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور اگر میں اپنے الفاظ میں یہ کہیں تو شاید آپ کو برا معلوم ہو کہ آپ کے کارناموں سے شاید پھیلیاں بھی پانی ہو گئی ہیں اسلئے آپ کو نہیں ملتا۔

مجھے آخر میں یہی کہنا ہے کہ فشی حیدرآباد کی کامن فوڈ (Common) نہیں ہے۔ محض چند لوگوں کو فشی سہراہ کرنے کے لئے یہ ڈپارٹمنٹ رکھا جانا چاہیے نہیں۔ میرا یہ سنجیدہ ہے کہ اس ڈپارٹمنٹ کو جلد سے جلد ختم کر دیا جانا چاہئے۔ میں امید کرتا ہوں کہ جلد سے جلد ایسا فیصلہ کیا جا کر یہ رقم کسی بہتر کام میں لگائی جا سکے۔

अंकुशराव व्यंकटराव घारे :—मिस्टर स्पीकर सर, हम अज्युकेशन पर जो करीब पांच करोड़ का खर्च करने जा रहे हैं, उसमें से इन्स्पेक्शन के काम के लिये जो लोग कायम किये गये हैं, उनके ऊपर करीब पांच लाख रुपये का खर्च होनेवाला है। अतः बड़े स्टेट के लिये सिर्फ १२ सेंटर्स हैं, और वहां १२ इन्स्पेक्टर और २५ नाज़िर लोग काम करते हैं। उनके ज़िम्मे जितना सुपरविजन (Supervision) का काम सौंपा गया है कि वह करने के लिये उनको फुरसत भी नहीं मिलती। दीगर कामों में ही उनका ज्यादा समय खर्च हो जाता है। डिस्ट्रिक्ट में जो नाज़र लोग रहते हैं वे पहले हेडक्वार्टर्स में रहते थे, लेकिन अब उनको डिस्ट्रिक्ट प्लेसेस में न रख कर तालुकों में रखा गया है। पहले जब वे डिस्ट्रिक्ट प्लेसेस में रहते थे, तब वे डिस्ट्रिक्ट इन्स्पेक्टर (District Inspector) की निगरानी में रहते थे, लेकिन अब तो उनको आज़ादी मिल गयी है। बहुत से तालुका में वे इन्स्पेक्शन के लिये जाते ही नहीं। लेकिन रिपोर्ट में लिख देते हैं कि फलां जगह का इन्स्पेक्शन किया है। मेरा तज़रबा है कि हायस्कूल्स और मिडिल स्कूल्स के इन्स्पेक्शन के लिये जब इन्स्पेक्टर्स जाते हैं तब वे यह भी नहीं देखते कि स्कूल में कोयी मटीरियल (Material) है या नहीं इन्तज़ाम ठीक है या नहीं स्टाफ कितना है और क्या है। बहुत से प्रायमरी स्कूल्स के मास्टर लोग तो अपने किसी रिश्तेदार की शादी के लिये या और किसी खानगी कामों के लिये चले जाते हैं, और इस तरह से स्कूल में गैरहाज़िर रहते हैं। इसलिये मैं यह सुझाव देना चाहूंगा कि आजकल ग्राम पंचायतें कायम हो रही हैं, उनके तहत प्रायमरी स्कूल्स के सुपरविजन (Supervision) का काम दिया जाय।

दूसरी जो आम शिकायत आती है वह यह है कि प्रायमरी स्कूल्स और दीगर स्कूलों के टीचरों को अपनी तनख्वाह लेने के लिये हर महीने डिस्ट्रिक्ट हेडक्वार्टर्स में आना पड़ता है। आने जाने के अखीं राजात को तो जाने दीजिये, अगर किसी बजह से आपकी रकम मंज़ूर नहीं हुई या मौके पर नहीं आंजी तो मास्टरों को कयी बार हेडक्वार्टर्स पर अपनी तनख्वाह के लिये चक्कर काटने पड़ते हैं। इसके बजाय मास्टरों को अपने मुकामात पर तनख्वाह दिलाने का इन्तज़ाम किया जाना चाहिये, और उनकी यह तकलीफ दूर की जानी चाहिये। साथ साथ हमको इन्स्पेक्टर और नाज़रों की संख्या बढ़ाने की भी ज़रूरत है। जिस तरह से अज्युकेशन का स्टैंडर्ड (Standard of Education) बढ़ता जायगा उसी प्रकार स्कूलों की संख्या में अज़ाफा करना पड़ेगा। आज हमारे यहां सिर्फ १२ इन्स्पेक्टर काम कर रहे हैं। स्कूलों के इन्तज़ामात पर ठीक निगरानी रखने के लिये उनकी संख्या बढ़ाना ज़रूरी है। साथ ही साथ मैं देखता हूं कि बहुत से इन्स्पेक्टर्स ऐसे होते हैं जिनको रीजनल लैंग्वेज (Regional languages) नहीं आती। इन्स्पेक्शन के वक्त मुझे एक दफा हाज़िर रहने का मौका मिला था। इन्स्पेक्टर साहब मुसलमान थे। उनको वहां की रीजनल लैंग्वेज मालूम न होने से वे न जान सके कि स्कूल में क्या चल रहा है, और उसका इन्तज़ाम कैसा है। इस लिये उनकी इन्स्पेक्टर की हैसियत से नियुक्त किया जाता है उनको रीजनल लैंग्वेज अच्छी तरह से मालूम होनी चाहिये। इन्स्पेक्टर लोगों का काम सिर्फ यही देखने का नहीं है कि बच्चों की पढाई ठीक तरह से होती या नहीं बल्कि उनको यह भी देखना चाहिये कि लड़कों का स्टैंडर्ड कैसा है उनका ज़रूरत नॉलेज (General knowledge) कितना है, किन विषयों में वे ज्यादा दिलचस्पी लेते हैं। हमारा करीकुलम (Curriculum) भी बहुत ज़रूरी क़दीर होता है। उसकी बजह से कयी पेनसिलिया छोटे छोटे बच्चों के सामने आ रही हैं। इसलिये इन्स्पेक्शन का काम अच्छी तरह

गये साल मैंने मार्केट डिपार्टमेंट के बारे में कटमोशन दिया था। हमारे यहाँ कुल १५ मार्केट कमेटीज हैं। हमारे यहाँ कुल १४५ मार्केट्स हैं, जिसलिये कम से कम १४५ मार्केट कमेटीज कायम होनी चाहिये। हर तालुके के सेंटर में जहाँ माल की खरीदी होती है वहाँ मार्केट कमेटी का ऑफिस रहने की जरूरत है। लेकिन यह भी देखा जाता है कि कभी जगह मार्केट कमेटीयों का किसानों को जितना फायदा होना चाहिये उतना नहीं हो रहा है। जहाँ ये मार्केट कमेटीयाँ बरसों से काम कर रही हैं वहाँ उनके पास ४० और ५० हजार की रकमें पड़ी हैं, लेकिन उस रकम का कोई उपयोग काश्तकारों की सुविधायें बढ़ाने के लिये नहीं किया जाता। काश्तकारों को मार्केट की जगहों पर आने के बाद पानी नहीं मिलता और उनके जानवरों को चारा नहीं मिलता। हमारे मंत्री महाशय जब पिछली दफा दौरे पर आये थे तो उन्होंने वादा किया था कि मैं जिस बात पर जरूर ध्यान दूंगा। मैं यह बात दोहराना चाहता हूँ कि जब काश्तकार अपना माल मार्केट की जगह ले आता है तब उसके लिये पानी और उसके बैलों के लिये चारे की व्यवस्था मार्केट कमेटी के टैंक्स में जो रपया जमा होता है उससे की जानी चाहिये। मार्केट कमेटी की जो कॉन्स्टीटयुशन है उसके मुताबिक उसमें जैसे लोग लिये जाते हैं जो दरअसल वहाँ रहते ही नहीं। देहातों में रहनेवाले काश्तकारों के प्रतिनिधी उसमें लिये जाते हैं। वे लोग देहातों में रहते हैं जिसलिये मार्केट प्लेस में क्या अन्तर्जाम किया जाना चाहिये उसकी तरफ कोई ख्याल नहीं देता। जिसलिये यह देखा जाता है कि अक्सर ये कमेटीयाँ कुछ काम नहीं करती। कभी दफा तो अनिकी मीटिंग्स (Meetings) भी नहीं होती। जब कभी होती है तो कोरम (Quorum) न होने से बरखास्त हो जाती है। आम तौर पर मार्केट कमेटी के प्रेसीडेंट उसी मुकाम के डिप्टी कलेक्टर साहब या तहसीलदार होते हैं। कभी दफा तो वे खुद मीटिंग में हाजिर नहीं रहते, और बतला देते हैं कि फलाना आदमी मेरी जगह सदारत करेगा। मार्केट कमेटीयों की जिस बढाबिस्तारी की तरफ अच्छी तरह से ध्यान देने की आवश्यकता है। मार्केटिंग कमेटीयों के बारे में अक्सर यह शिकायत की जाती है कि उनकी तरफ से जो भाव जाहीर किये जाते हैं वे अक्सर नहीं होते। कपास का भाव सेलू में अंक होगा तो परभनी में वही अलग होता है। उनमें यूनियफार्मिटी (Uniformity) क्यों नहीं रहती यह समझ में नहीं आता। भावों के बारे में यह जो फर्क होता है उसके लिये कमेटी के मेंबर और अफसर लोग जिम्मेदार हैं। वे मौके पर जाकर जगह जगह क्या भाव है उसका मुआयना नहीं करते। ऐसी भी शिकायत की जाती है कि मार्केट कमेटी के अफसरों ने काश्तकारों से माल लेकर ५० रु. भाव से व्यापारियों को दिया लेकिन काश्तकारों को ४५ रु. भाव से रक्कम अदा की। जैसे बहुत से केसेस बाहर आये हैं। कुछ लोगों के लायसेन्सेस भी जब्त किये गये हैं, लेकिन उसके बारे में आगे क्या होता है उसका पता नहीं लगता। जिस तरह से मार्केट कमेटीयों पर जो लॉक आफ सुपरविजन (Lock of Supervision) है उसमें सुधार होने की जरूरत है। आजकल मार्केटों में स्लैक्नेस (Slackness) आने की वजह से काश्तकारों का नुकसान हो रहा है। काश्तकारों को उनके माल का पैसा बराबर मिलना चाहिये, और जिस संकसद से ये कमेटीयाँ मुफ्त की गयी हैं वह पूरा होना चाहिये। मार्केट ऑफिसस भी ज्यादा बढ़ने चाहिये, और अभी जो मार्केट कमेटीयाँ चल रही हैं उनका कारोबार ठीक तरह से चलाया जाना चाहिये।

شری عبدالرحمن - مسٹر اسپیکر - سرشتہ تعلیمات کے تعلق سے میرا کٹ بوشن ہے - مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ سرشتہ تعلیمات کے پہلے پانچ زبان کے

تعلی سے تعصب و غفلت برت رہے تھے اور آجکی حکومت بھی ان ہی کے نقش قدم پر چل رہی ہے۔ اس وقت صرف اردو زبان کی ترقی کے لئے کشادہ دلی کے ساتھ کروڑوں روپیہ خرچ کیا گیا تھا۔ جس کے نتیجے کے طور پر ہمیں ایک بڑی کامیابی تو حاصل ہوئی اور ہم سمجھ رہے تھے کہ عوامی حکومت کے آنے کے بعد دیگر زبانوں کو بھی ترقی کا اسی طرح موقع ملے گا اور انکی بھی ترقی کے سامان ہم پہنچائے جائیں گے۔ لیکن افسوس کہ کروڑوں روپیہ خرچ کر کے جس زبان کو عوام نے حاصل کیا تھا اور جس میں کافی ترقی پیدا ہو گئی تھی اسکو آج ختم کیا جا رہا ہے اور ہمارے وہ توقعات جو ہم نے دوسری زبانوں کے تعلق سے قائم کئے تھے وہ بھی خاک میں مل گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ دنیا کا کوئی متمدن ملک اس اصول کو دانشمندانہ نہیں تصور کریگا کیونکہ یہ اس ذہنیت کا ثبوت دیتا ہے کہ یہ کسی خاص طبقہ کی زبان ہے لہذا اسکو ترقی کا موقع نہ دیا جانا چاہئے۔ اگر اردو کو کوئی کسی خاص طبقہ کی زبان تصور کرتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ غلطی کرتا ہے۔ اردو کسی خاص طبقہ کی زبان نہیں ہے۔ اس کا ثبوت اسمبلی میں ہونے والی تقاریر سے مل سکتا ہے۔ بلا لحاظ مذہب و مات ممبران کی اکثریت اسکو پسند کرتی ہے کہ اردو میں تقریر کی جائے۔ نہ صرف یہ بلکہ اس تصور کے پیش نظر کہ ارکان اپنے مافی الضمیر کو اردو کے ذریعہ اچھی طرح سے ادا کرسکتے ہیں اور دوسرے ممبرس کو بھی سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے آنریبل امیگر بھی اردو کی حمایت میں رہے ہیں۔ ان وجوہ کی بناء پر میں کہہ سکتا ہوں کہ سررشتہ تعلیمات نے اردو کے تعلق سے جو رویہ اب تک اختیار کیا وہ غیر دانشمندانہ تھا۔ میں موجودہ آنریبل منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ وہ آنکھوں پر کی اوس پٹی کو جو ورثے میں ملی ہے نکال کر اردو کو بھی ترقی کا موقع مہیا کریں۔ طریقہ تعلیم ایسا ہونا چاہئے جس سے جہالت دور ہو۔ تعلیم موجودہ صورت میں روزگار کے حاصل کرنے کا ذریعہ تو نہیں رہی ہے۔ کیونکہ تعلیم یافتہ پیروزگاری کا رونا رو رہے ہیں۔ اسلئے کم از کم تعلیم اوس معیار پر تو ہونا چاہئے جس سے جہالت دور ہو سکے۔ اگر یہ بھی نہ ہو تو بھر اسقدر مالی بار برداشت کرنے کی کیا ضرورت ہے ؟

معاشی حالات کو سدھارنے کے لئے موجودہ حکومت ذرہ برابر بھی تیار نہیں معلوم ہوتی ہے۔ سابقہ حکومت نے بعض صنعتی اسکولس قائم کئے تھے لیکن موجودہ حکومت صنعتی اسکولوں کو ختم کرنا چاہتی ہے۔ حیدرآباد میں ایک صنعتی اسکول مغلیہ میں تھا اسکو ختم کر دیا گیا۔ اور ایک اسکول چادرگھاٹ میں ہے۔ اسکے بارے میں بھی ایک سوال کے جواب میں معلوم ہوا تھا کہ یہاں سے سکندرآباد میں منتقل کیا جا رہا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ ہر محلے میں ایسے اسکولس قائم کئے جائے اور طلباء شریک بھی نہ ہوں تو انکو ترغیب دیجائی تاکہ لوگ کچھ صنعتی تعلیم حاصل کر کے کم از کم کچھ کمائے کے قابل ہوں۔ کچھ روزگار پیدا کرسکیں کیونکہ آپ تو روزگار فراہم نہیں کرتے ہیں۔ پھر حال چادرگھاٹ کے اس صنعتی اسکول کو سکندرآباد میں منتقل کرنے کا اصل مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس اسکول کو برخاست کر دیا جائے۔

नयी बातें अकेल से अनुकी समझ में नहीं आयेंगी। अनुके पुराने खियालात दूर करने के लिये जादा कोशिश होनी चाहिये, और जिसके लिये जिराअती तालीम का अच्छा से अच्छा अितजाम होना चाहिये, ताकि किसान और अनुके बच्चे उसमें अच्छी तरह पढसकें। मैं तो कहूंगा कि हर तालुके की जगह पर जिस तरह के जिराअती तालीम देनेवाले अिदारे होने चाहिये। लेकिन अफसोस के साथ कहना पडता है कि जिराअती तालीम के लिये अभी तक कोअी कदम नहीं अुठाया गया है सब लोग जिस बातको जानते हैं कि कुल हैदराबाद स्टेट में रिखाया की आबादी १,५७,७५,००० है उसमें से ७५ फीसद लोग जिराअत पर अपनी जिदगी बसर करते हैं। मैं गव्हर्नमेंट से यह अर्ज करना चाहता हूं कि जिराअती तालीम को तरक्की दी जाय। जिराअत को फरोग देने के लिये तो हमारे सामने कोअी स्कीम नहीं पेश की गयी है। मैं तो मानता हूं कि अेज्युकेशन पर जो रक्कम खर्च की जा रही है वह काफी नहीं हो रही है। जिससे भी ज्यादा रक्कम हमें खर्च करनी होगी। लेकिन वह रक्कम किस तरह की तालीम पर खर्च की जाय यह सोचने की बात है। आज तो आप सब लोग जानते हैं कि हमारे यहां अनअॅप्लॉयमेंट (Unemployment) का मसला बढ रहा है। उसका हल करने के लिये उसको रोकने के लिये यदि सब से जरूरी बात कोअी है तो वह यह है कि हमें अेज्युकेशन की पॉलिसी तबदील करनी पडेगी। और वह भी जल्द से जल्द तबदील होनी चाहिये आज जो शिक्षा कॉलेजें हमें दे रहे हैं वह बेकार साबीत हो रही हैं। हर साल कॉलेजों से तुलबाओंकी फौजसी बाहर निकलती है, लेकिन अनुको काम नहीं मिलता, और अनअॅप्लॉयमेंट ज्यादा बढता है फिर भी हमें कॉलेजेंपर और बडे बडे शहरों में तालीम पर ज्यादा खर्च कर रहें हैं। लेकिन देहातो में अभी तक तालीम के लिये जियादा खर्च नहीं किया जा रहा है। तालीम में तबदीली करने की बहुत जरूरत है, लेकिन अभीतक बजेट में उस तरह की कोअी नयी चीज नहीं रखी गयी है मैं ने अभी कहा कि जो सनअती मदरसे हैं टेकनिकल तालीम हैं, उसके लिये जिस बजेट में सिर्फ ८६,००० रुपये रखे गये हैं। आज तो हमारे यहां सनअती तालीम की बहुत जरूरत है। फिर भी जिसपर संजी दगी के साथ सोचा जा रहा है। जिस बजेट में जब मैंने देखा तो मैंने सनअती तालीम के लिये ज्यादा रक्कम नहीं देखी। जिस पर ज्यादा खर्च होना चाहिये। अलबत्ता यह कहा गया है कि गव्हर्नमेंटने सनअती तालीम के लिये अेक अेक्सपर्ट कमेटी (Expert Committee) अपॉइंट (Appoint) की थी और उस कमेटी के जो सिफारिशें हैं उनपर गव्हर्नमेंट सोच रही है, किस तरह से टेकनिकल स्कूल्स और कॉलेजें को चलाने के लिये और आगे बढाने के लिये री-ऑर्गनाजीज (Reorganise) किया जाय। जो पुराने टेकनिकल स्कूल्स और कॉलेजें हैं अन्हें नये तरीके पर री-ऑर्गनाजीज करने की कोशिश की जा रही है।

सनअती तालीम को और जिराअती तालीम के बारे में गव्हर्नमेंट की आज जो पॉलिसी है वह अनअॅप्लॉयमेंट को दूर करने में कभी काम नहीं देगी। गव्हर्नमेंट यदि अपनी जिस पॉलिसी को नहीं बदलेगी तो अनअॅप्लॉयमेंट तो बढनेहि वाला है। जिस तरह से कैसे काम चलेगा? हमें तो अपने अेज्युकेशन सिस्टम में बुनियादी तबदीली करनी चाहिये। जिस तरह अगर हम अेज्युकेशन में बुनियादी तबदीली नहीं करते हैं तो यह अनअॅप्लॉयमेंट का मसला हल नहीं होनेवाला है। जिसलिये मुझे कहना है कि सनअती तालीम और जिराअती तालीम को ज्यादा बढना चाहिये। जहां जहां सनअती तालीम के मदरसे हैं वहां जिराअती तालीम का भी अितजाम करना चाहिये। अितनाही नहीं बल्कि जहां जहां तालुकों और जिलों में ७ वी तक के तालीम के अिदारे हैं वहां अनु सब मदरसों में जिराअती

तालीम का अितजाम करना चाहिये। यदि किसानों के बच्चों को जिराअती तालीम अच्छी रह दी जाय तो जिराअत में होनेवाले तरक्की को वे अच्छी तरह समझ सकेंगे। आज तो जब हम अक्सपर्ट कमिटी किसानों को कहती हैं कि जी-१२ और जी-६ यह दो तरह के काँटन सीड्स (Cotton seeds) बहुत अच्छे होते हैं अिनसे कपास की पैदावार बढ़ती है, और अिनमें पैसा भी ज्यादा मिलेगा आप अिसको लगाअीये तो हमारे यहां के किसान अिसके लिये तैयार नहीं होते वे कहते हैं कि अिसकी वजह से हमारा दुगना नुकसान होता है हम अिन्हे नहीं बोयेगे अगर आपकी अेक्सपर्ट कमिटी की यह राय है कि यह काँटन सीड बहुत अच्छा है तो अिस मकसद के लिये कि किसान अुसको ठीक तरह समझ सकें और पहले अुनको जिराअती तालीम अच्छी तरह मिलनी चाहिये ताकि वे समझ सकें कि वाकअी अिसमें क्या अच्छाअिया है और जब आप अिसतरह जिराअती तालीम का अितजाम सब जगह अच्छी तरह कर देंगे तो किसान खुद ब खुद अिसको समझेंगे। अिसके बिना आपकी कोअी स्कीम कामयाब नहीं हो सकती तो अिसके लिये अेज्युकेशन की पॉलिसी तबदील होनी चाहिये।

मूझे जहां तक याद है ऑनरेबल मेंबर पर्राम पाटोदा ने यह शिकायत की थी की खास खास मुकामात पर जो रोड ट्रान्सपोर्ट फैसिलिटोज (Road transport facilities) होनी चाहिये वह नहीं हुवा करतीं हैं। बाज जगह तो जिले और तालुके के मुकामात पर भी सडके अच्छी नहीं हैं। देहातों में सडके बिल्कुल ही खराब हालत में होती हैं। अिससे ट्रान्सपोर्ट में बडी दुश्वारी होती है। अिसके तालुक से मुझको कहना है कि ज्यादा ज्यादा रूकूमात शहरों में खर्च की जा रही है और देहातों को नजरअंदाज किया जा रहा है। आज सरकार को ज्यादा अिनकम देहातों से हासिल हो रहा है। आज आप देहातों से पैसा लाते हैं लेकिन अुनकी अच्छाअिके लिये अुनकी भलाअी के लिये आप वहां बिल्कुल खर्च नहीं करते हैं और वह सब पैसा देहातो से अिकट्ठा करके शहरों में खर्च किया जा रहा है। नअी नअी सिमेंट की सडकें बनाअी जा रही हैं। शहरों में ज्यादा मदरसे बढाने की स्कीमें बनाअी जा रही हैं। लेकिन यह नहीं सोंचा जाता है कि देहातों में अिसकी ज्यादा जरूरत है। शहरों में यह रक्कम खर्च करने की बजाये देहातों में ज्यादा रक्कम खर्च करनी चाहिये और वह रक्कम आपके रखने हायस्कूलों के अेज्युकेशन के लिये नहीं किंतू टेकनिकल अेज्युकेशन और जरअी तालीम के लिये पुरे करने चाहिये। किसानों के और मजदूरों के बच्चों को अच्छी तालीम देने का अितजाम गव्हर्नमेंट को करना चाहिये। लेकिन बजेट में अैसी कोअी स्कीम नहीं रखी गअी है। अब टाअीम खतम हो रहा है अिसलिये मैं अपनी तकरीर खतम करता हूं।

श्री. भगवंतराव गाडे :- स्पीकर सर, आज हाअुस के सामने जिन डिमांड्स पर डिसकशन हो रहे हैं वह काफी जरूरी मसाल हैं, अिसलिये मैं अपने कुछ खियालात अिसके सिलसिले में हाअुस के सामने रखना चाहता हूं। पहला जो अहम मसला पेश किया गया है वह मदरसे के बारे में है, और वह हमारे जनता का खास मसला है। तालीम का मसला अेक बुनियादी मसाला है। अुसके साथ साथ कोअीपरेशन (Co-operation) और मार्केट कमिटोज (Market Committees) के भी मसले यहां पेश हुअे हैं। पहले मैं तालीम के सिलसिले में कुछ अर्ज करना चाहता हूं।

हमपर जिम्मेदारी है की पंच साला प्लान और कॉन्स्टिटयुशन के तहत हम पूरे देश से अिल्लिटरेसी (Illiteracy) निकाल देंगे हम मुल्क के हर नागरिक को लिखना पढना सिखा देंगे अगर हम अिसको कामियाब नहीं कर सके तो वह हम पर अेक घन्वा होगा। तो यह चीज पूरा करने के लिये सिर्फ गव्हर्नमेंट की ही कोशिश काफी नहीं होगी। हमें यह अच्छी तरह समझ लेना चाहिये।

जबतक इस काम में जनता पूरा पूरा सहकार न करे यह काम पूरा नहीं होगा आज हम देख रहे हैं की अिन चीजों की पूरी पूरी कोशिश महकमे तालीमात की तरफ से की जा रही है। जैसे हो सके वैसे वे अपनी तरफ से तो प्रयत्न कर ही रहे हैं लेकिन सिर्फ़ अुन्ही की कोशिश से यह काम पूरा नहीं होगा। केवल अुन्हीं से यह काम पूरा होगा अैसी अपेक्षा अगर हम रखें तो वह हमारी बड़ी भारी गलती होगी। प्राथमरी अेज्युकेशन, सेकंडरी अेज्युकेशन, और हायस्कूल के अेज्युकेशन को ज्यादा से ज्यादा प्रायव्हेट लोगों को सामने आकर अपने हाथ में लेना चाहिये और सरकार का मदद करनी चाहिये। हमारे यहां स्टेट में खानगी अिदारों की अेक खास तारीफ़ रही है। पहले जमाने में ज्यादा तर तालिमी अिदारे यहां की सरकार की तरफ से चलाये जाते थे। अुस जमाने में जिन्होंने अपनी तरफ से खानगी अिदारे चलाये अुन्हें वे चलाने के लिये काफी कोशिश करनी पड़ी। अुस समय के सियासी हालात भी काफी मुखालिफ़ थे, फिर भी अुन खानगी अिदारों में अपनी कोशिश जारी रखी। वे सब अिदारे काम करते रहे। लेकिन आजकी अव्वामी हुकूमत का तालीम के बारे में जो प्रोग्राम है अुसके तहत ज्यादा से ज्यादा खानगी अिदारोंको अिमदाद देने के लिये सरकार तयार है। आज अव्वामी हुकूमत में अेज्युकेशन पर जो खर्च हो रहा है वह काफी है अैसा मेरा कहयता नहीं है। अिससे भी ज्यादा खर्च होना चाहिये। लेकिन यह हुकूमत तालीम के कामोंपर पहलेके मुकाबले में कुछ न कुछ ज्यादा खर्च कर रही है यह हमें मानना पड़ेगा।

सिरस्ते तालिमात की जानिब से नयी नयी स्कीमें बनायी गयी हैं। अुनके तहत कुछ क्लासेस में अिजाफ़ा किया जा रहा है। मसलन जहां मिडिल स्कूल खोले गये वहां अगली जमातें खोलने की कोशिश की जा रही है। जहां प्रायमरी स्कूल हैं वहां ५ बी की जमात बढ़ायी जा रही है, लेकिन अभी अुसको पूरा मिडिलस्कूल बनाने के लिये आगे कदम नहीं बढ़ाया जा रहा है। जहां नये हायस्कूल खोले गये हैं वहां पर आठवी और नौवी की मजीद जमातें खोल दी गयी हैं लेकिन अुसके आगे वहां पर १० बी की जमात खोलकर अुसे पूरा हायस्कूल नहीं बनाया गया है। अिसलिये मेरी गव्हर्नमेंट से यह दरखास्त है कि जहां जहां नयी नयी जमातें खोली गयी हैं अुन्हे जल्द पूरा हायस्कूल कर दिया जाय। अिसके बारे में हुकूमत की डेफिनेट पॉलिसी (Definite Policy) जाहीर होनी चाहिये। अिससे तुलबाओं के सरपरस्तों को अपने बच्चों को तालिमी अिदारों में भेजने में आसानी हो सकेगी।

अिसके साथ दूसरी जो बात अुठायी गयी है वह कोअॉपरेटिव्ह डिपार्टमेंट के सिलसिले में है। कोअॉपरेटिव्ह मुव्हमेंट की हमारे मुल्क में काफी तरक्की होने की जरूरत है। गुजिस्ता रिजिम में अिसकी तरफ अितनी तवज्जे करनी चाहिये थी अुतनी नहीं की गयी। अुस जमाने में अिस काममें काफी दुशवारियां थी। कोअॉपरेटिव्ह को अमल में लाने के लिये हम सबको और हुकूमत को जरूर कोशिश करना चाहिये। मैं समझता हूं की आर्थिक मुश्किलों को हल करने के लिये कोअॉपरेटिव्ह के सिवा दूसरा रास्ता नहीं है। फिर भी अिसकी जानिब पूरी तवज्जे नहीं दी जा रही है। अिसके बारे में मैं अैसा सजेस्ट (Suggest) करना चाहता हूं कि हमारी यह जो कोअॉपरेटिव्ह मुव्हमेंट है अुसकी बढ़ाने के लिये अुसकी तरक्की के लिये हमें सब बातों में कोअॉपरेटिव्ह प्रिन्सिपल (Co-operative Principle) पर अमल करना चाहिये। अुसके बिना हम कोअॉपरेटिव्ह मुव्हमेंट को कामयाब नहीं कर सकते कहां कहां कोअॉपरेटिव्ह के जरिये काम लिया जा सकता है अिसको जानिब सरकार के लिये अेक अेक्सपर्ट कमेटी (Expert committee) बितायी जाय और फिर अुसके

پالسی کی سخت مذمت کرتا ہوں۔ میں حکومت کے سامنے وار ننگ کے طور پر یہ بات صاف طور پر رکھنا چاہتا ہوں کہ عوام کی اس بنیادی مانگ کو حکومت نہیں روک سکتی۔ عوام کی ملکی زبانوں میں تعلیم کی خواہش کو ختم کرنا حکومت کا خود اپنے آپ کو ختم کر لینا ہے۔ عوام کی مرضی کے خلاف قدم اٹھا کر حکومت اپنے آپ کو کمزور کر رہی ہے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ ہم یونیورسٹی یا کالج کے بارے میں کونسلزم (Criticism) نہیں کر سکتے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ جب خود چارٹر میں اس چیز کا تصفیہ کر دیا جا چکا ہے کہ اورنگ آباد گاہرگہ اور ورنگل کے کالجوں میں ملکی زبانوں میں تعلیم دی جائیگی لیکن آج تین سال گزرنے کے باوجود اس پر عمل نہیں کیا جانا کیا معنی رکھتا ہے؟ اس کے برعکس آج تعلیم کا نظام چل رہا ہے اور وہی انگریزی کو رائج کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ میں حکومت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر یونیورسٹی خود اپنے چارٹروں کے خلاف کیوں عمل کر رہی ہے؟ کیا حکومت یونیورسٹی سے اس بارے میں جواب طلب نہیں کر سکتی؟ مجھے انگریزی زبان سے سخت نفرت ہے کیونکہ یہ ان لوگوں کی زبان ہے جنہوں نے ایک عرصہ تک ہم کو دبائے رکھا۔ میں یہ مانتا ہوں کہ انگریزی ایک بین الاقوامی زبان ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اب بھی ہم اس کو اپنے اوپر مسلط کئے ہیں۔ ہم اپنے کالجوں میں اپنی زبانوں کو ذریعہ تعلیم بناسکتے ہیں۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اردو ہمارے پاس ایک ذریعہ تعلیم بن سکا۔ اسی طرح اگر کوشش کی جائے تو مرہٹی بھی ذریعہ تعلیم بن سکتی ہے کنڑی بھی ذریعہ تعلیم بن سکتی ہے اور تانگو بھی ذریعہ تعلیم بن سکتی ہے۔ میں آنریبل منسٹر کی توجہ اس جانب دلانا چاہتا ہوں۔ وہ اس بارے میں غور کریں۔

(مجھے پرائیویٹ انسٹی ٹیوشن) Private institutions اور اسکولس کی جانب بھی آنریبل ایجوکیشن منسٹر کو متوجہ کرنا ہے۔ ان اداروں میں کئی بدعنوانیاں ہیں جنہیں دور کرنے کی ضرورت ہے۔ میرے پاس ابھی ایک خط وصول ہوا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ مارواڑی ودیالہ ایک پرائیویٹ اسکول کے ایک ٹیچر موق لال تریپاٹھی کو نکال دیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنی درخواست میں اسکول کی جو حالت ہے اسے بتلادیا ہے اسکول کی کمیٹی کے پاس جھوٹے حسابات پیش کئے جا کر تنخواہیں منگوائی جاتی ہیں۔ اور ٹیچرس کو کم تنخواہیں دی جاتی ہیں اس طرح پرائیویٹ انسٹیٹیوشن میں کرپشن (Corruption) چل رہا ہے۔ طلباء کے ساتھ بھی کئی ناانصافیاں ہوتی ہیں۔ محکمہ ان پریز کنٹرول (Control) نہیں کرتا۔ ہوتا یہ ہے کہ چند بڑے بڑے لوگ پرائیویٹ انسٹی ٹیوشن کو اپنی مناپلی (Monopoly) بنالیتے ہیں۔ وہ اس کے مکھیہ یا نائب یا سکرٹری بن جاتے ہیں۔ جس کو چاہے رکھتے ہیں۔ جس کو چاہتے ہیں نکال دیتے ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ اس پر توجہ دے۔ اور کوشش کرے کہ پرائیویٹ انسٹی ٹیوشن کا مینجمنٹ (Management) ٹھیک طرح کام کرے۔

مجھے ہائی اسکول کے بارے میں بھی کچھ کہنا ہے۔ حیدرآباد میں چند ایسے بھی ہائی اسکولس ہیں جن پر ہزاروں روپیہ ضرورت سے زائد خرچ ہوتا ہے۔ بات یہ بھی کہ ان میں ایک زمانہ میں نوابوں اور دوسرے بڑے بڑے لوگوں کے لڑکے تعلیم پاتے تھے۔ میں خود نظام کالج میں تھا۔ کہنا یہ ہے کہ ان مدارس میں دوسرے ہائی اسکولس کے مقابلہ میں بہت زیادہ رقم خرچ کی جاتی ہے۔ لیکن اب عوامی حکومت راج کر رہی ہے۔ اس کو چاہئے کہ مساوات کے اصول پر خرچہ کرے۔ یہ نہیں کہ ایک اسکول میں سامان برابر نہیں ہے اور دوسرے میں ضرورت سے زیادہ۔ اس لئے کہ وہاں جاگیرداروں نوابوں اور راجاؤں کے لڑکے تعلیم پاتے ہیں۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ آنریبل منسٹر اس پر توجہ کریں۔

پرائمری ایجو کیشن کے بارے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ ایک ٹیچر اسکول کی اسکیم پوری طرح ناکام ہو چکی ہے۔ اگر چند ممبروں کو اظہار خیال کا موقع ملتا تو وہ اس کی اچھی طرح وضاحت کرتے۔ لیکن اس کا موقع نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ اسکیم محض کاغذی ہو کر رہ گئی ہے۔ ٹیچرس لیو (Leave) پر رہتے ہیں۔ انسپکشن (Inspection) کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ جہاں دو ٹیچرس رکھے گئے ہیں ان مدرسوں کی بھی یہی حالت ہے۔ یہ اسکیمس صرف کاغذات پر رہ گئی ہیں۔ عملاً کئی فائدہ نہیں ہو رہا ہے۔

ایک ورڈ کلاسز (Backward Classes) اور شیڈولڈ کاسٹس (Scheduled Castes) کے لئے جو اسپیشل اسکولس تھے انہیں بند کر دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ تو حکومت بڑی اچھی بتاتی ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ انہیں تعلیم سے محروم کرنے کے برابر ہو رہا ہے یہ وہی پالیسی ہے جو انگریزوں اور نظام کے زمانے میں تھی۔ یہ کہنا کہ ہم ایک ورڈ کلاسز اور دوسرے عوام کو ایک ساتھ تعلیم کے میدان میں آگے بڑھانا چاہتے ہیں یہ ایسا ہی ہے کہ آب ایک ۵ سال کے بچے اور ایک ۲۰ سالہ نوجوان کو ریس کے لئے چھوڑ دیں اور کہیں کہ دونوں کو مساوی موقع ہے۔ یہ استدلال ٹھیک نہیں۔ حکومت کو دونوں حالات پر غور کرنا چاہئے۔ ایک ورڈ کلاسز کو آگے بڑھانے کے لئے خصوصی ڈیولپمنٹ فنڈس (Development Funds) ہوتے چاہئیں۔ میرے ایک دوست نے تو یہ کہا کہ اس کے لئے (۵) کروڑ روپیہ کی ضرورت ہے۔ یہ صحیح ہے لیکن سрдست جس قدر بھی ممکن ہو ان لوگوں کی ترقی کے لئے کوشش کی جانی چاہئے۔

پچھلے سال کچھ گرانٹس منظور کی گئی تھیں۔ آندھرا سرسوت کو جو گرانٹ مقرر کی گئی تھی اس میں کچھ اضافہ کی مانگ کی گئی تھی۔ دوسرے اداروں کو بھی رقمات دی گئی ہیں۔ پچھلے زمانے میں بھی اس جانب کوئی توجہ نہیں کی گئی۔ ممکن ہے اس سلسلے میں گورنمنٹ کی نیت میں کوئی خرابی نہ ہو لیکن الگ الگ زبانوں کے لئے جو گرانٹس منظور کی جاتی ہیں انہیں تمام حالات کے لحاظ سے طے کیا جانا چاہئے اور جلد سے جلد انہیں دینا ضروری ہے۔

فزیکل ایجوکیشن کے بارے میں مجھے کہنا ہے کہ پچھلے منسٹر صاحب نے اس سلسلے میں بالکل فیاڈ (Fad) کہا ہے۔ انہوں نے فزیکل ایجوکیشن (Physical education) کو ایک برائیویٹ انسٹی ٹیوشن ہنومان ویایم شالہ کے حوالہ کر دیا۔ جہاں یہ بالکل ٹھیک طور پر نہیں چل رہا ہے۔ یہ یقیناً ایک فیاڈ ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ہمارے طریقے اچھے ہوں لیکن فزیکل ایجوکیشن کے جو بہترین طریقے اور اصول ہیں انہیں کیوں نہ اختیار کیا جائے؟ میں کہوں گا کہ ہنومان ویایم شالہ کے تحت فزیکل ایجوکیشن کو اس طرح چلا نا ٹھیک نہیں۔

بیسک ایجوکیشن کے بارے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ چند انڈز اٹیر ایبلز (Undesirables) کو ایک جگہ جمع کر کے اس طرح بکنور میں ایک اسکیم چلائی جا رہی ہے۔ اس کی نسبت بھی تحقیقات ہونا ضروری ہے۔ ہماری ایجوکیشن پالیسی کو منجیلہ طور پر چلانے کی ضرورت ہے۔ اسے کسی فیاڈ کے تحت چلانا ٹھیک نہیں۔

آخر میں مجھے منسٹر فار ایجوکیشن سے یہ کہنا یہ ہے کہ شائد وہ یہ سمجھتے ہوں کہ اگر اپوزیشن پارٹی کے کچھ لوگ ان کی اڈوائزری کمیٹی (Advisory committees) میں آجائیں تو ان کی اسکیموں کو فائدہ نہوگا۔ ممکن ہے ہمارے اور ان کے اصولوں میں کچھ اختلافات ہوں لیکن تعام کی حد تک ایک زمانے سے ان کی اور ہماری رائے یکساں رہی ہے۔ مجھے پتہ نہیں کہ اڈوائزری کمیٹی اور بورڈز میں وہ کسان مزدور پارٹی کمیونسٹ پارٹی یا پیپلز ڈیموکریٹک فرنٹ کے کسی ممبر کو کیوں موقع دینا نہیں چاہتے۔ ٹکنیکل کمیٹی کی رپورٹ میں تو کہا گیا ہے کہ ہم اس پر غور کر رہے ہیں۔ میں ہاؤس کے سامنے یہ رکھوں گا کہ اگر ہمارے ممبرس کو بھی ان کمیٹی اور بورڈس میں موقع دیا جائے تو وہ بھی اپنی نالج (Knowledge) سے بہتر مشورے دے سکیں گے۔

سکنڈری ایجوکیشن کی اسکیم ابھی عمل میں نہیں آئی ہے۔ اس اسکیم میں سنسکرت کو رکھا گیا ہے۔ چونکہ یہ اسکیم ابھی عمل میں نہیں آئی ہے اس لئے میں اس بارے میں آئندہ اپنے خیالات رکھوں گا۔

ہمارے خرچ کا سب سے بڑا ائٹم (Item) ایجوکیشن ہے۔ ایجوکیشن جمہوریت کی روح ہے۔ اور یہ ضروری ہے۔ لیکن اس کام میں مختلف پارٹیز کا تعاون حاصل نہ کیا جاتا غلطی ہے۔ میں سمجھتا ہوں ایجوکیشن کے بارے میں آج کی حکومت کی پالیسی بالکل اسٹیٹس کیو (Status quo) ہے۔ ہماری حکومت اسی پرانی ڈگر پر چلنا چاہتی ہے۔ وہی ہالٹنگ پالیسی (Halting Policy) چل رہی ہے۔ حکومت کی اس نکالہمی سے عوام دل کھول کر حکومت کا ماتہ نہیں دے سکتے۔ ان حالات میں میں حکومت سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ عوام کی زبانوں میں تعام کا انتظام کرے۔ حکومت اپنے عوام کے سامنے ذمہ دار ہے۔ مرکز کے سامنے نہیں۔ اس کو مرکز

سے دب کر عوام کو پیچھے نہ ڈالنا چاہئے۔ ریجنل لینگویجز میں تعلیم کا انتظام کیا جانا ضروری ہے اور ایجوکیشن کے معاملہ میں تمام نارٹیوں کا تعاون حاصل کباجانا جمہوری طریقہ ہے۔ مجھے اسدھے کہ آنرسل ایجوکیشن منسٹر ان تمام باتوں پر غور کریں گے۔

श्री. देवीसिंग चव्हाण :-समापति नहोदय, दो चार मुख्तलिफ डिपार्टमेंट्स हे, और मुख्तलिफ मुकर्रान ने अपने खियालात सातने रहे हैं, इसलिये अकं अक डिपार्टमेंट के बारे मे मै जबाब दूंगा। अव्वलन् अज्युकेशन डिपार्टमेंट (Education Department) के बारे मे जो कुछ बाते कहीगयी है अुनके बारे मे मै कहूंगा। रोजनल लॅंग्वेजेस (Regional Languages) के बारे मे जो चार्टर का हवाला दिया गया कि रोजनल लॅंग्वेजेस को कॉलेज और युनिव्हर्सिटी में जरिये तालीम बनाना चाहिये, अुसके बारे मे मै कतयी राय तो अभी सामनें नहीं रखता। गव्हर्नमेंट अुस पर गौर करेगी ही लेकिन इस मसले को तय करने मे जो मुश्किलात हैं अुनकी तरफ मै अव्वान, और खास कर अपोजीशन पार्टी के लीडर, और मेंबरान को तवज्जेह दिलाना चाहूंगा।

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :-आपको तीन साल मिले हैं।

श्री. देवीसिंग चव्हाण :-गुजिस्ता १५-२० साल मे हमने अक लॅंग्वेज को जरिये तालीम बना कर अक तजरूबा हासिल किया है। किसी जवान के जरिये तालीम बनाना खासकर कॉलेजेस और युनिव्हर्सिटी मे कितना मुश्किल होता है अुसका अक तजरूबा पहले हो हमारे सामने है। इस जवान के जरिये तालीम को दृष्टि से कामयाब बनाने के लिये हमने १९१६ से अक ट्रान्सलेशन ब्यूरो (Translation Bureau) कायम किया करोडों रुपये खर्च किये और आज हम देख रहे हैं कि इस प्रयोग मे हम बहुत ज्यादा तो कामयाब नहीं हो सके। कुछ थोडी सी कामयाबी जरूर हासिल कर सके हैं। अगर यही तजरूबा फिर से रोजनल लॅंग्वेजेस के बारे मे हासिल करना है तो बडी कठिण बात होगी। मै तो कहूंगा कि यह तजरूबा हासिल करने का काम हैदराबाद स्टेट के सर नहीं आना चाहिये क्योंकि हैदराबाद तो मल्टीलिंग्वल स्टेट (Multilingual State) है, और यहां मराठी तेलुगू, कन्नड और अुर्दू अिन तमाम भाषाओं पर अेक्सपेरिमेंट (Experiments) करने के कारखाने खोलने पडेगें अगर मराठी के जरिये तालीम बनाना है तो पहले बंबयी अुसको अपने यहां बनावे, अुसकी किताबें हम देखें अुसका तजरूबा देखें और अुसके बाद आसानी से हम अपनी युनिव्हर्सिटी मे मराठी के जरिये तालीम बवा सकते हैं। इसके इम्प्लीकेशन्स (Implications) आगे के लिये क्या होंगे, इसमे फ़ाइनेन्शियल डिफिकल्टीज (Financial difficulties) क्या हैं और टेक्स्ट बुक्स (Text Books) के बारे मे क्या होगा, इसका विचार न करते हुये अगर लीडर ऑफ अपोजीशन इस तरह की सिफारिश करते हैं तो बडे आश्चर्य की बात है। मै लीडर ऑफ अपोजीशन को पूछता चाहता हूँ कि साइकॉलजी (Psychology) की कोयी किताब मराठी मे हो तो वे मुझे अुसका नाम बतला दें मै चॅलेंज करता हूँ। हमारे कॉलेजेस मे पंचरा बीस साइन्सेस (Sciences) पढायी जाती है। तेलुगू और कन्नड के बारे मे तो नहीं जानता लेकिन मराठी के बारे मे मै कह सकता हूँ। ऐसी जो कोयी किताब मराठी मे हो वो बिल्कुल एलिमेंटरी (Elementary) है दूसरे अंग्रेज जर्मन या फ्रेंच अर्थस के कुछ ब्किटवासात अुसमे दिये गये हैं। कोयी ओरिजिनल (Original) किताब मराठी मे ऐसी नहीं है जो बी. ए.

या युनिवर्सिटी परीक्षा के लिये रखी जाय। ऐसी हालत में रोजनल लैंग्वेज को जरिये तालीम बनाने के लिये और खास तौर से कॉलेज में ग्रैज्युअट कोर्स (Post graduate course) के लिये रखने की रेकमेंडेशन (Recommendation) हमारे सामने रखना मैं नहीं समझता कि ठीक है।

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—यह हिम्मत का सवाल है।

श्री. देवीसिंग चव्हाण :—यह हिम्मत का सवाल नहीं है। मैं तो कहूंगा कि यह पॉलिसी का सवाल है अगर हिम्मत करनेवाले आदमी दानिशमंद आदमी भी इसमें कदम रखने के लिये तैयार नहीं हैं तो यह कैसे हिम्मत का सवाल है मैं समझ नहीं सकता। दूसरी जो असली दिक्कतें हों उन पर भी गौर करना चाहिये।

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—चार्टर में कहा गया है कि कॉलेजों में रोजनल लैंग्वेजों के जरिये तालीम के तौर पर इंट्रोड्यूस (Introduce) की जा सकती है। उस वक्त आप क्यों नहीं कहते कि वह फेल (Fail) होनेवालों हैं? गुलबर्गा वरंगल और औरंगाबाद के कॉलेजों में रोजनल लैंग्वेजों में कोर्स शुरू किया जा सकता है ऐसी एक्सपर्ट (Expert) ने राय दी है।

श्री. देवीसिंग चव्हाण :—हमने वहां रास्ता खुला कर लिया है। हमारे पास जब अस्तित्व आयेगी तब हम उसको इंट्रोड्यूस (Introduce) तो करेंगे। कानूनन कहीं भी गुंजाबीश नहीं है कि तीन साल के भीतर फौरन रोजनल लैंग्वेजों को जायज कर दिया जाय। प्रायव्हेट इन्स्टीट्यूशन्स (Private Institutions) का तजरूबा ऑनरेबल मंत्री ऑफ अपोजीशन को जितना है उससे कहीं ज्यादा मुझे है। जितना मैं विथ ड्यू रिस्पेक्ट (With due respect) कह सकता हूं आपने एक शब्द का नाम लेकर कहा कि बिला वजह उसको निकाल दिया गया है। कौन साहब है क्या है किस वजह से निकाले गये हैं अगर निकालने के लिये वजूहात माकूल है तो अच्छी बात है कि उस प्रायव्हेट इन्स्टीट्यूशन की मैनेजमेंट ने उनको निकाला दिया। अगर कहा जाय कि मिसमैनेजमेंट (Mismanagement) हो रहा है तो मैं नहीं समझता कि ठीक है। प्रायव्हेट इन्स्टीट्यूशन्स (Private Institutions) से मेरा १०-१५-साल से संबंध रहा है लेकिन मैंने कुछ खास मिसमैनेजमेंट नहीं देखी। ऑफिस के मामले में कुछ गड़बड़ हो सकती है। अं मुद्दरिस छः महिने काम करता है लेकिन नौ महिने के हिसाबत उसके अकाउंट में आ जाते होंगे लेकिन जिन छोटी छोटी बातों से यह नहीं कहा जा सकता कि प्रायव्हेट इन्स्टीट्यूशन्स में बड़ी मिसमैनेजमेंट है और उन पर ज्यादा कंट्रोल रखना चाहिये मैं जिस अंतराज को ज्यादा काबिले वकअत नहीं समझता। हुकूमत ने मैनेजमेंट पर कंट्रोल रखने के लिये हाल ही में जो ग्रांट्स (Grants) देने के रूल्स (Rules) बनाये हैं उनको ज्यादा सक्त कर दिया है। उनके लिये लाजमी कर दिया गया है कि वे अपने अकाउंट्स हुकूमत के सामने पेश करें ताकि उनको चेक (Check) किया जाये जिस तरह से हमने कंट्रोल (Control) ज्यादा सक्त कर दिया है। इसके बावजूद मैं समझता हूँ कि कौनो प्रायव्हेट इन्स्टीट्यूशन मिसमैनेजमेंट है ऐसी बात नहीं होगी। हैदराबाद में और डिस्ट्रिक्ट्स में जो हायस्कूल हैं उनका अपोजीशन के लीडर ने जिकर किया। लेकिन प्रायव्हेट इन्स्टीट्यूशन्स को जो ग्रांट दी जाती है वह टीचर्स का जो एस्टैब्लिशमेंट (Establishment) होता है और स्टॉफ के जो चार्ज (Charges) होते हैं उसके लिहाज से दी जाती है। जहाँ ज्यादा स्टॉफ है एक्सपेंडीचर (Expenditure) ज्यादा है वहाँ स्कूल को ज्यादा ग्रांट दी जाती है।

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—गव्हर्नमेंट हायस्कूल के बारे में मैंने कहा था कि वमुकाबले प्रायव्हेट इन्स्टीट्यूशन के उनका बहुत ज्यादा खर्च होता है आप उनके लिये अतना ज्यादा क्यों खर्च करते हैं और प्रायव्हेट इन्स्टीट्यूशन को क्यों कम पैसे देते हैं ? प्रायव्हेट इन्स्टीट्यूशन के लिये मिफ १ करोड़ २९ हजार के करीब खर्च किया गया है यह मेरा कहना था ।

Mr. Speaker : No interruptions please.

श्री. देवीसिंग चव्हाण :—अगर प्रायव्हेट इन्स्टीट्यूशन की तरफ आपका अशारा नहीं है तो मैं कहूंगा कि गव्हर्नमेंट हायस्कूल में लड़के ज्यादा हैं, और वहां पर एस्टैब्लिशमेंट (Establishment) का खर्च ज्यादा है। उस दृष्टि से अखराजात ज्यादा है। अगर इसमें कोई और खास बात है जिसकी तरफ हुकूमत को तवज्जेह करना जरूरी है तो जरूर करेगी, और ज्यादा अखराजात होंगे तो उसको कम करने की कोशिश करेगी अतना मैं कह सकता हू।

बैकवर्ड क्लासेस (Backward Classes) के लिये जो स्कूल खोले गये थे उनके बारे में अपोजीशन के ऑनरेबल मॅबर का ख्याल है कि वे बंद किये गये हैं, लेकिन ऐसा नहीं है। पहले अलग अलग कास्ट वाओज क्लासेस (Castewise classes) खोले गये थे, उन सब को मिलाकर वे क्लासेस शुरू किये गये हैं। उनके क्लासेस क्लोज (Close) करने की जो गलत फहमी हुयी है।

अक सन्माननीय सदस्य :—शेड्यूलड कास्ट (Scheduled Caste) की बस्ती में जो क्लासेस पहले थे उनको वहां से निकाल कर दूर कायम किया गया है इसकी वजह से लोगों को दिक्कत होती है, लड़के अतनी दूर नहीं जाते क्या यह सही है ?

श्री. देवीसिंग चव्हाण :—किसी स्कीम के तहत यह बात नहीं कगओ है। उस लोकॅलिटी (Locality) में अगर लड़कों की मुकॅरर तादाद नहीं आती है तो उस लोकॅलिटी से क्लासेस को हटाकर दूसरी जगह ले जाया गया है ताकि तमाम लड़कों को आने के लिये सलहूत हो।

फिजिकल ऐज्युकेशन (Physical Education) के बारे में जो अंतराज किया गया वह मैं योग्य नहीं समझता। फिजिकल ऐज्युकेशन को आगे बढ़ाने के लिये १०-१५ साल से कॉलेज चलाकर एक तजरूबा हमने हासिल किया। लेकिन हुकूमत की तरफ से कोई खास कॉलेज या इन्स्टीट्यूशन खोल कर इन्तजाम करने के बजाय प्रायव्हेट इन्स्टीट्यूशन से यह काम होने से ज्यादा फायदा हासिल होता है ऐसा हुकूमत को मालूम होता है, और हमारे पडोसी स्टेट्स का भी यही तजरूबा है। बंबओ में हम देखते हैं कि कुछ ऐसी इन्स्टीट्यूशन हैं जिनको वहां की गव्हर्नमेंट ने फिजिकल ऐज्युकेशन क्लासेस चलाने के लिये ग्रांट (Grant) दी है। उसी नमूने पर यहां भी हुकूमत ने अगर फिजिकल ऐज्युकेशन को आगे बढ़ाने के लिये एक इन्स्टीट्यूशन को कुछ ग्रांट दी है तो उस के लिये आज ही यह क्यास कर लेन कि वह बिल्कुल नाकामयाब होनेवाली है यह कुछ ज्यादा रिस्पॉन्सिबल (Responsible) या रिस्पॉन्सिव (Responsive) है ऐसा मैं नहीं समझता। हाल ही में यह ग्रांट दी गयी है। मुश्किल से एक साल हुआ होगा। जिस इन्स्टीट्यूशन को काम करने के लिये मौका दिया जाय, और उससे जो कुछ नतीजा निकलेगा जो कुछ काम किया जायगा उसको देखकर यह तय किया जा सकता है कि यह काम सक्सेसफुल (Successful) है या नहीं। इस दृष्टि से इसका तरफ देखना चाहिये।

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—आप खानगी अन्स्टीट्यूशन्स को पैसा दे सकते हैं, लेकिन पहले जो स्कीम चली थी वह आपने तो बद कर दो और यह स्कीम कामयाब होगी या नहीं जिसके बारे में आपने ही शक जाहिर किया।

मिस्टर स्पीकर :—यह वकन सवाल जवाब के लिये नहीं है।

श्री. देवीलिंग चव्हाण :—प्रायव्हेट अन्स्टीट्यूशन्स को ग्रांट्स देकर फिजीकल अेज्युकेशन को अच्छी तरह से आगे बढ़ाया जा सकता है यह बंबई और मद्रास का २५ साल का तजल्बा है। हमको जरूरत नहीं है कि १० साल तक तजल्बा करते बैठें और देखें कि फायदा होता है या नहीं। आज हम ब्रह्मन ही स.अ.ड ल.अ.न्स (Sound lines) पर जा रहे हैं। ग्रांट्स टू कल्चरल अन्स्टीट्यूशन्स (Grants to Cultural Institutions) के बारेमें भी कहा गया जिसमें हुक्मत की पॉलिसी साफ है। जिस तरह से प्रायव्हेट अन्स्टीट्यूशन्स और स्कूल्स को हम दिल खोल कर ग्रांट्स दे रहे हैं उसी तरह से कल्चरल (Cultural) या लिंग्विस्टिक अन्स्टीट्यूशन्स (Linguistic Institutions) को भी ग्रांट्स देने की हुक्मत की पॉलिसी है। आंध्र सारस्वत परिषद को ग्रांट थोड़ी मिली है उसमें अिजाफा करने की कार्रवाही भी हुई है। लेकिन वह जल्दी नहीं मिली इसलिये जिस चीज को हुक्मत की पॉलिसी पर तनकीद करने का जरिया नहीं बनाया जा सकता। इसमें हुक्मत की पॉलिसी साफ है कि हम कल्चरल या लिंग्विस्टिक प्रायव्हेट अन्स्टीट्यूशन्स (Cultural or Linguistic Private Institutions) को अिमदाद करना चाहते हैं और कर भी रहे हैं। दूसरे प्रॉविन्सेस में जो अिमदाद दी जाती है उससे कहीं ज्यादा हम दे रहे हैं। बंबई मद्रास मध्यप्रदेश या यू. पी. में जितनी ग्रांट्स प्रायव्हेट अन्स्टीट्यूशन्स को दी जाती है उनसे कहीं ज्यादा हम दे रहे हैं। मैं दावे के साथ कह सकता हूं कि हमारी ग्रांट्स से किसी तरह से कम नहीं है बल्कि ज्यादा है।

कुछ दोस्तों ने यह भी अंतराज किया कि विहलेजेस में जो स्कूल्स होते हैं वहां अच्छी तरह से कोऑपरेशन (Co-operation) नहीं होता। यह चीज हुक्मत के सामने है। अच्छी तरह से सुपरविजन (Supervision) हो टोचर्स अपने स्कूल में अच्छी तरह से काम करें, बच्चों को बढ़ायें, इसके लिये हुक्मत गौर कर रही है, और इसके लिये अन्होंने अेकदाम भी किया है। जहां व्हॉलेंटरी स्कूल्स (Voluntary Schools) निकले हैं, हजार या डेढ़हजार अुन तमाम मबा जियात में पब्लिक के ३-४ अशखास को कमेटी बनायी गयी है, और उसके कोऑपरेशन से वहां पर अच्छी तरह से काम चले इसके लिये हुक्मत ने अिन्तजाम कर दिया है। इस तरह से अेज्युकेशन डिपार्टमेंट के जो अलग अलग शोबे हैं स्टेटेज हैं अुनमें पब्लिक का कोऑपरेशन लेने की कोशिश की गयी है।

अेक सन्माननीय सभासद :—खानगी अन्स्टीट्यूशन्स के मेंबरों को भी अुनमें लिये जाने का अिन्तजाम किया जाय।

Mr. Speaker : No interruptions please. This is not question hour. The Minister may proceed with his speech.

श्री. देवीसिंग चव्हाण :—कुछ अँडव्हाजीजरी कमेटीज बनाजी गयी है। उनमे अंक दर्जे तक टेकनिकल काम होता है। इसलिये इसमे हुकूमत के ऑफिसर्स और पब्लिक के नुमाँअदे होते हैं। इसमे ५० परसेंट से ज्यादा नॉनऑफिशियल मेंबर्स हैं और उनका ही मेंबर अनि अँडव्हाजीजरी कमेटियों में सदर होता है।

असके साथ साथ डिस्ट्रिक्ट्स में अज्युकेशन का सुपरव्हिजन (Supervision) हो अन्तजाम में कुछ तरक्की हो, और हम अच्छी तरह से आगे बढ़ सकें, लोगों का कोऑपरेशन (Co-operation) हासिल कर सकें, असलिये अँडव्हाजीजर्स बाँडीज बनाने का हुकूमत ने डिक्लेअर (Declare) कर दिया है, और कुछ दिनों के बाद ये अँडव्हाजीजरी बाँडीज बन जायेंगी। इसमे हुकूमत की यह पॉलिसी है कि लोगों के तमाम सेक्शन्स आ जायें और अज्युकेशन के काम को बिला लिहाज किसी पार्टी या ग्रूप या दूसरी और चीजों के आगे बढ़ाने की कोशिश की जाय।

अंक ऑनरेबल मेंबर ने वोकेशनल अज्युकेशन (Vocational education) के बारे में कुछ शिकायत की कि यहां का अंक वोकेशनल स्कूल हटाकर सिकंदराबाद में ले जाया गया है। मैंने क्वश्चन अवर (Question Hour) में अंक सवाल के सिलसिले में इसका जवाब दिया था मैं समझता हूँ कि इस हाअूस को मुतमअीन करने के लिये वह जवाब काफी है। हैदराबाद सिटी में दो वोकेशनल स्कूल हैं, अंक हैदराबाद सिटी में रखा गया है और अंक यहां से हटाकर सिकंदराबाद सिटी में जहां दो लाख की बस्ती है कायम किया गया है। तो यह शिकायत करना कि अब्बाम की भलाजी नहीं देखते, अूसकी सहुलत को नहीं देखते तो मैं यह समझने से कासीर हूँ कि क्या आखिर ऑनरेबल मेंबर का यह खियाल है कि अूस गली में जितने लोग रहते हैं क्या वही अब्बाम हैं? सिकंदराबाद में दो लाख की बस्ती है, क्या वह अब्बाम नहीं है। अब्बाम का नाम लेकर कुछ भी शिकायत असेंबली में पेश कर देना मैं समझता हूँ जिस हाअूस को शोभा देनेवाली बात नहीं है।

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—कास्टवाजीज (Castewise) शिकायत है।

श्री. देवीसिंग चव्हाण :—अगर कास्टवाजीज शिकायत है तो वहां अज्युकेशन डिपार्टमेंट है, हम यहां पर हैं आप मिल सकते हैं और कह सकते हैं कि जिस गलीवालों की शिकायत है, अूसको दूर किया जाय। लेकिन सिकंदराबाद में दो लाख की आबादी में यहां से अंक वोकेशनल स्कूल हटाकर वहां पर मुन्तकिल किया गया तो अूसमे हुकूमत ने कौनसी बड़ी नुकसान की बात की? जिस अज्युकेशन डिपार्टमेंट की स्कीम में अग्रीकल्चरल अज्युकेशन (Agricultural Education) केलियेकोअी जगह नहीं है इसके बारे में शिकायत की गयी है। मैं अूसके लिये जितनी ही वजाहत करना चाहता हूँ कि अग्रीकल्चरल टेक्निकल अज्युकेशन (Agricultural Technical Education) का अंक हायस्कूल डिपार्टमेंट की तरफ से परभणी में चलाया जाता है। दूसरे और शोबे वगैरह शरीक करके अूसको और बढ़ाकर तरक्की देने की हुकूमत की कोशिश है। और दूसरे स्कूल के बारे में जो हायस्कूल या मिडिल स्कूल में लिबरल अज्युकेशन (Liberal Education) दिया जाता है अूसमें अग्रीकल्चरल बियास (Agricultural bias) देने के लिये हुकूमत सॉच रही है और कुछ दिनों के बाद यह स्कीम अब्बाम के सामने आयेगी और फिर अूसको अमल में लाया जायेगा।

प्रायव्हेट स्कूलों को अेनकरेज (Encourage) करने की जो कोशिश हुकूमत की तरफ से होनी चाहिये अूसके बारे में कहा गया। मैं जिस बारे में जितना ही कहूंगा कि चार पांच साल के

पहले पब्लिक की तरफ से कोशिश होती थी कि प्रायव्हेट हायस्कूल्स या मिडिल स्कूल्स निकालें। उस वक्त उनको हुकूमत की अमदाद की जरूरत थी। आज हुकूमत की यह पॉलिसी है कि जितने ज्यादा पैमाने पर प्रायव्हेट स्कूल्स निकलते हैं उनको काफी अमदाद दी जाय, और उनको अंनकरेज किया जाय। हम उनको ज्यादा से ज्यादा अमदाद देना चाहते हैं। जिस तरह के रूल्स (Rules) बने हैं उस तरह से ग्रांट दी जाती है। लेकिन मैं देखता हूँ कि ५-६ साल से या पुलिस ऑक्शन के बाद से लोगों में प्रायव्हेट इन्स्टीट्यूशन्स (Private Institutions) निकालनेकी अच्छा कुछ कम हो गयी है। हुकूमत को यह शिकायत है कि पब्लिक यहां पर सामने आना नहीं चाहती। कुछ कोशिश होती है तो गव्हर्नमेंट के ज्यादा स्कूल्स निकालनेके लिये होती है। और मैं यह चीज हायुस के सामने अज्युकेशन पॉलिसी के बारे में रखना चाहता हूँ कि बदकिस्मतीसे यहां हैदराबाद में अज्युकेशन का जो डेव्हलपमेंट (Development) हुआ वह जिस तरह से हुआ कि कुछ हम ने प्रायव्हेट एफर्ट्स (Private Efforts) को ज्यादा तरगीब नहीं दी, उसको जरा पीछे रखने की कोशिश की और अब जब हालात बदले हुये हैं तो पब्लिक सामने नहीं आती। हुकूमत अमदाद करने के लिये तयार है लेकिन इसमें पब्लिक की कुछ ज्यादा अमदाद नहीं हो सकती और नहीं हो रही है। इसका नतीजा यह होता है कि हुकूमत का जितना भी रुपया जिस महकमेपर खर्च हो रहा है वह महदूद अंशतेमें खर्च हो रहा है। पब्लिक की तरफसे काफी रुपया तालीमात पर खर्च होना चाहिये जितनी सरकारी अमदाद होगी उसके साथ पब्लिक की जानिब से कुछ डोनेशन भी आने चाहिये लेकिन वह नहीं आ रहे हैं। पडोसी स्टेट के तालीम को देखते हुये एक चीज मैं पब्लिक के सामने और हायुस के सामने रखूंगा कि बंबयी में हुकूमत की तरफ से प्रायव्हेट स्कूल्स को १२ करोड़ रुपये दिया जाता है, और वहां पर तालीमात पर कुल २१ करोड़ रुपये खर्च होते हैं। यानी वहां ९ करोड़ रुपये पब्लिक देती है अलग अलग तरीकेसे कुल फीस कुछ डोनेशन्स और कुछ और तरीकों से पैसा जमा होता है। वहां पर हायस्कूल्स और कॉलेजेस यहां के जैसे सरकारी नहीं होते हैं। हमारे यहांपर डेव्हलपमेंट (Development) ऐसा हुआ कि यहां की पब्लिक इन्स्टीट्यूशन्स आगे नहीं बढ़ सके बंबयी में जो युनिव्हर्सिटी अज्युकेशन है उसके लिये कुल १ करोड़ १५ लाख रुपया खर्च होता है। उसमें १२ लाख रुपयोंकी हुकूमत अमदाद करती है और ८०-८५ लाख रुपये फीस के तौर पर जमा होते हैं बंबयी में याद रखने की चीज यह है कि जितनी बड़ी युनिव्हर्सिटी है जिसके तहत कओ कॉलेजेस हैं, कओ साइन्सेस (Sciences) का वहां ट्रेनिंग दिया जाता है, वह पर सिर्फ २२ लाख रुपये गव्हर्नमेंट अमदाद के तौर पर देती है। हमारे यहां पर तो ५०, ६० लाख रुपये दिये जाते हैं। और हमारे यहांपर फीस भी बहुत कम है। १०-१५ साल पहले जो फीस यहां रखी गयी थी वही आज भी कायम है। कीमतें चार गुना बढ़ गयीं, सब तरफसे अजिजाफा हुआ, लेकिन फीस में अजिजाफा नहीं हुआ। अगर फीस बढ़ायी जाये तो यहां जो हमारे नॉनरेबल लीडर्स हैं, जो पब्लिक ओपीनीयन (Public opinion) को गाइड (Guide) करते हैं, यह ही उसकी मुखालिफत करने के लिये तयार हो जाते हैं हम मेसे चंद सिर्फ जितना ही देखते हैं कि किसी तरह से हुकूमत की पॉलिसी को मुखालिफत करें। पब्लिक का इंटरेस्ट (Interest) कितना है नेशनल प्रॉब्लेम्स (National Problems) क्या हैं, जिसपर ध्यान नहीं दिया जाता। अगर हमारा यही रवैया रहा, तो मुझे डर है कि हम अपने प्रॉब्लेम्स हल नहीं कर सकेंगे। मैं ऑनरेबल मॅबर ऑफ अपोझीशन को बतलाना चाहता हूँ कि सबसे ज्यादा रुपया जिस मोहकमे पर खर्च किया जा रहा है। जितना खर्च करने के बावजूद मैं यह बता सकता हूँ कि पांच दस साल में हम अपने अज्यु-

केशन को दूसरे पडोसी स्टेटस् के बराबर नहीं ला सकते। इसकी क्या वजह है? यहाँ पर हुकूमत ज्यादा पैसा देती है। यबंबाजी और मद्रास की हुकूमतें अपने बजट का कुल २० फिसदी हिस्सा अज्युकेशनपर खर्च करती हैं। हम यहाँ पर १६, १७ फिसदी खर्च करते हैं। हम सिंगल हैंडेड (Single Handed) इस अज्युकेशन के प्रॉब्लेम को किस तरह से बढ़ा सकते हैं? हुकूमत के पास जो कुछ रुपया आता है वह सरकारी हायस्कूल्स और युनिवर्सिटी के लिये खर्च हो जाता है। बंबाजी में २१ करोड़ के बजट में से जो रुपया तालीमात पर खर्च होता है उसमेंसे १२ करोड़ रुपये हुकूमत के तरफ से खर्च होते हैं, और करीब आधा खर्च पब्लिक करती है। यहाँपर अगर हम अज्युकेशन को ज्यादा व्यापक स्वरूप में आगे बढ़ानेकी कोशिश करते हैं तो मैं समझता हूँ कि चाहे कोअी पोलिटिकल पार्टीज हों, चाहे कोअी अलग खियालात के हो, अनु तमाम को इस बात पर सोचना चाहिये की हमारी अज्युकेशन की जो आमदनी हो रही है वह किस तरह से आगे बढ़े। हुकूमत उस पर गौर कर रही है। अलग अलग खियालात या अलग अलग पार्टीज के जो लिडर्स हैं उनको अिन बातों पर सौंचना जरूरी है। तालीमात के बजट को अगर हम दूसरे जरीयेसे ज्यादा मजबूत नहीं बनाने हैं सो उस वक्त तक हम अज्युकेशन प्रॉब्लेम अक नेशनवाइड (Nationwide) पैमाने पर हल नहीं कर सकते आज हम भलेही शिकायत करते रहे मदरसे खोलने के लिये हम डिमांडस् करते रहे उनमें कोअी सदाकत नहीं है, अैसा मैं नहीं कहता। शिकायत होनी चाहिये, लेकिन लोगों को इस कौमी सवाल में हिस्सा लेना चाहिये। उसकेलिये पब्लिक तयार होनी चाहिये और हमें उसे तयार करना चाहिये। बंबाजी में मॅट्रिक्युलेशन क्लास (Matriculation class) के लिये छः रुपय फीस ली जाती है। वहाँ तो गव्हर्नमेंट हायस्कूल्स नहीं हैं। जहाँ थे वहाँ भी बंद कर दिये गये हैं। अनुकी जगहपर नये नये प्रायव्हेट हायस्कूल्स खोले गये हैं। पूना में डेक्कन कॉलेज था वह हुकूमत ने बंद कर दिया और वहाँ पर पोस्ट ग्रॅज्युअेट कोर्स (Postgraduate course) के लिये कॉलेज बना दिया गया। जहाँतक हो सके पब्लिक के हाथ में अज्युकेशन दिया गया है। पब्लिक इन्स्टीट्यूशन्स (Public Institutions) वहाँ पर अच्छी तरहसे फीस लेती हैं, और स्कूल्स के जितने अख- राजात होते हैं उसका ज्यादा तर हिस्सा फीस से वसूल होता है। हम देखते हैं कि हमारे यहाँ मॅट्रिक क्लास के लिये डेढ रुपया या दो रुपया फीस है। तो क्या यह कहा जा सकता है कि मॅट्रिक के क्लास में जितने भी लडके आते हैं वे सब गरीब होते हैं? तो हमें अिन मसायल पर सौंचना चाहिये और हुकूमत उसमें अकदाम करें तो उसमें हर अक का कोअॉपरेशन होना चाहिये।

दूसरे डिपार्टमेंटस् के बारेमें कुछ बातें कही गयीं हैं। कोअॉपरेटीव्ह से (Co-operative) जो अेक्साइज डिपॉझीट (Excise Deposit) निकाल लिये गये हैं, इसके बारे में मैं कहूंगा कि कुछ गलतफहमी की वजहसे अैसा सक्चूरल निकाला गया था, लेकिन हुकूमत ने फैसला कर दिया है कि अेक्साइज डिपॉझीट्स और दूसरे डिपॉझीट्स कोअॉपरेटिव्ह बैंक (Co-operative Bank) में ही रखे जायेंगे। कुछ यह भी अंतराजात किये गये कि अिलेक्शन में कोअॉपरेटिव्ह डिपार्टमेंट के अोहदेदार मदाखलत करते हैं। लेकिन अैसी कोअी शिकायत मेरे पास नहीं आयी है। अगर कुछ अैसे अेलीमेंटस् (Elements) गडबडी करना चाहें और कुछ अिरैग्यूलैरिटीज (Irregularities) करना चाहें और उसको दूर करने के लिये अगर कोअॉपरेटिव्ह डिपार्टमेंट के अोहदेदार गाइडन्स (Guidance) देते हैं तो मैं नहीं समझता कि उसमें अिटर फिअरन्स (Interference) है। हर अक कोअॉपरेटिव्ह सोसायटी आजाद होती है। उसका अेअरमन

अलग होता है। कुछ खास कोऑपरेटिव्ह सोसायटीज और सेंट्रल बैंक्स (Central Banks) ऐसी हैं जिनका चेअरमन तहसीलदार होता है लेकिन आम तौर पर करीब ८० या ९० फीसदी कोऑपरेटिव्ह सोसायटीज ऐसी हैं जिनसे कोऑपरेटिव्ह डिपार्टमेंट का या नाल के ओहदेदारों का ताल्लक नहीं है। वे तो बिल्कुल आझादाना व्यवहार कर सकती हैं। जैसे वोव्हर्स कोऑपरेटिव्ह सोसायटी (Weavers Co-operative Society) हैदराबाद कोऑपरेटिव्ह असोसिएशन (The Hyderabad Co-operative Association) या सेंट्रल युनियन (Central Union) है उसमें मैं नहीं समझता कि कोअी ऐसी शिकायत है कि कोऑपरेटिव्ह डिपार्टमेंट के ओहदेदार मदाखलत करते हैं और अच्छे काम को रोकने की कोशिश करते हैं। कोऑपरेटिव्ह डिपार्टमेंट के बारे में कुछ और भी छोटी मोटी बातें कही गयीं लेकिन उनका जवाब देना जरूरी नहीं है।

फिशरीज डिपार्टमेंट के बारे में अंक ऑनरेबल मेंबर ने बड़ी अजीब और गरीब रेकमेन्डेशन (Recommendation) सामने रखी कि फिशरीज के लिये जो ४ लाख और कुछ हजार रुपया दिया जाता है वह बिल्कुल वेस्ट (Waste) हो रहा है और उसको किसी और अच्छे काम के लिये लगाना चाहिये। फिशरीज डिपार्टमेंट में कुछ खामियां जरूर हैं उसमें कुछ डिफेक्ट्स (Defects) हैं लेकिन उनको दूर किया जा सकता है। जिसका मतलब यह नहीं है कि फिशरीज जैसा अहम और डेवेलपिंग डिपार्टमेंट (Developing Department) बढ़ करने की रेकमेन्डेशन रखी जाय। अगर उन्होंने यह स्पोर्टिव्ह रेकमेन्डेशन (Sportive Recommendation) लायी है तो उसको मैं भी स्पोर्टिव्ह स्पिरिट (Sportive Spirit) में लेना चाहता हूँ। लेकिन बाकअी संजीदगी साथ वे इसको पेश कर रहे हैं तो मैं उनसे कहूंगा कि अंक सर्वबा वे फिर से उस पर गौर करें।

दूसरे मार्केट डिपार्टमेंट (Market Department) के बारे में कुछ छोटी छोटी बातें कहीं गयीं। उन तमाम का यहां पर जिक्र करना मैं जरूरी नहीं समझता।

मैं अुम्मीद करता हूँ कि जो अमेंडमेंट्स रखे गये हैं वे वापिस लिये जायेंगे और डिमांड्स को पास किया जायेगा।

Mr. Speaker : I shall now put the motions for reductions of Grants to vote.

DEMAND NO. 21 (HEAD OF ACCOUNT 37) EDUCATION Rs. 4,75,76,000.

Policy of University and Secondary Education

Shri V. D. Deshpande : Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

WORKING OF PRIMARY AND AIDED SCHOOLS

Shri Ch. Venkat Ram Rao : Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

WORKING OF MIDDLE AND HIGH SCHOOLS

Shri J. Anand Rao : Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

GRANTS-IN-AID TO PRIVATE INSTITUTIONS

Shri V. D. Deshpande : Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

SCALES OF PAY OF PRIMARY SCHOOL TEACHERS

Mr. Speaker : The question is :

“ That the grant under Demand No. 21 be reduced by 100.”

The Motion was negatived.

POLICY REGARDING AGRICULTURAL AND TECHNICAL EDUCATION

Shri Annaji Rao : Sir, I beg leave of the House, to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

WORKING OF THE OFFICES OF THE INSPECTORS OF SCHOOLS

Shri Ankush Rao Ghare : Sir, I beg leave of the House, to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

EDUCATION—EXPANSION SCHEME.

Mr. Speaker : The question is :

“ That the grant under Demand No. 21 be reduced by Rs. 100.”

The Motion was negatived.

POLICY OF VOCATIONAL EDUCATION

Shri Abdul Rahman : Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

INTRODUCTION OF REGIONAL LANGUAGE AS MEDIUM OF INSTRUCTION IN COLLEGES

Mr. Speaker : The question is :

“ That the grant under Demand No. 21 be reduced by Re. 1.”

The Motion was negatived.

DEMAND NO. 27 (HEAD OF ACCOUNT 40)-I—MARKETING DEPARTMENT RS. 1,00,100.

The Scheme for Improvement of Agricultural Marketing in India.

Shri Ankush Rao Ghare : Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

The formation of Market Committees.

Mr. Speaker : The question is :

“ That the grant under Demand No. 27 be reduced by Rs. 100.”

The Motion was negatived.

THE INEFFICIENCY IN MARKETING DEPARTMENT

Shri Gopidi Ganga Reddy : Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House withdrawn.

DEMAND NO. 28 (HEAD OF ACCOUNT 21) VETERINARY
Rs. 20,01,000

The inefficient working of the Veterinary Department.

Shri Gopidi Ganga Reddy : Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

DEMAND NO. 29 (HEAD OF ACCOUNT 42) CO-OPERATION
Rs. 20,93,000

Policy regarding uplift of Gonds.

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 29 be reduced by Rs. 100”.

The Motion was negatived.

WORKING OF TALUK AGRICULTURAL CO-OPERATIVE ASSOCIATION AND DISTRICT CO-OPERATIVE CORPORATION.

Shri Ch. Venkat Ram Rao : Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was, by leave of the House, withdrawn.

PROGRESS OF CO-OPERATIVE MOVEMENT

Shri K. Ram Reddy : Sir, I beg leave of the House to withdraw my cut motion.

The Motion was by leave of the House, withdrawn.

DEMAND NO. 31 (HEAD OF ACCOUNT 43 B)—FISHERIES—
Rs. 4,02,100.

Functioning of the Fisheries Department.

Mr. Speaker : The questions is :

“That the grant under Demand No. 31 be reduced by Rs. 3,75,000.”

The Motion was negatived.

INEFFICIENT FUNCTIONING OF THE SUBORDINATE OFFICES

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 31 be reduced by Rs. 100.”

The Motion was negatived.

The administration of the Department.

Mr. Speaker : The question is :

“That the grant under Demand No. 31 be reduced by Rs. 100.”

The Motion was negatived.

Mr. Speaker : The question is :

“That the respective sums not exceeding the amount of Rs. 5,25,34,200 under Demands Nos. 20, 21, 27, 28, 29 and 31 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954.”

The Motion was Adopted.

(As directed by Mr. Speaker the motions for Demands for grants which were adopted by the House are reproduced below).

DEMAND NO. 20—ARCHAEOLOGICAL, METEOROLOGICAL
DEPARTMENTS AND MUSEUM

“That a sum not exceeding Rs. 3,62,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954.”

DEMAND NO. 21—EDUCATION

“That a sum not exceeding Rs. 4,75,76,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954.”

DEMAND NO. 27—MARKETING

“That a sum not exceeding Rs. 1,00,100 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954.”

DEMAND NO. 28—VETERINARY

“That a sum not exceeding Rs. 20,01,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st of March, 1954.”

DEMAND NO. 29—CO-OPERATION

“That a sum not exceeding Rs. 20,93,000 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954.”

DEMAND NO. 31—FISHERIES

“That a sum not exceeding Rs. 4,02,100 be granted to the Rajpramukh to defray the several charges that would come for the payment during the course of the year ending the 31st day of March, 1954.”

Mr. Speaker : As regards timings of our Session, we shall work from 3 P.M. to 8 P.M. on 18th. This will hold good only for that day. We shall decide on that day our future timings.

4.45 p.m. The House then adjourned till Three of the Clock on Wednesday, the 18th March, 1953.

